عمران سیریز

49

ابنِ صفی

IMRAN SERIES
X2
CK PRODUCTIONS QUETTA

آنکھ شعلہ بنی

عمران سیریز نمبر 49

آنکھ شعلہ بنی

(دوسرا حصہ)

پیشرس

"آنکھ شعلہ بنی" حاضر ہے! کسی قدر تاخیر ہوئی۔ لیکن یہ تاخیر لکھنے کی رفتار کو دیکھتے ہوئے کچھ ایسی تشویشناک بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے بھی زیادہ تاخیر ہوتی رہی ہے۔ آہستہ آہستہ میں اپنی اس کمزوری پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہوں اور اس کوشش کے نتیجے میں ملنے جلنے والے مجھے کسی حد تک بداخلاق بھی سمجھنے لگے ہیں کچھ دنوں کے بعد بالکل ہی بددماغ سمجھ بیٹھیں گے کیونکہ میں عنقریب اپنے دفتر کے اوقات میں ملنے جلنے والوں کے لئے وقت کا تعین کرنے والا ہوں۔!

یار لوگ کہیں گے...... سنا میاں اب انگریز ہو گئے ہیں! وہ دن بھول گئے جب لالو کھیت میں جوتیاں چٹخاتے پھرتے تھے......! اب ملنے جایئے تو کہلوا دیتے ہیں...... لکھ رہا ہوں...... فلاں وقت آیئے گا۔!

یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر ایک شخص وقت کی قدر کرتا ہے تو دوسرے اسے بددماغ کہنے یا سمجھنے لگتے ہیں! انگریز والی پھبتی تو عام ہے ایسے افراد کے لئے اکثر بعض ذمہ دار شخصیتوں کے بارے میں کچھ اس قسم کے مکالمے سننے میں آئے ہیں میاں وہ دن

بھول گئے جب ان کے دادا حضور کی تیل مالش کیا کرتے تھے آج دفتر ملنے گئے تو چپڑاسی سے کہلوا دیا کہ صاحب مشغول ہیں۔ ہونہہ...... ٹکڑ گدے کہیں کے......

صاحب آپ کا فرمانا برحق کہ اس ٹکڑ گدے کے دادا آپ کے دادا حضور کی تیل مالش کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ ٹکڑ گدا اپنے وہ فرائض انجام دے جو ملک و قوم نے اس کے سپرد کئے ہیں۔ یا آپ کے مکھن پالش کو بیٹھا سراہا کرے...... آخر آپ کی سمجھ میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ وہ اپنی ڈیوٹی کے اوقات میں آپ کے دادا حضور کا حق نمک ادا کرنے کا مجاز نہیں...... اور اگر ایسا کرتا ہے تو اللہ تک کو دھوکا دے رہا ہے۔!

خدارا اپنی ذہنیتیں درست کیجئے!...... معاشرے میں اپنا اور دوسرے کا مقام پہچاننے کی کوشش کیجئے! ورنہ قوم کی حالت ہزار سال میں بھی نہ سدھر سکے گی......

میرے پاس یہی ایک ذریعہ ہے! آپ سے براہِ راست گفتگو کرنے کا...... لہٰذا آج جبکہ کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا تھا! یہ چند کلمے لکھ دیئے...... بہت دنوں سے بھرا بیٹھا تھا...... اور کتابیں لیٹ ہوتی رہی تھیں......

اب آیئے ہاتھ اٹھا کر دعا کیجئے کہ اللہ مجھے اور آپ کو اپنے فرائض کی ادائیگی اور حقوق کے تحفظ کا سلیقہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ابن صفی

* * *

لہروں کے ساحل سے ٹکرانے کا شور رات کے سناٹے میں دور دور تک پھیل رہا تھا۔ رات تاریک بھی تھی اور سرد بھی۔

صفدر ہٹ کے برآمدے میں کھڑا پچھلے ایک ہفتے کے واقعات پر غور کر رہا تھا۔ عمران اور اس کا گونگا ڈرائیور ایک غیر ملکی لڑکی کو بے ہوش کر کے ایک ریسٹ ہاؤز سے اٹھا لائے تھے اور کچھ بتائے بغیر وہ لڑکی صفدر کے سر منڈھ دی گئی تھی۔ وہ بھی اس طرح کہ صفدر بالارادہ اس کے ساتھ جزیزے میں نہیں آیا تھا.... بلکہ اس کی آنکھ بھی اسی جزیرے میں کھلی تھی.... یعنی بندرگاہ سے جزیرہ موبار تک کا سفر ان دونوں نے بے ہوشی ہی کے عالم میں طے کیا تھا۔

جب اس کی آنکھ کھلی تھی تو اس نے خود کو ساحل کے قریب پڑی ہوئی ایک بینچ پر پایا تھا اور پھر ایک آدمی نے اس ہٹ تک اس کی رہنمائی کی تھی جہاں غالباً لڑکی نے ہوش میں آنے کے بعد خود کو پایا تھا.... وہ آدمی اسی ہٹ کا چوکیدار ثابت ہوا تھا۔

پھر وہ دونوں ہی حالات کے رحم و کرم پر رہے تھے۔ صفدر اس کے مقصد سے ناواقف تھا۔ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اسے کرنا کیا ہے اور حد تو یہ ہے کہ اس کا بھی یقین نہیں تھا کہ وہ سب کچھ اس کے فرائض میں داخل ہے یا عمران نے اس کے ساتھ کسی قسم کی شرارت کی تھی۔

اسے یاد آیا جب پہلی بار ایکس ٹو نے اسے عمران کا تعاقب کرنے کی ہدایت دی تھی۔ تو ایسا نہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ ایکس ٹو ہی کا کوئی کام انجام دے رہا ہے۔ بلکہ انداز سے صاف ظاہر تھا جیسے وہ عمران کے بارے میں معلومات فراہم کرنا چاہتا ہو.... لڑکی کے اغواء کے بعد سے ایکس ٹو کی طرف سے نہ کوئی پیغام موصول ہوا تھا اور نہ کوئی ہدایت ملی تھی۔

وہ کچھ بھی رہا ہو.... سوال تو یہ تھا کہ آخر وہ اب کرے کیا؟ لڑکی کا اچار ڈالے یا تیل نکالے۔

"احمق....!" وہ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑایا۔ "پریشانی کس بات کی ہے۔!" اسے ہنسی آ گئی اپنی تشویش پر.... "لڑکی ہی تو ہے نا.... خوبصورت بھی ہے.... اور تندرست بھی.... ذہین بھی ہے.... پرس بھی وزنی ہے.... پھر کیوں نہ کچھ دن بے فکری سے گزار دیئے جائیں۔!"

اس وقت لڑکی شائد اپنے کمرے میں سو رہی تھی.... صفدر نے سوچا کہ وہ کتنی متحیر ہو گی اس رویے پر.... دن بھر دونوں ساتھ رہتے ہیں اور رات کو الگ الگ کمروں میں سو جاتے ہیں۔ آج تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ دوسرے کمرے میں سونے پر تیار ہی نہ ہو.... لیکن اس کی لاپرواہی دیکھ کر شاید کچھ جل سی بھی گئی تھی.... جلی کٹی باتیں بھی تو کی تھیں۔

ٹھنڈک بڑھتی جا رہی تھی.... اس نے سوچا اب سو جانا چاہئے۔ دوسری صبح کا خیال ایک مستقل الجھن کی صورت میں اس کے ذہن پر مسلط تھا۔

وہ اندر جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ ٹھٹک گیا.... ماؤلین دروازے میں کھڑی تھی۔ برآمدے میں اندھیرا تھا.... کمرے میں گہری سبز روشنی کے پیش منظر میں اس کا دھندلا سا ہیولا کچھ عجیب لگ رہا تھا۔

"تم سوئی نہیں....؟" صفدر نے پوچھا۔

"میں سو گئی تھی....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "بڑا ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ بس یہ سمجھو کہ خواب ہی میں حلق بند ہو جانے کا احساس موجود تھا ورنہ میری چیخ شاید پڑوسیوں کو بھی جگا دیتی۔!"

"اوہ.... تو اندر چلو.... یہاں سردی بڑھ گئی ہے۔!"

"تم کیوں جاگ رہے ہو.... شاید دو بج رہے ہیں....!"

"میں بس یونہی.... نیند نہیں آ رہی ہے....!"

"میں جانتی ہوں.... اچھی طرح جانتی ہوں.... تم مشرقیوں کا فلسفۂ پاکیزگی عجیب ہے۔ خود پر ظلم کرتے ہو تم لوگ....!"

"مشرق اسی فلسفے کی بناء پر زندہ ہے.... اور تم لوگ اس فلسفے کی بناء پر اس میں کشش محسوس کرتے ہو۔! پاکیزگی اور سریت ہی کا نام حسن ہے۔!"

"میں اس وقت فلسفہ پڑھنے کے موڈ میں نہیں ہوں.... ڈراؤنے خواب نے میرے اعصاب پر بُرا اثر ڈالا ہے....!"

"چلو.... اندر چلو....!"

وہ دونوں نشست کے کمرے میں آ بیٹھے.... ان میں سے کسی نے بھی دوسرا بلب روشن کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی.... سبز بلب ہی روشن رہا۔!

"میں کافی پینا چاہتی ہوں.... "ماؤلین کچھ دیر بعد بولی۔

"کافی....! میرا خیال ہے کہ چوکیدار کو جگانا مناسب نہ ہوگا۔!"

"تم بنالو نا....!"

"کوئی مشرقی لڑکی کسی مرد سے یہ نہیں کہہ سکتی۔!" صفدر مسکرایا۔

"کیوں....؟"

"باورچی خانے کی شہزادی ہوتی ہے اور اپنے اس اقتدار کو کبھی مردوں کی طرف منتقل کرنا پسند نہیں کرتی۔!"

تمہارا مشرق میری سمجھ میں نہیں آتا.... پھر بھی.... تم پانی رکھ ہی دو ہیٹر پر.... میرے اعصاب قابو میں ہوتے تو کبھی نہ کہتی۔!"

"تم بھی چلو کچن میں....!"

"ارے تو کیا میں کہیں بھاگ جاؤں گی.... اچھا اب میں سمجھی.... تم اسی لئے جاگ رہے تھے۔ رات بھر پہرہ دیتے ہو....!"

"تم غلط سمجھیں.... ہو سکتا ہے اس کی وہی وجہ ہو جس کا اظہار تم نے پہلے کیا تھا۔!"

"بحث چھیڑ دی تم نے.... چلو.... کچن میں ہی چلتے ہیں۔!"

وہ کچن میں آئے.... ماؤلین اسٹو کے قریب پہنچ کر صفدر کی طرف مڑی اور صفدر گڑبڑا گیا۔ کیونکہ کچن تک پہنچتے پہنچتے اس کے ذہن نے کئی قلابازیاں کھائی تھیں.... وہ اس کے سڈول جسم کو دیکھ کر کسی قدر للچایا تھا.... پھر لاحول پڑھی تھی.... اور اس کے بعد خود کو بالکل الو محسوس کرنے لگا تھا۔

"پانی....!" ماؤلین اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"وہ.... ادھر سماور ہے....!"

"اوہ.... تو اب اس میں کوئلے بھی دہکانے پڑیں گے۔!"

"نہیں میرا خیال ہے کہ تمہیں کھولتا ہوا پانی ملے گا.... کوئلے اس میں تھے۔!"

"یہ تو بڑا اچھا ہوا.... انتظار نہیں کرنا پڑے گا....!" کہتی ہوئی وہ سماور کی طرف مڑ گئی۔

دو منٹ بعد وہ کافی کی پیالیاں سامنے رکھے.... ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

صفدر نظریں چرا رہا تھا۔

دفعتاً ماؤلین ہنس پڑی.... صفدر کے ہونٹوں پر بھی کھسیانی سی مسکراہٹ دکھائی دی تھی لیکن پھر اس نے مضبوطی سے ہونٹ سکوڑ لئے تھے۔

"سچ مچ تم لوگ بڑے احمق ہو....!" ماؤلین بولی۔

"کیوں....!"

"کچھ نہیں کافی پیئو....!"

صفدر نے پیالی اٹھائے بغیر سر جھکا کر چسکی لی.... اور سیدھا ہو کر سگریٹ سلگانے لگا۔

کچھ دیر بعد ماؤلین نے کہا۔ "تم میرے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو آخر کس لئے۔!"

"اچھی لگی تھی....!"

"بس....؟"

"ہوں.... ہوں....!"

"اچھا تو اب میرے لئے ایک بڑا سا شوکیس بنواؤ.... اور اس میں بٹھا دو مجھے....!"

صفدر سوچنے لگا کہ کیا جواب دے.... وہ کہتی رہی۔ "میرا مصرف کیا ہے۔ بتاؤ مجھے۔ کیوں خواہ مخواہ پریشان کر رہے ہو۔!"

"عجیب بات ہے....!" صفدر بڑبڑایا۔ "پہلے نیند نہیں آ رہی تھی.... اب کافی کا ایک کپ گویا افیون کا محلول بن گیا ہے۔!"

"تم میری بات کا جواب دو....!" وہ تیز لہجے میں بولی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کیا جواب دوں....!"

"یہ صورت حال مجھے پاگل بنا دے گی.... سمجھے....!"

"اور شائد مجھے بھی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میں خود ابھی تک اندازہ نہیں کر سکا کہ تم سے کیا چاہتا ہوں۔!"

"کہیں تم ہی تو پاگل نہیں ہو....!"

"بات دراصل یہ ہے کہ فی الحال میں ان لوگوں کا منتظر ہوں۔!"

"کن لوگوں کے....؟"

"وہ تمہارے خطرناک دوست جو مجھے جان سے مار دیں گے۔!"

"میں جھوٹ نہیں کہتی.... وہ کسی نہ کسی طرح مجھے ڈھونڈ نکالیں گے۔!"

"ناممکن ہے....!"

"اس غلط فہمی میں نہ رہنا....!"

"اونہہ.... دیکھا جائے گا....!" صفدر نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

"کافی.... اور دوں....!" وہ اس طرح بولی جیسے ان کے درمیان بے حد خوش گوار قسم گفتگو ہوتی رہی ہو۔

"نہیں شکریہ....!"

"میں تو اور پیوں گی.... اب نیند آنے کا سوال ہی نہیں.... اور اب میں تمہیں بھی نہ سو دوں گی۔!"

"تمہاری مرضی....!" صفدر مسکرایا۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی.... اور صفدر چونک پڑا۔ اس وقت کون وہاں دستک دینے والا۔ دن میں بھی ابھی تک کوئی اجنبی وہاں نہیں آیا تھا.... پھر اتنی رات .... چوکیدار اس کی جرأت ہی نہیں کر سکتا تھا۔

دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے.... پھر ماؤلین بولی۔ "دیکھو نا کون ہے؟"

"میرے دوستوں میں سے کوئی نہیں جانتا کہ میں یہاں ہوں!" صفدر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"چوکیدار....!"

"اس نے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا....!"

"اوہ.... تو اس میں بحث کی کیا ضرورت ہے.... لو پھر دستک ہوئی۔!"

"کہیں یہ تمہارے خطرناک دوستوں ہی میں سے کوئی نہ ہو....!"

"ہو سکتا ہے....!" ماؤلین لاپرواہی سے بولی۔

"تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"یہ مجھ سے پوچھ رہے ہو....!" وہ ہنس پڑی پھر یک بیک سنجیدہ ہو کر بولی۔ "تم چپ چاپ میرے دروازے سے باہر نکل جاؤ.... میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم سے ملتی رہوں گی۔!"

"تم مجھ سے کہاں ملتی رہو گی۔!"

"پتہ بتا دو اپنا....!"

پھر دستک ہوئی.... لیکن صفدر اس کی طرف دھیان دیئے بغیر بولا۔ "کیا تم نہیں چاہتیں کہ وہ مجھے مار ڈالیں۔!"

"نہیں.... ہرگز نہیں.... دیر نہ کرو....!"

صفدر نے سوچا وہی کرنا چاہئے جو کہہ رہی ہے.... وہ چپ چاپ عقبی دروازے سے باہر نکل آیا اور اندر سے دروازہ بولٹ ہونے کی آواز سنی۔

وہ دیوار سے لگا کھڑا رہا.... سردی شباب پر تھی.... وہ سوچ رہا تھا یہاں اس جزیرے میں تو اتنی سردی نہ ہونی چاہئے۔

تھوڑی دیر بعد پھر دروازہ کھلا اور صفدر کسی قدر پیچھے سرک گیا۔ گھرے اندھیرے میں تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی۔ "تم کہاں ہو.... یہ تمہارا ہی آدمی ہے۔!" صفدر دروازہ کی طرف بڑھا۔

"کون ہے....؟" اس نے پوچھا۔

"وہی جو مجھے وہاں سے لایا تھا۔!"

صفدر ہٹ میں داخل ہوا.... اور عمران پر نظر پڑتے ہی جھلاہٹ میں مبتلا ہو گیا۔

"فرمایئے....!" بے حد زہریلے لہجے میں اس کی زبان سے نکلا۔

"جناب عالی.... مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا ہوں....!" عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا اور کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔ "چار بج رہے ہیں.... اب اجازت دیجئے۔!"

صفدر کا منہ اب بھی لٹکا ہوا تھا۔

عمران مسکرایا اور بولا۔ "حضور والا کچھ خفا معلوم ہوتے ہیں۔!"

"میں اس مذاق کا مطلب نہیں سمجھ سکا....!"

"کیا حضور کو کوئی تکلیف پہنچی ہے۔!"

"صاف صاف گفتگو کیجئے.... وہ اردو نہیں سمجھ سکتی۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔!"

"یہ سب کیا ہو رہا ہے....؟"

"نادانستگی میں ایکٹنگ اچھی کرتے ہو گے.... لہذا فی الحال یونہی چلنے دو کیا خیال ہے اس لڑکی کے بارے میں۔!"

"آپ کے دستک دینے پر وہ سمجھی تھی کہ شائد اس کا کوئی ساتھی ہے.... اس لئے اس نے مجھے پچھلے دروازے سے باہر نکال دیا تھا اور کہا تھا کہ وہ مجھ سے ملتی رہے گی۔ پتہ پوچھ رہی تھی۔!"

"اگر پھر کبھی ایسا کوئی موقع آئے تو تم اپنے فلیٹ کا پتہ بتا دینا....!"

"آخر اس کے ساتھی مجھ تک پہنچیں گے کیسے....؟"

"وہ برابر پیغامات بھیج رہی ہے لیکن شائد اس کا کوئی ساتھی ٹرانس میٹر کے حیطہ عمل میں موجود نہیں ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

دفعتاً ماؤلین اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں سونے جا رہی ہوں۔!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" صفدر نے کہا۔

وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

صفدر تھوڑی دیر تک دروازے پر نظر جمائے رہا پھر چونک کر بولا۔ "ہاں میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کے پاس ٹرانس میٹر کہاں سے آیا.... اس کا اپنا تو کوئی سامان ہی نہیں تھا۔ میں نے ان کے لئے ضرورت کی چیزیں خریدی ہیں۔!"

"صفدر صاحب وہ برابر پیغام بھیجتی رہتی ہے.... جزیرے میں گھوم پھر کر یہاں کی خا خاص چیزیں نوٹ کی ہیں.... ان کا حوالہ دیتی ہے۔ اس کے کسی بھی ساتھی کو اس کا پیغام مل گیا وہ سیدھا یہیں آئے گا.... کیونکہ آس پاس کے جزیروں میں کہیں محکمۂ موسمیات کی آبزرویٹر

نہیں ہے.... علاوہ موبار کے۔!"

"تو پھر مجھے بہت زیادہ محتاط رہنا چاہئے۔!"

"فکر نہ کرو.... تم تنہا تو نہیں ہو....!"

"لیکن ٹرانس میٹر....!"

"احمق بڑا سا لاکٹ جو اس کی گردن میں جھول رہا ہے۔ ڈھکنا ہٹاؤ ٹرانس میٹر نظر آ جائے گا۔!"

"میرے خدا....!"

"ہوں.... اچھا تو اب میں چلا۔ میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں کسی حد تک پسند کرنے لگی ہے۔!"

"اسے حیرانی ہے....!"

"کس بات پر....؟"

"میں دوسرے کمرے میں سوتا ہوں....!"

"یہ بات تم فخریہ انداز میں کہہ سکتے ہو.... شرمانے کی ضرورت نہیں.... میرا خیال ہے کہ تمہارے گرو گھنٹال نے اسی بناء پر اس کام کے لئے تمہیں منتخب کیا تھا۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔

عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "دراصل ضرورت اسی بات کی ہے کہ کسی طرح اس کا پیغام اس کے ساتھیوں تک پہنچ جائے۔!"

تو پھر ہمیں یہاں کہاں لا ڈالا۔ اس کے ساتھی اگر ہوں گے بھی تو شہر ہی میں ہوں گے۔!"

"اب تم اتنے نابالغ بھی نہیں ہو کہ اتنی ذرا سی بات بھی نہ سمجھ سکو....!"

"بخدا میں نہیں سمجھا....!"

"میں چاہتا تھا کہ وہ تم سے مانوس بھی ہو جائے.... اور میری یہ تدبیر سو فیصد کامیاب رہی۔ دیکھو نا اس وقت اس نے تمہیں باہر نکال دیا تھا۔!"

"ہوں.... اُوں....!" صفدر اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"اب.... بس.... میں چلا....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "مجھے دراصل یہی معلوم کرنا تھا کہ وہ تم سے کس قدر مانوس ہوئی یا نہیں....!"

وہ عمران کو رخصت کر کے اس نے دروازہ بند کیا.... اور اپنے کمرے میں واپس آیا.... تو

ماؤلین موجود ملی۔

"کیا وہ کوئی بُری خبر لایا تھا۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ بے حد سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔!

"نہیں میرے لئے وہ کوئی بُری خبر لا ہی نہیں سکتا۔!"

"میرے دوستوں سے ٹکراؤ تو نہیں ہوا....!"

"دور دور تک ان کا پتہ نہیں....!"

"پھر کیوں آیا تھا....!"

"انتظامی اُمور سے متعلق کچھ ہدایات لینا چاہتا تھا....!"

وہ کچھ نہ بولی۔ پر تشویش نظروں سے صفدر کو دیکھتی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ بڑھ کر اس کے قریب آ گئی.... دونوں کے درمیان بمشکل ایک فٹ کا فاصلہ رہا ہو گا۔

"تم عجیب ہو.... سچ مچ عجیب....!" اس نے کہا اور اتنی قریب ہو گئی کہ صفدر کا دم گھٹنے لگا۔

کچھ دیر بعد صفدر سگریٹ سلگا رہا تھا.... اور وہ کرسی پر بیٹھی اسے گھورے جا رہی تھی۔

"میں پھر پوچھوں گی کہ تم وہاں سے مجھے کیوں لائے ہو۔!"

"اوہ.... کتنی بار بتاؤں....!"

"میں تمہیں اچھی لگتی ہوں....!" وہ جلے کٹے لہجے میں بولی۔

"پتہ نہیں کیوں تمہارا موڈ خراب رہتا ہے....!"

"بس خاموش رہو....!"

"کچھ بتاؤ بھی تو....!"

"کیا خیال ہے.... تمہارا یہ رویہ مجھے پاگل نہ بنا دے گا۔!"

"ارے تم.... یہ مجھ سے کہہ رہے ہو....!" وہ تقریباً چیخ پڑی۔

"میرے خدا میں کیا کروں....!" وہ اپنی پیشانی مسلنے لگا۔

ماؤلین کے چہرے پر شدید ترین جھلاہٹ کے آثار تھے۔

"تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں نیند آ رہی ہے۔!" صفدر نے کچھ دیر بعد کہا۔

"نہیں آئی....!"

"ارے بھئی تو اس میں خفگی کی کیا بات ہے....!"

"میرا مضحکہ اڑا رہے ہو....!"

"ماؤلین مجھے سمجھنے کی کوشش کرو....!"

"کیا سمجھنے کی کوشش کروں.... تم میں سمجھنے کو رکھا ہی کیا ہے۔!"

"اچھا تو سنو.... اگر میں نے بہت زیادہ گرمجوشی دکھائی تو کچھ دنوں کے بعد تم بھی مجھے کھلنے لگو گی.... اور میں یہ کبھی نہ چاہوں گا....!"

"تم احمق ہو.... بالکل احمق....!"

"اب جو کچھ بھی سمجھو....!"

وہ اٹھی اور تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔!

پھر صفدر روشنی پھیلنے تک جاگتا ہی رہا تھا.... اس کا اندازہ تھا کہ وہ بھی نہیں سوئی تھی۔

ناشتے کی میز پر پھر ملاقات ہوئی.... چوکیدار ہی ان کے لئے ناشتہ تیار کرتا تھا.... کھانا کسی ہوٹل میں کھاتے تھے۔

اس نے خاموشی سے ناشتہ کیا.... بہت مضمحل نظر آ رہی تھی.... صفدر نے مناسب نہیں سمجھا تھا کہ خود کسی قسم کی گفتگو کا آغاز کرے۔

پھر کچھ دیر بعد وہ خود ہی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "مجھے معاف کر دو تم بہت اچھے ہو۔!"

"کک.... کیا.... میں نہیں سمجھا....!"

"نہیں مجھے معاف کر دو.... کہو معاف کر دیا۔!"

"چلو معاف کر دیا....!"

"تم سمجھ نہیں سکتے.... میری ذہنی حالت کو....!"

صفدر کچھ نہ بولا۔

وہ چند لمحے اسے نیم وا آنکھوں سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "میری خواہش تھی بہت عرصے سے کوئی ایسا دوست ملے جس کے لگاؤ میں لذت اندوزی کا شائبہ بھی نہ ہو.... جو مجھ سے تسکین حاصل کرنا نہ چاہتا ہو۔!"

صفدر اب بھی کچھ نہ بولا.... سر جھکائے بیٹھا رہا۔

"میں بُری طرح تھک گئی ہوں....!"

”تو آج آرام کرو.... آج کہیں نہ چلیں گے....!“

”تم سمجھے نہیں....!“ وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ ”میرا طرزِ حیات تھکا دینے والا ہے.... ذہنی تھکن یا روح کا اضمحلال سمجھ لو اسے....!“

”اس قسم کی فلسفیانہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں....!“

”تمہیں سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے.... تم مشرقیوں کے اعمال ہی فلسفیانہ ہوتے ہیں اور مغرب میں افکار کے علاوہ اور کچھ نہیں رہا۔!“

”کافی اور دوں تمہیں....!“

”نہیں بس.... تم سگریٹ بہت زیادہ پیتے ہو.... یہ اچھی بات نہیں....!“

”سکون ملتا ہے کسی قدر....!“

”کتنی عجیب بات ہے کہ سکون کے لئے بھی سہارا چاہئے۔!“

صفدر کچھ نہ بولا۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی اور بولی ”لیکن حیرت ہے کہ تم شراب قطعی نہیں پیتے۔!“

”میرا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا۔!“

”اور اس کی اجازت دیتا ہے کہ ایک لڑکی کو تم اس طرح اٹھوا لو....!“

”میرا مذہب عورتوں پر جسم فروشی کے راستے بند کرتا ہے۔ کیا میں نے ایسا نہیں کیا۔ اب تم اس لعنت میں نہیں پڑ سکو گی۔ کیا میری دولت بھی تمہیں مطمئن نہ کر سکے گی۔“

”لیکن میں تمہاری ہوں کون.... تمہاری دولت پر میرا کیا حق ہے۔!“

”انسانیت کے رشتے سے تمہیں حق پہنچتا ہے.... میری دولت پر....!“

”میں پاگل ہو جاؤں گی....!“ وہ اپنے بال نوچنے لگی۔

صفدر نے اٹھ کر اس کے ہاتھ پکڑ لئے اور آہستہ سے بولا۔ ”میرا مذہب صبر کرنا سکھاتا ہے ہمارے یہاں خودکشی کی شرح مغرب کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔!“

وہ بازوؤں میں منہ چھپائے ہوئے میز پر جھک گئی۔ سسکیاں لے رہی تھی پھر سسکیوں نے ہچکیوں کی شکل اختیار کر لی.... صفدر خاموشی سے اس کا شانہ تھپکتا رہا.... سوچ رہا تھا کہ کس جنجال میں پھنس گیا ہے.... عمران کی گفتگو سے اندازہ تو ہو گیا تھا کہ وہ کوئی محکماتی کارروائی ہے۔!

◆

عمران اپنی ٹوسیٹر میں تھا اور ایک لمبی سی سیاہ رنگ کی شیورلٹ اس کا تعاقب کر رہی تھی۔

فیاض کی طرف سے تو اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ یا اس کے محکمے کا کوئی آدمی اس کا تعاقب کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ کیونکہ محکمۂ خارجہ نے سختی سے اس کی تاکید کی تھی۔

تو پھر اس تعاقب کا مطلب تھا کسی قسم کی زحمت۔!

وہ شہر میں ہنگامہ نہیں پسند کرتا تھا.... اس لئے اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنی گاڑی شہر سے باہر نکال لے جانے کی کوشش کرے۔

وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شہر سے باہر نکلتے ہی اس کی فیاٹ شیورلٹ سے آگے نہ جا سکے گی.... پھر بھی یہ خطرہ تو مول لینا ہی تھا۔!

اس کے ذہن میں ایک سیاہ شیورلٹ اسی وقت کھٹکنے لگی تھی جب اس تعاقب کا احساس ہوا تھا اور وہ سیاہ شیورلٹ وہی تھی جس کا ڈسٹری بیوٹر ماؤلین کے اغواء کے موقع پر صفدر کے ہاتھوں خراب کرایا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس تعاقب کرنے والی سیاہ شیورلٹ میں وہی آدمی ہو جو عمران اور اس کے گونگے ڈرائیور کو ریسٹ ہاؤز لے گیا تھا۔

گاڑی شہر کے باہر نکل آئی۔ عمران نے رفتار تیز کر دی تھی.... مگر بھلا شیورلٹ کو کہاں پا سکتا تھا۔ جبکہ اس وقت دور دور تک ان دو گاڑیوں کے علاوہ اور کوئی گاڑی نہیں دکھائی دیتی تھی۔

عمران نے بہت ہوشیاری سے پچھلی گاڑی کو راستہ دینے کی کوشش کی اور شیورلٹ آگے نکل بھی گئی.... لیکن تھوڑی ہی دور جا کر اس طرح آڑی ہوئی کہ قریب قریب پوری سڑک رک گئی۔ ساتھ ہی اس کے بریک بھی چڑچڑائے۔ عمران نے بھی بریک لگائی اور گاڑی کو ریورس گیئر میں ڈال کر ایکسیلریٹر پر دباؤ ڈالا.... گاڑی تیزی سے پھسلتی چلی گئی.... کم از کم وہ اتنی دور نکل آئی تھی کہ عمران ریوالور کی رینج میں نہ آ سکتا.... شیورلٹ کچے میں اتر کر پھر اس کی طرف مڑ ہی رہی تھی کہ عمران نے ریوالور نکال کر اس کے ایک پہیئے پر فائر کیا.... نتیجہ خاطر خواہ نکلا.... ٹائر

دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا.... ساتھ ہی عمران نے بھی دوسری طرف کا دروازہ کھول کر چھلانگ لگائی.... اب وہ اپنی گاڑی کی اوٹ میں تھا....!

ریوالور مضبوطی سے تھامے ہوئے منتظر رہا۔

گاڑی میں اسے دو آدمیوں کی جھلک دکھائی دی تھی۔ ہو سکتا تھا کہ وہ دونوں بھی دوسری طرف اتر گئے ہوں۔

عمران کسی قدر پیچھے ہٹ کر جھکا تاکہ اپنی گاڑی کے نیچے سے دوسری طرف دیکھ سکے۔

ابھی نگاہ بھی نہیں ٹھہری تھی کہ اچانک فائر ہوا اور ایک کریہہ سی چیخ فضا میں گونج کر رہ گئی۔

پھر سناٹا چھا گیا لیکن عمران نے ایسا محسوس کیا جیسے کوئی گاڑی سے کود کر دوسری جانب کی ڈھلان میں اترتا چلا گیا ہو۔

عجیب لمحہ تھا.... اسے یقین تھا کہ ایک کی موت واقع ہوئی ہے۔ لیکن وہ فوری طور پر اپنی گاڑی کی اوٹ سے نہیں نکل سکتا تھا۔

ایک منٹ گزر گیا لیکن کسی طرح کی بھی آواز نہیں سنائی دی۔ اسکا بھی خدشہ تھا کہ کوئی اور بھی اُدھر آ نکلے۔ لہٰذا عمران کو ساری احتیاطیں ایک طرف رکھ کر گاڑی کی اوٹ سے نکلنا ہی پڑا۔

اس کا خیال غلط نہیں تھا.. ایک قتل ہوا تھا۔ مقتول کی صورت بھی اس کیلئے نئی نہیں تھی.... یہ وہی آدمی تھا جو اسے اس دیہی ہوٹل سے کالی شیورلٹ میں ریسٹ ہاؤز تک لے گیا تھا۔

بائیں کنپٹی میں گولی کا سوراخ نظر آیا.... غالباً ریوالور کی نال کنپٹی ہی پر رکھ دی گئی تھی۔ ریوالور سیٹ پر پڑا ملا.... عمران نے اسے ہاتھ نہیں لگایا تھا....!

اس نے مڑ کر ڈھلان کی طرف دیکھا۔ نیچے کافی گہرائی تک گھنی جھاڑیوں کا سلسلہ بکھرا ہوا تھا.... ان میں کسی کو تلاش کر لینا آسان کام نہ ہوتا۔

مقتول کے پیروں کے قریب ایک دستانہ پڑا نظر آیا.... ویسے مقتول کے دونوں ہاتھ ننگے تھے.... پھر بھی اسے یاد آیا کہ ریسٹ ہاؤز والی رات اس نے شائد اس کے ہاتھوں میں بھی دستانے دیکھے تھے۔

وہ یہاں زیادہ دیر تک نہیں رک سکتا تھا۔ دستانے کو اٹھا کر جیب میں ٹھونستا ہوا اپنی گاڑی کی طرف لپکا۔

واپسی کا سفر بھی طوفانی ہی ثابت ہو رہا تھا.... وہ جلد از جلد اس سڑک کو چھوڑ دینا چاہتا تھا۔

مقتول کچھ دیر پہلے شہر کی سڑکوں پر پھرتا رہا تھا.... اچانک اس نے عمران کو دیکھا اور اپنی گاڑی اس کی ٹو سیٹر کے پیچھے لگا دی.... مرنے والے نے اسے پہچان لیا تھا۔ اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا.... لیکن جب دوسرے آدمی نے یہ دیکھا کہ وہ اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے تو وہ اپنے ساتھی ہی کو قتل کر کے فرار ہو گیا۔

آخر اسے قتل کیوں کر دیا....؟

عمران کے پاس اس سوال کا صرف یہی جواب ہو سکتا تھا کہ وہ دوسرا آدمی اس سلسلے میں مقتول سے بھی زیادہ اہم تھا.... وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماؤلین کے اغواء کنندگان اس کے بارے میں کچھ معلوم کر سکیں۔

اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی تھی کہ خود مقتول کی نظروں میں اس اغواء کی کوئی اہمیت نہیں تھی.... ورنہ وہ اس کے بعد اس طرح سر عام نہ پھر سکتا۔

عمران نے اپنے فلیٹ میں پہنچ کر دستانہ جیب سے نکالا.... یہ نائیلون کا سفید دستانہ تھا.... اور بائیں ہی ہاتھ کا معلوم ہوتا تھا.... سائز کے اعتبار سے مردانہ بھی معلوم ہوتا تھا۔

عمران اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا.... پھر دفعتاً بری طرح چونکا.... وہ دستانے کی چھوٹی انگلی کو ٹٹول رہا تھا.... جس کا سرا تقریباً ایک انچ تک بالکل ٹھوس اور انگلی کی موٹائی کے برابر تھا۔

عمران کی پیشانی شکنوں سے پر ہو گئی.... آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی چیز کے متعلق حافظے پر زور دے رہا ہو۔

دستانے کو میز پر ڈال کر وہ ٹیلی فون کی طرف بڑھا اور تیزی سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے جلد ہی جواب ملا.... خود فیاض ہی نے کال ریسیو کی تھی۔

”کیا بات ہے.... تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو....!“ اس نے عمران کی آواز سن کر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

”فیاض.... ایک بار پھر کہتا ہوں اگر تم نے وہ فائیل نہ نکلوایا تو بڑی زحمت میں پڑو گے۔“

”کیا تم مجھ سے مل سکتے ہو.... میرے آفس میں....!“

”یہ ناممکن ہے فیاض....!“

"کیوں....!"

"چونکہ تمہارا محکمہ لیڈی بہرام میں دلچسپی لیتا رہا ہے اس لئے میں اسے مناسب نہیں سمجھتا۔!"

"میں یہی تو معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں تمہارا نکتہ نظر کیا ہے۔!"

"تمہارے نکتۂ نظر سے بالکل مختلف....!"

"کیا مطلب....؟"

"تمہارا نکتۂ نظر یہی تو ہے کہ وہ اپنے احباب کے لئے لڑکیاں مہیا کرتی ہے۔!"

"ہاں.... تو پھر....!"

"مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں....!" عمران نے کہا۔

"تو پھر تم....!"

"فیاض میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے.... اگر تم اس فائیل کے سلسلے میں کچھ کر سکتے ہو تو بتاؤ.... ورنہ میں کوئی اور ذریعہ اختیار کروں....!"

"رحمان صاحب تم سے ملنا چاہتے ہیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میں نے ان سے اس فائیل کے بارے میں کہا تھا....!"

"اوہو.... تو پھر....!"

"انہوں نے کہا اس سے کہو.... براہِ راست مجھ سے گفتگو کرے۔!"

"اچھی بات ہے....!" عمران نے طویل سانس لی اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

◆

رات سرد ہونے کے باوجود بھی خوشگوار تھی۔

خوش گوار اس لئے تھی کہ جولیانا فٹنر واٹر نے خود کافی بنائی تھی.... اور عمران بڑی فراخ دلی سے لمبے لمبے گھونٹ لے رہا تھا۔

"کیا قصہ ہے آخر....؟" جولیا نے پوچھا۔

"کوئی نیا قصہ تو ہوتا نہیں ہے.... تم لوگوں کے ساتھ.... ویسے پوری کہانی تمہارے بُجر بٹو ہی کو معلوم ہو گی.... میں تو کمیشن ایجنٹ ہوں۔!"

"تو تم اسی کے لئے بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ تمہیں کس کی تلاش تھی.... میں نے سنا ہے کہ تم صرف غیر ملکی عورتوں سے بھیک مانگتے تھے۔!"

"جس کی تلاش تھی مل گئی.... اور جہاں سے ملی تھی اب وہاں کچھ دن تمہیں بھی قیام کرنا پڑے گا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"یہ رہا تمہارا جعلی پاسپورٹ....!" عمران نے جیب سے ایک پاسپورٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

جولیا اسے دیکھتی ہوئی بڑبڑائی۔ "اگر میں فرانسیسی بول سکتی ہوں تو اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ۔!"

"فکر نہ کرو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم فرانس سے آئی ہو.... تمہیں آثارِ قدیمہ سے دلچسپی ہے.... اور تم ہمارے یہاں کے آثار قدیمہ سے متعلق ایک کتاب لکھ رہی ہو۔ تمہارا نام فیمی لارویل ہے....!"

"میں آثار قدیمہ کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔!"

"یہ اور زیادہ اچھا ہے....!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"تمہیں صرف ایک جگہ قیام کر کے وہاں آنے جانے والوں پر نظر رکھنی ہے۔!"

"کب تک....؟"

"جب تک کہ ایک ایسے آدمی کا سراغ نہ مل جائے جس کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی آدھی کٹی ہوئی ہے.... میرا خیال ہے کہ وہ دستانے پہنے بغیر دوسروں کے سامنے نہ آتا ہو گا۔!"

"ہوں....!" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔ "تو میں ایسے آدمیوں کے دستانے اترواتی پھروں گی.... کیوں؟ یا پھر مجھے ہر اس آدمی پر نظر رکھنی پڑے گی جو دستانے پہنے ہوئے دکھائی دے۔!"

"قبل از وقت ہیں یہ ساری باتیں.... ابھی سے اتنا زیادہ نہ سوچو....!"

"کہاں قیام کرنا پڑے گا....!"

”ایک ریسٹ ہاؤز میں جسے ایک غیر ملکی عورت چلاتی ہے.... قیام کرنے والے بھی زیادہ تر غیر ملکی سیاح ہوتے ہیں.... آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھنے والے سیاح دو چار دن احمد پور کے اس ریسٹ ہاؤز میں ضرور گزارتے ہیں۔!“

”کیا تم بھی آس پاس ہی موجود ہو گے۔!“

”قطعی.... ورنہ تمہارے لئے ٹافیاں کون خریدے گا۔!“

”سنجیدگی سے گفتگو کرو....!“

”ٹاٹا.... اب میں چلا.... تم صبح ہی سامان سفر درست کر کے روانہ ہو جاؤ گی۔ ہو سکتا ہے تمہارا چیف وقتاً فوقتاً براہِ راست رابطہ قائم کرتا رہے۔!“

جولیا کچھ نہ بولی وہ عمران کو گھورے جا رہی تھی۔

”کیوں کیا بات ہے....؟“ عمران نے پوچھا۔

”میں اکثر سوچتی ہوں آخر ہمارا چیف ہماری باگ ڈور پوری طرح تمہارے ہاتھ میں کیوں دے دیتا ہے۔!“

”بد نصیبی ہے اس کی....!“

”یقیناً....!“ جولیا جھنجھلا گئی۔ ”میں بھی اسے اس کی بد نصیبی ہی کہوں گی۔!“

”اور کچھ پوچھنا ہے....!“

”جو کچھ پوچھنا ہو گا براہِ راست اسی سے پوچھ لوں گی۔!“

”تمہاری اطلاع کے لئے.... اسے انفلوئینزا ہو گیا ہے۔!“

”اب جا سکتے ہو تم....!“

”کافی کا شکریہ.... تھوڑی سی شکر بھی ادھار دلوا سکو تو بے حد مسرور ہوں گا۔!“

”بس جاؤ.... دس بج رہے ہیں.... مجھے نیند آ رہی ہے۔!“

عمران نے پھر اپنا ریڈی میڈ میک اپ جیب سے نکالا اور اس کے چہرے پر پلاسٹک کی بدنما سی ناک اور گھنی مونچھیں نظر آنے لگیں۔!“

وہ اسی میک اپ میں یہاں تک آیا تھا.... کار میں ریسٹ ہاؤز کے بروکر کی لاش ملنے کے بعد سے وہ پھر میک اپ کے بغیر باہر نہیں نکلا تھا۔

ٹوسیٹر بھی گیراج میں کھڑی کر دی تھی.... اور اب موٹر سائیکل استعمال کر رہا تھا۔

جولیا کے مکان سے نکل کر اس نے ریڈیم ڈائیل والی گھڑی پر نظر ڈالی اور موٹر سائیکل ٹارٹ کر کے چل پڑا۔

اب وہ لیڈی بہرام کے نگار خانے کی طرف جا رہا تھا.... وہ اسے پچھلی رات ہی بتا چکی تھی کہ ڑھے دس بجے سے پہلے وہاں نہیں مل سکے گی۔!

آج وہ تیسری بار وہاں جا رہا تھا.... پہلی بار وہ خود اسے لے گئی تھی اور دوسری بار وہیں ملنے کا دہ لیا تھا اور دوسری رات بھی اسے سمجھانے کی کوشش کرتی رہی تھی کہ وہ ایک جوان آدمی ہے رعمران اپنی حرکات و سکنات سے اسے باور کرانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے خیال سے متفق نہیں ہے۔!

عمارت کے پھاٹک پر پہنچتے ہی ریڈی میڈ میک اپ چہرے سے پھر جیب میں منتقل ہو گیا۔

کیدار نے پھاٹک کھول دیا تھا.... وہ موٹر سائیکل کو اندر لیتا چلا گیا۔

لیڈی بہرام برآمدے ہی میں موجود تھی.... اور ایسے لباس میں تھی کہ عمران کو بوکھلا کر کہنا ڑا ”محترمہ.... کہیں آپ کو نمونیہ نہ ہو جائے۔!“

”سخت بدمذاق ہو....!“ وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ ”چلو اندر.... بڑی خوبصورت تصویر پینٹ ر رہی تھی۔!“

”چچ.... چلئے....!“

عمران سر جھکائے ہوئے اس کے ساتھ چلنے لگا.... وہ سیدھی اسے اپنے اسٹوڈیو میں ائی.... عمران کی نظر اس تصویر پر پڑی جس کا حوالہ اس نے برآمدے میں دیا تھا۔ ایزل پر ایک رتھا.... بے چارہ آدم.... انجیر کے پتوں سے بھی محروم....!

”لاحول ولا قوۃ....!“ وہ بڑبڑایا۔

”کیوں....؟“

”اگر کوئی مرد دیکھ لے تو کس قدر بُرا مانے....!“ عمران نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

”تم بھی تو مرد ہو....!“ وہ مسکرائی۔

”ارے میں کیا....!“ عمران نے کہا اور جھینپ کر سر جھکا لیا۔

وہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ ”کیا تم مجھ سے خائف ہو....!“ عمران نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آخر کیوں....؟"

"خوبصورت عورتوں سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے.... دل یوں یوں ہونے لگتا ہے۔!" اس نے تیزی سے اپنا ہاتھ پھڑکاتے ہوئے کہا۔

"عجیب بات ہے....!" وہ غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"آخر کوئی وجہ....!"

"وجہ....!" عمران متفکرانہ لہجے میں بولا۔ "ممکن ہے وہی ہو....!"

"کیا....؟"

"نہیں.... آپ ہنسیں گی....!" عمران کی ہنسی کھسیانی تھی۔

"بتاؤ جلدی....!" وہ آنکھیں نکال کر تیز لہجے میں بولی۔

"ب.... بتاتا ہوں....!"

وہ پھر کچھ سوچنے لگا۔

"میں زیادہ دیر تک انتظار نہیں کر سکتی.... جلدی بتاؤ....!"

"ایک بار ایک خوب صورت لڑکی نے مجھے بہت پیٹا تھا....!"

"بکواس....!"

"یقین کیجئے.... گیارہ بارہ برس کا رہا ہوں گا.... وہ لڑکی سامنے تھی کہ میری بائیں آنکھ پر ایک مکھی بیٹھ گئی....!"

"بدماش....!" لیڈی بہرام ہنس پڑی۔

"آپ بھی بدماش کہہ رہی ہیں....!" عمران گلوگیر آواز میں بولا۔ "قسم لے لیجئے....!"

"نہیں نہیں ٹھیک ہے! پھر کیا ہوا....!"

"بس اس نے دونوں ہاتھوں سے پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ وہ تو آنکھیں پھوڑے دے رہی تھی کہ ایک راہگیر نے بچایا.... بچایا کیا اس مردود نے بھی میرے ہی دو چار ہاتھ جھاڑ دیئے تھے۔!"

"بڑی ظالم تھی.... گیارہ بارہ برس کی عمر میں تم بالکل گدھے رہے ہو گے....!"

"پتہ نہیں.... بہت خوب معلوم ہوتا ہے...."

"لیکن ایک بات ہے....!" لیڈی بہرام سنجیدگی سے بولی۔

"کیا....؟"

"آنکھ پر مکھی بیٹھنے کا مطلب تم اسی عمر میں سمجھ گئے ہو گے۔!"

"لعنت ہے....!" عمران جھلا کر بولا۔ "آخر اس سے ہوتا کیا ہے.... میری سمجھ میں تو آج تک نہ آسکا....!"

"بدھو ہو.... مگر نہیں.... یہ بکواس ہے.... تم بنتے ہو....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ ایسی صورت بنائے رہا جیسے یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔

لیڈی بہرام برش اٹھا کر تصویر کے ایک حصے میں رنگ لگانے لگی۔

عمران احمقوں کی طرح کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ دفعتاً وہ اس کی طرف مڑی۔

"تو پھر تم کیوں آئے ہو یہاں....؟"

"آپ نے بلایا تھا....!" عمران رک رک کر بولا۔

وہ چند لمحے اسے گھورتی رہی پھر بولی۔

"میرا خیال ہے کہ تم دنیا کے بے مصرف ترین آدمی ہو....!"

"جی....!" دفعتاً عمران نے نتھنے پھلائے اور غصیلی آواز میں بولا۔ "جو لوگ مجھے جانتے ہیں آگے پیچھے پھرتے ہیں....!"

"ہوں.... ہوں....!" اس نے سر ہلا کر کہا۔ "میں سمجھتی ہوں.... تھوڑی دیر کی دلچسپی کی خاطر وہ تمہیں یقیناً برداشت کر لیتے ہوں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کچھ نہیں.... ڈرائیونگ کیسی ہے تمہاری....!"

"شاندار....!"

"میں اس وقت باہر جانا چاہتی ہوں.... کیا تم چلو گے میرے ساتھ....!"

"ضرور چلوں گا....!"

وہ مزید کچھ کہنے کی بجائے ٹٹولنے والی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

عمران کبھی اس کی طرف دیکھتا اور کبھی کسی تصویر کا جائزہ لینے لگتا.... آخر کار وہ بولی۔

”تمہاری غیر حاضری کی بناء پر تمہارے گھر والوں کو تشویش تو نہ ہو گی۔!“

”صرف ایک آدمی کو تشویش ہو گی.... اگر میں دو تین دنوں کے لئے غائب ہو گیا۔!“

”کسے....!“

”سر بہرام کو....!“

”ہونہہ....!“ وہ حقارت آمیز انداز میں مسکرائی۔

”گھر پر صرف ایک نوکر ہے.... اس کے تو عیش ہو جائیں گے۔!“

”تم کرتے کیا ہو....!“

”ریفریجریشن کا کام جانتا ہوں.... فش ہاربر کے سرد خانے میری آمدنی کا ذریعہ ہیں۔!“

”ملازم ہو....!“

”لاحول ولا قوۃ.... لعنت ہے ملازمت کرنے والے پر.... کام کرتا ہوں.... اور اُجرت وصول کر لیتا ہوں.... مجھ سے کام کرانے میں ان کا فائدہ ہے.... سو روپے کا کام کرتا ہوں تو وہ ڈھائی سو کی رسید مجھ سے لکھوا لیتے ہیں....!“

”میں دراصل یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ تم کچھ دنوں کے لئے یہاں سے کہیں باہر چلے جاؤ تو بے روزگاری کے شکار تو نہیں ہو جاؤ گے۔!“

”ارے بے روزگاری کی پرواہ کسے ہے....؟“

”اچھی بات ہے تو تم چلو گے میرے ساتھ....!“

”بالکل چلوں گا.... لیکن سر بہرام....!“

”کیوں....؟ کیا تم انہیں مجھ سے زیادہ پسند کرتے ہو....!“

”بہت پیارے آدمی ہیں.... میں ان کی دوستی سے محروم ہونا پسند نہیں کروں گا....!“

”تم بالکل احمق ہو....!“

”بچپن ہی سے سنتا آ رہا ہوں.... میرے لئے کوئی نئی اطلاع نہیں ہے۔!“

”والدین زندہ ہیں....!“

”ہونا تو چاہئے.... کیونکہ ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔!“

”وہ کہاں ہیں....؟“

”شاہ دارا میں....!“

”کیا کرتے ہیں....؟“

”اس عمر میں تو صبر ہی کرتے ہوں گے۔!“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم واقعی بالکل گاؤدی ہو.... یا بنتے ہی ہو....!“

”لیڈی بہرام.... اب میں یہاں سے نکل بھاگوں گا....!“

”کیوں.... کیوں....؟“

”گاؤدی.... احمق اور بدھو جیسے الفاظ سنتے سنتے میرے کان پک گئے ہیں۔ آج تک کوئی بھی ایسا نہ مل سکا جو مجھے سمجھنے کی کوشش کرتا۔“ عمران نے گلوگیر آواز میں کہا اس کی آنکھیں بھی ڈبڈبا آئی تھیں۔

”ارے.... نہیں.... ارے نہیں....!“ وہ جلدی سے اس کا شانہ تھپکتی ہوئی بولی۔ ”میں نہیں سمجھنے کی کوشش کروں گی.... وعدہ کرتی ہوں.... میں تو یونہی مذاق کر رہی تھی۔!“

اب عمران کے گالوں پر دو سیال لکیریں تھیں۔

”اوہو.... تم تو رونے لگے.... احمق کہیں کے....!“

”پھر احمق....!“

”ارے نہیں.... ہش تو بہ....!“ وہ بلاؤز کے گریبان سے رومال نکال کر اس کے آنسو خشک کرنے لگی۔

جب کسی طرح آنسوؤں کا سلسلہ ختم ہی نہ ہونے کو آیا تو جھنجھلا کر بولی۔

”اب بس کرو.... ورنہ اچھا نہیں ہو گا.... کیوں میرا اتنا اچھا موڈ تباہ کر رہے ہو....!“

پھر عمران کو معمول پر آنے میں پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لگے تھے.... اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ دیر پہلے کوئی خاص بات ہوئی ہی نہ ہو۔!

”تم صرف سنکی معلوم ہوتے ہو.... اور کچھ نہیں....!“ لیڈی بہرام بولی۔

”ارے اب میں اپنا سر دیوار سے ٹکرا دوں گا۔!“

”نہیں.... نہیں.... سنکی ہونا بُری بات نہیں۔!“ وہ جلدی سے بولی۔ ”سنکی مجھے بہت اچھے لگتے ہیں.... ورنہ سر بہرام کو کیسے برداشت کرتی۔!“

”ہائے....!“ عمران کراہا.... ”وہ بے چارے بھی سنکی ہیں....!“

”فضول وقت نہ برباد کرو.... ہمیں باہر چلنا ہے۔ تم اپنی موٹر سائیکل یہیں چھوڑ دو....!“

”چھوڑ دی....!“

”پندرہ یا بیس منٹ بعد وہ برآمدے میں نظر آئے.... لیڈی بہرام نے اپنے بالشت بھرے بلاؤز پر کوٹ پہن لیا تھا۔!“

گاڑی پھاٹک کے باہر نکلی۔ عمران ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ لیڈی بہرام اس کے برابر بیٹھی تھی۔

”بائیں جانب موڑو اور چلتے رہو....!“ اس نے کہا۔

عمران نے خاموشی سے تعمیل کی۔

”رفتار بڑھاؤ نا.... سڑک سنسان ہے....!“ وہ کچھ دیر بعد بولی۔

عمران نے گیئر بدلا.... لیکن کچھ بولا نہیں.... تھوڑی دیر بعد لیڈی بہرام نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ”تمہارا مرض.... میری سمجھ میں آگیا ہے۔ تم ذہنی طور پر مریض ہو....!“

عمران بے ڈھنگے پن سے کھانس کر رہ گیا۔ کار تیزی سے آگے بڑھتی رہی۔

”بس اب آگے سے بائیں ہاتھ کو موڑ لینا....!“ لیڈی بہرام نے کہا۔

عمران نے پھر خاموشی سے تعمیل کی لیکن یک بیک وہ کچھ نروس سا بھی ہو گیا۔ کیونکہ یہ سڑک احمد پور کی طرف جاتی تھی.... جس کے نواح میں وہ ریسٹ ہاؤز واقع تھا۔

اگر لیڈی بہرام کی منزل بھی وہی تھی تو عمران بڑے مخمصے میں پڑ گیا تھا.... اس کے سامنے وہ اپنا ریڈی میڈ میک اپ بھی استعمال نہ کر سکتا.... اور میک اپ کے بغیر اس کا وہاں پہچان لیا جانا یقینی تھا۔!

”میں تمہارے لئے دواء کی تلاش میں نکلی ہوں....!“ لیڈی بہرام بولی۔

”ج.... جی.... دوا میرے لئے.... کیسی دوا....!“

”تمہارا مرض میری سمجھ میں آگیا ہے....!“

”جی ہاں.... بھوک بالکل نہیں لگتی.... میرا خیال ہے واٹر بری کمپاؤنڈ....!“

”اتنا بنتے کیوں ہو....!“

”میرے خدا.... کیا میں یہ گاڑی کسی کھڈ میں گرا دوں....!“

”پاگل پن کی باتیں نہ کرو... ابھی تک تمہیں کوئی ایسی عورت نہیں ملی جو تمہیں سمجھ سکتی۔!“

”عورتوں کے سمجھنے بوجھنے سے کیا ہوتا ہے.... مرد سمجھیں تو کوئی بات بھی ہے۔!“

”اچھا بس خاموش رہو.... رفتار کچھ اور بڑھاؤ.... یہ سڑک بھی بالکل سنسان ہے۔!“

”میں اختلاج قلب کا مریض ہوں محترمہ....!“

”تم جھوٹے ہو....!“

”احمق ہوں.... گاؤدی ہوں بدھو ہوں.... سنکی ہوں اور جھوٹا ہوں.... آخر آپ کی کس ت پر یقین کیا جائے.... اتنی بہت سی خوبیاں ایک آدمی میں تو ہرگز نہیں ہو سکتیں۔!“

”میں کہتی ہوں.... خاموش رہو....!“

وہ اس وقت احمد پور کے ہوٹل کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ اگلے موڑ پر ریسٹ ہاؤز کا راستہ ھا۔ کچھ دور چلنے کے بعد اُسی کے لئے لیڈی بہرام نے ہدایت دی۔ عمران نے لاپروائی سے انوں کو جنبش دی اور سوچا ”اونہہ.... دیکھا جائے گا۔!“

ریسٹ ہاؤز کی کمپاؤنڈ میں اندھیرا تھا.... پورچ میں جو بلب روشن تھا اس کی روشنی خود پورچ ی کے لئے ناکافی تھی۔ لیکن گاڑی پورچ تک کب گئی تھی اُسے تو لیڈی بہرام نے اندھیرے ی میں رکوا لیا تھا.... اور یہ کہتی ہوئی خود اتر گئی تھی کہ وہ گاڑی ہی میں اس کا انتظار کرے۔!

عمران مطمئن ہو کر چیونگم کچلنے لگا تھا.... عمارت کی بعض کھڑکیوں کے شیشے روشن تھے۔

عمران پورچ کی طرف دیکھتا رہا۔ لیکن لیڈی بہرام وہاں نہ دکھائی دی۔ اندھیرے میں پتہ نہیں س طرف غائب ہو گئی تھی۔ پندرہ بیس منٹ گزر جانے کے بعد آہٹ سنائی دی۔ لیکن یہ ادمیوں کے قدموں کی معلوم ہوتی تھی۔!

پھر اس نے لیڈی بہرام کی آواز سنی جو کسی سے کہہ رہی تھی۔ ”تم آگے بیٹھ جاؤ....!“

”اچھا میم صاحب....!“ دوسری آواز کھڑکی کے قریب سے آئی۔ یہ بھی کسی عورت ہی کی تی۔ لیڈی بہرام نے عمران سے کہا۔ ”دروازہ کھول دو....!“

عمران نے بائیں جانب والا دروازہ کھول دیا اور دوسری عورت اس کے قریب آ بیٹھی.... یڈی بہرام نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔

وہ بیٹھتی ہوئی بولی۔ ”اب واپس چلو....!“

عمران نے انجن اسٹارٹ کیا۔۔۔۔ قریب بیٹھی ہوئی عورت کے پاس سے عجیب ناگوار سی بو آرہی تھی۔ عمران سوچنے لگا کہ وہ ایسی ہی ناگوار بو سے پہلے کب اور کہاں دوچار ہوا تھا۔

گاڑی کچھ دیر بعد پھر احمد پور سے شہر جانے والی سڑک پر نکل آئی۔

"سیدھے وہیں چلو۔۔۔۔ جہاں سے آئے تھے۔!" لیڈی بہرام نے عمران کو مخاطب کیا۔

"بہت بہتر۔۔۔۔ محترمہ۔۔۔۔!" اس نے کہا اور گیئر بدل کر ایکسلریٹر پر دباؤ بڑھانے لگا۔

پھر راستہ خاموشی سے طے ہوتا رہا تھا۔

شہر کی حدود میں داخل ہوتے ہی لیڈی بہرام نے پھر بولنا شروع کر دیا۔

لیکن اب ساری گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی۔

"تم خوش ہو جاؤ گے۔۔۔۔!" وہ عمران سے کہہ رہی تھی۔

"کب۔۔۔۔؟" عمران نے بے حد خوش ہو کر پوچھا۔

"گھر پہنچ کر۔۔۔۔!" جواب ملا۔

پھر عمران نے مزید وضاحت نہ چاہی۔ ضرورت ہی کیا تھی جو بات تھی سامنے آنے والی تھی۔

وہ لیڈی بہرام کی ذاتی اقامت گاہ تک بھی جا پہنچے۔ ہارن کی آواز سن کر چوکیدار نے پھاٹک کھول دیا تھا۔ گاڑی برآمدے کے قریب تک چلی گئی۔

اور اب روشنی میں عمران نے اس میلی کچیلی دیہاتی لڑکی کو دیکھا جو اتنی دیر سے اس کے قریب بیٹھی رہی تھی۔۔۔۔ اور اس کے پاس سے آنے والی بو بھی اس کے لئے انجانی نہ رہ گئی۔ اُسے یاد آگیا کہ اس قسم کی بو اس جگہ پائی جاتی ہے جہاں چوپائے باندھے جاتے ہیں۔۔۔۔ سڑتے ہوئے چارے اور گوبر کی ملی جلی بو۔۔۔۔!

لڑکی قبول صورت اور گندمی رنگ کی تھی۔ عمر انیس بیس سے زیادہ نہ رہی ہو گی۔

"اتر۔۔۔۔!" لیڈی بہرام بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

عمران نے محسوس کیا کہ لڑکی کچھ شرمائی شرمائی سی ہے۔

وہ برآمدے میں رک گئے تھے۔!

"کیسی ہے۔۔۔۔؟" لیڈی بہرام نے عمران سے پوچھا۔ وہ لڑکی ہی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔۔!" عمران نے جواب دیا۔

"تمہیں پسند ہے نا۔۔۔۔!"

"الحمدللہ۔۔۔۔!"

"اندر چلو۔۔۔۔!"

وہ نشست کے کمرے میں آئے۔۔۔۔!

"تم مجھے خوش نہیں معلوم ہوتے۔۔۔۔!" لیڈی بہرام نے کہا اور عمران نے فوری طور پر قہقہہ لگاکر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ وہ بہت زیادہ خوش ہے۔!

"خاموش رہو۔۔۔۔!" لیڈی بہرام ناخوش گوار لہجے میں بولی۔

عمران نے قہقہے میں پورا بریک لگایا۔۔۔۔ اب اس کے ہونٹوں میں ہلکی سی جنبش بھی نہیں پائی جاتی تھی۔۔۔۔ بالکل گاؤدی اور غبی نظر آرہا تھا۔

وہ اُسے گھورتی رہی پھر بولی۔ "میں ابھی آئی۔!"

ڈرائنگ روم سے نکلتے وقت نہ صرف اس نے دروازہ بند کیا تھا بلکہ عمران نے قفل میں کنجی لگنے اور اس کے گھومنے کی آواز بھی سنی تھی۔

وہ ٹھنڈی سانس لے کر بیٹھ گیا اور جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر اسے پھاڑنے لگا۔

"آپ شوق فرمائیں گی۔!" اس نے ایک پیس لڑکی کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"یو کا ہے۔۔۔۔!" لڑکی بولی۔

"محترمہ۔۔۔۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر مایوسانہ لہجے میں کہا۔ "مجھے فرانسیسی نہیں آتی لہٰذا آپ نے جو کچھ کہا ہے اس کا ترجمہ انگریزی میں کر دیجئے۔!"

"کا جانے کا کہت ہو۔۔۔۔!" لڑکی جھینپ کر بولی۔

"میں اب بھی نہیں سمجھا محترمہ۔۔۔۔!" عمران گڑگڑایا۔ "میری بدنصیبی ہے کہ فرانسیسی۔۔۔۔ نہ جانے دیجئے۔۔۔۔ ہم خاموش بیٹھیں گے۔!"

خاموشی کے طویل وقفے میں لڑکی ایک بار مضطربانہ انداز میں کھنکاری تھی۔

عمران نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"کاہے لے آئے ہو ہمکا۔۔۔۔؟" لڑکی کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

عمران بت بنا بیٹھا رہا۔

"ہم میم صاحب کی لونڈی ہیں....!" لڑکی نے کچھ دیر بعد کہا۔

"جی....اب تو کچھ کچھ سمجھ میں آرہا ہے....!" عمران چونک کر بولا۔

لڑکی ہنسنے لگی اور عمران نے بھی احمقانہ انداز میں اس کا ساتھ دیا۔

اسی طرح آدھا گھنٹہ گزر گیا.... لڑکی کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ کبھی وہ جھینپی سی معلوم ہوتی....اور کبھی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ نظر آتی۔

"کچھ بات کرو.... کاہے چپ بیٹھے ہو....!" بالآخر اس نے کہا۔

"کیا عرض کروں محترمہ....! انفلیشن کا خوف مجھے کھائے جارہا ہے۔!"

"یو کا ہے....؟"

"انفلیشن....!" عمران نے پوچھا۔

لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔!

"افراطِ زر....افراطِ زر سمجھتی ہیں آپ....!"

لڑکی نے نفی میں سر کو جنبش دی۔

"افراطِ زر اسے کہتے ہیں کہ وسائل کی کمی ہو لیکن میڈیم آف ایکسچینج کی فراوانی ہو جائے۔!"

"کا جانے کا کہت ہو.... ہمری سمجھ ما نہیں آوت....!"

"آوت اور کہت کا مطلب آپ مجھے سمجھا دیجئے میں سر کے بل کھڑا ہو کر آپ کو افراطِ زر کا مطلب سمجھانے کی کوشش کروں گا۔!"

"میم صاحب....!" وہ جھلا کر چیخی۔

ٹھیک اسی وقت دروازہ کھلا اور لیڈی بہرام شعلہ جوالہ بنی نظر آئی۔

"اٹھو.... نکلو یہاں سے....!" وہ ہانپتی ہوئی بولی! تخاطب عمران سے تھا۔!

عمران چپ چاپ اٹھا اور راہداری میں نکل آیا.... لیڈی بہرام پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"تم بالکل جنگلی اور گنوار ہو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر چیخی اور عمران پلٹ کر لڑکی کیطرف دیکھنے لگا۔

"میں تم سے کہہ رہی ہوں....!"

"مم.... مجھ سے.... یعنی کہ میں جنگلی اور گنوار....!"

"ہاں....ہاں....!"

"وہ کیوں محترمہ....؟"

"مجھے غلط فہمی ہوئی تھی۔! میں سمجھی تھی کہ تم اپنے یا اپنے سے اونچے طبقے کی عورتوں سے شرماتے ہو۔!"

"قسم ہے پروردگار کی.... یہ الزام ہے....!"

"پھر تم کیا بلا ہو....!" وہ آنکھیں نکال کر چیخی۔

"جنگلی اور گنوار کے بعد اب میں بلا بھی ہوں....!" عمران غصیلے لہجے میں بڑبڑایا۔

"بالکل ہو.... بالکل ہو.... چلے جاؤ یہاں سے۔!"

"لیکن میرا قصور لیڈی صاحبہ....!"

"چلے جاؤ....!" وہ پیر پٹخ کر چیخی۔

"خواہ مخواہ....!" وہ سر جھٹک کر بولا۔ "خود ہی بلاتی ہیں پھر اس طرح بھگا دیتی ہیں۔ آپ کا مرض بھی میری سمجھ میں آگیا ہے.... آپ خود سنکی ہیں۔ بے چارے سر بہرام....اگر وہ پرانی دھرانی موٹروں اور کاٹھ کباڑ میں دلچسپی نہ لیں تو پھر کریں کیا۔!"

"چلے جاؤ....!" لیڈی بہرام مکا تان کر جھپٹ پڑی۔

"ارے.... ارے....!" عمران سہمے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹا! لیکن تیزی سے چلتے ہوئے بھی دو چار ہاتھ پڑ ہی گئے.... لیڈی بہرام پر جیسے دیوانگی کا دورہ پڑا تھا۔

*

صبح آٹھ بجے تک وہ سوتا رہا تھا۔

اس جیسے آدمی کے لئے چار گھنٹے بہت تھے۔

ساڑھے تین بجے تو وہ رانا پیلس تک پہنچا تھا.... سوتے سوتے چار بج گئے تھے۔

لیڈی بہرام نے پھر اسے وہاں نہیں ٹکنے دیا تھا.... ایسی تیغ بے نیام ہوئی تھی کہ وہ منہ ہی دیکھتا رہ گیا تھا۔

آنکھ کھلتے ہی جوزف کا چہرہ نظر آیا۔ بہت خوش معلوم ہوتا تھا... دانت نکلے پڑ رہے تھے۔

"باس.... وہ گونگا بولنے لگا ہے۔!"

"تجھ سے سابقہ پڑ جائے تو مردے بھی بول اٹھیں گے۔!" عمران انگڑائی لے کر بولا۔ "وہ بے چارہ تو صرف گونگا ہی تھا۔!"

"نہیں باس....! میں بہت خوش ہوں....! ہم دیر تک گفتگو کرتے رہے ہیں....! وہ اچھی انگریزی بول سکتا ہے۔!"

"اگر تم اسے عربی بھی سکھا سکو تو میں سکون سے مر سکوں گا۔!" وہ بستر سے اٹھ گیا۔

جوزف کہہ رہا تھا۔

"وہ بھی خبیث روحوں پر یقین رکھتا ہے.... پچھلی رات ہم بھوتوں اور چڑیلوں کے متعلق گفتگو کرتے رہے تھے۔ اس کی معلومات بہت وسیع ہیں۔ میں تو حیران رہ گیا۔ اس نے پچھلے سال ایک ایسی عورت دیکھی تھی جس کا سر گدھے کا تھا۔!"

"ساری عورتیں گدھے کا سر رکھتی ہیں۔!"

"مذاق نہیں باس.... اس نے مٹوشی کا کو دیکھا تھا.... وہ جو صرف پورے چاند کی رات کو چراگاہوں میں نمودار ہوتی ہے۔ جب بھی دیکھی جاتی ہے ہیضہ پھیلتا ہے۔!"

"ابے میرے جوتے کہاں گئے....!"

"ہم میں سے جب بھی کوئی اس کا تذکرہ سنتا ہے۔ ایک ہفتے تک ننگے پیر پھرتا ہے۔!"

"اچھا تو پھر....؟" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"میں نے احتیاطاً آپ کے جوتے جمعدار کو دے دیئے....!"

"اچھا....!" عمران منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"دیکھو باس....! میں بھی ننگے پیر ہوں.... میں اسے کسی طرح نہیں روک سکا تھا.... کہ مٹوشی کا تذکرہ نہ کرے۔!"

"مٹوشی کا کے بچے تو اس وقت اپنے گاؤں کی کسی کرال میں نہیں بلکہ رانا پیلس میں ہے۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا باس.... خبیث روحیں پل بھر میں نارتھ پول سے ساؤتھ پول تک پہنچ سکتی ہیں۔!"

"لیکن اب میں باتھ روم تک کیسے پہنچوں خبیث....!"

"ننگے پیر باس....! خدا کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ۔!"

"کیا تم اسے بھی ننگے پیر چلنے پر آمادہ کر سکے ہو....!"

"نہیں باس....!" جوزف نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "مٹوشی کا کے تذکرے کے بعد سے وہ ایسی زبان بولنے لگا ہے جسے میں نہیں سمجھ سکتا.... ہو سکتا ہے وہ سرے سے کوئی زبان ی نہ ہو.... خبیث روحیں تو آدمی کو کتے کی طرح بھونکنے پر مجبور کر دیتی ہیں....!"

عمران اٹھ کر ملبوسات والے کمرے میں آیا.... لیکن یہاں جوتوں کی الماری سرے سے خالی نظر آئی۔

جوزف پیچھے پیچھے آیا تھا.... سر ہلا کر بولا۔ "نہیں باس میں اتنا احمق نہیں ہوں۔!"

"کیا مطلب....!" عمران غرا کر اس کی طرف پلٹا۔

"میں نے یہ الماری بھی خالی کر دی ہے۔!"

"ابے دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!" عمران گھونسہ تان کر جھپٹا۔

"مار مار کر مجھے بھوسہ کر دو.... لیکن میں تمہارا دشمن تو نہیں ہوں....! تمہیں ایک ہفتے تک ننگے پیر چلنا پڑے گا باس....!"

عمران بے بسی سے منہ چلا کر رہ گیا۔ وہ جو ساری دنیا کو انگلیوں پر نچائے پھرتا تھا اس وقت اس احمق کے آگے خود کو بالکل الو محسوس کر رہا تھا۔

"وہ مردود کہاں ہے....!" بالآخر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"میں نے اسے ایک کام بتا کر باہر بھیج دیا ہے کہ کہیں تم اس کے جوتے نہ اتروالو....!"

"دفع ہو جاؤ مردود....!" عمران پھر اس کی طرف جھپٹا اور دھکے دیتا ہوا بیرونی برآمدے تک نکال لایا۔

"کھڑے رہو یہیں.... رات کے بارہ بجے تک!" اس نے اسے گھونسہ دکھا کر کہا پھر وہ اندر آنے کیلئے مڑا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے فون والے کمرے میں پہنچا۔

"ہلو....!" وہ ماؤتھ پیس میں بولا۔

"بلیک زیرو.... سر....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اچھا....!"

"رحمان صاحب کا پرسنل اسسٹنٹ آپ کی تلاش میں ہے.... پچھلی رات بھی بڑی دیر تک آپ کے فلیٹ میں آپ کا منتظر رہا تھا۔!"

"جولیا روانہ ہو گئی یا نہیں....!"

"وہ گئی جناب.... کوئی پندرہ منٹ پہلے کی بات ہے۔!"

"میرے لئے آٹھ نمبر کے جوتوں کی جوڑی فوراً بھجواؤ....!"

"بہت بہتر جناب....!"

عمران سلسلہ منقطع کر کے پھر بیرونی برآمدے میں واپس آیا.... جوزف کسی بت کی طرح "اٹین شن" نظر آیا.... اس کی پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں۔!

"کھڑے رہو.... مردود.... اسی طرح....!"

"پرواہ نہیں باس....! لیکن میں تمہیں خطرے میں دیکھنا پسند نہیں کرتا۔!"

"او خبیث اب یہ ضعیف الاعتقادی ترک کر دے ورنہ اپنے ساتھ مجھے بھی جہنم میں پہنچا دے گا۔!"

"تم اسے ضعیف الاعتقادی کہتے ہو باس.... کرسچیانٹی بھی یہی کہتی ہے.... میں بھی کرسچین ہوں.... لیکن یہ تو سوچو کہ جب ہم سبھوں کا باپ زمین پر پھینکا گیا تھا.... اس وقت یہ زمین صرف خبیث روحوں کا مسکن تھی۔!"

"رہی ہو گی... لیکن اب میرے اور تیرے سوا کوئی تیسرا خبیث اس زمین پر موجود نہیں۔!"

"میری گردن میں ہر وقت کراس لٹکا رہتا ہے.... اس وقت بھی جب میں آسمانی باپ کی نافرمانی کرتا ہوں.... وہ مجھے معاف کرے۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کھڑا رہ یونہی....!" عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اندر واپس آ گیا.... بہر حال اسے ننگے پیر ہی باتھ روم میں جانا پڑا تھا۔

آدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر بلیک زیرو نے جوتے بھجوا دیئے تھے اور عمران کو جوتے پہنے دیکھ کر جوزف نے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں کانپ رہا تھا.... بید مجنوں کی طرح۔

عمران نے موٹر سائیکل سنبھالی اور ریڈی میڈ میک اپ میں باہر روانہ ہو گیا۔

اسے یقین تھا کہ اب رحمان صاحب اس سے ملنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ فوری طور پر ان سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔ وجہ جانے بغیر اسے وہ فائل کبھی دیکھنے نہ دیتے جس کی اسے ضرورت تھی.... اور

اہر تھا کہ وہ کم از کم انہیں تو وجہ نہیں بتا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ بہر حال ایک دوسرے محکمے سے تعلق کھے تھے، اور وہ صرف سر سلطان کو جواب دہ تھا۔ لہٰذا اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اس فائل کو اپنے ں محکمے کے توسط سے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

کچھ دیر بعد موٹر سائیکل کا رخ سر بہرام کی کوٹھی کی طرف ہو گیا۔ آج وہ وہاں ناوقت جا رہا تھا اس سے پہلے وہ ایک مقررہ وقت پر جاتا رہا تھا۔

ضروری نہیں تھا کہ سر بہرام سے ملاقات ہو ہی جاتی.... لیکن وہ پھر بھی جانا چاہتا تھا۔

اس کا خیال درست نکلا.... سر بہرام موجود نہیں تھا.... پھر بھی وہ اندر چلا گیا.... عدم موجودگی کی اطلاع پھاٹک ہی پر "ان اور آؤٹ" والی نیم پلیٹ سے مل گئی تھی۔

ریڈی میڈ میک اپ عمارت کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی چہرے سے ہٹا دیا تھا۔

لیڈی بہرام پورچ کے قریب کھڑی ملی۔ شائد وہ موٹر سائیکل کی آواز سن کر باہر نکل آئی تھی۔ عمران کی شکل دیکھتے ہی مسکرائی۔

"یہ آج ناوقت کیسے....؟" اس نے پوچھا۔

"جی گھبرا رہا تھا....!"

"تم بکواس کرتے ہو.... مجھ سے ملنے آئے ہو....!"

"پتہ نہیں....!"

"چلو.... اندر چلو....!"

"سر بہرام....!" عمران چور نظروں سے چاروں طرف دیکھتا ہوا بڑبڑایا۔

"وہ موجود نہیں ہیں.... شائد شام سے پہلے واپس نہ آئیں۔!"

عمران اس کے ساتھ سٹنگ روم میں آیا.... وہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"مجھے اپنے پچھلی رات والے رویئے پر افسوس ہے....!"

"ارے وہ....!" عمران جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "کوئی بات نہیں۔!"

"بس مجھے غصہ آ گیا تھا جب غصہ آتا ہے تو میں نہیں سوچتی کہ جو کچھ کر رہی ہوں وہ مناسب گا ہے یا نہیں۔!"

عمران کچھ نہ بولا وہ کہتی رہی۔ "میری نظروں سے مردوں کے بے شمار ٹائپ گزرے ہیں میرا

دعویٰ ہے کہ میں مردوں کو سمجھ سکتی ہوں.... لیکن....!"

وہ خاموش ہو گئی.... اور عمران ہونقوں کی طرح منہ پھاڑے اسے دیکھتا رہا۔

کچھ دیر بعد وہ پھر بولی۔ "تم یا تو خطرناک قسم کے ایکٹر ہو! یا ایک کامیاب ٹائپ جو پہلی بار میری نظر سے گزرا ہے....!"

"کچھ بھی ہو....! میں تو خود کو بے قصور سمجھتا ہوں۔!" عمران گھگھیایا۔

لیکن وہ اس ریمارک پر توجہ دیئے بغیر کہتی رہی۔ "میں نے آلیور گولڈ اسمتھ کے ایک ڈرامے "شی اسٹوپس ٹو کانکر" میں ایک ایسا ہی کردار پڑھا تھا وہ اپنی ہونے والی منگیتر سے اس درجہ شرماتا ہے کہ کئی بار ملنے کے باوجود بھی اس کی شکل نہیں دیکھ سکا تھا۔ وہ اس کے مرض کو سمجھ لیتی ہے اور زیادہ تر ایک گھریلو ملازمہ کے لباس میں اس کے سامنے آتی ہے اور وہ اس میں دلچسپی لینے لگتا ہے۔ اس سے چھیڑ خانیاں کرتا ہے۔!"

"وہ سخت نانہجار تھا....!" عمران بڑبڑایا۔

وہ خاموشی سے اُسے گھورتی رہی پھر بولی۔ "لیکن اس کے باوجود بھی تم ایک اچھے دوست ثابت ہو سکتے ہو۔!"

عمران خوش نظر آنے لگا اور یک بیک بولا۔ "اب آپ نے مجھے کچھ کچھ سمجھنا شروع کیا ہے۔"

"نہیں یقین کرو یہ بات پچھلی رات ہی میرے ذہن میں آئی تھی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

"مجھے ایک ایسے دوست کی تلاش تھی جو میرے مشن میں میرا ہاتھ بٹا سکے۔!"

"اوہو.... کوئی خدمت خلق قسم کی چیز ہے۔!"

"ہاں....!"

"مجھے ضرور بتایئے.... بے حد شوق ہے خدمت خلق کا.... ایک زمانے میں نمازیوں کے جوتے چرایا کرتا تھا۔!"

"میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش مت کرو.... سنجیدگی سے سنو....!"

"آئی.... ایم سوری.... آپ بتایئے....!" عمران نے ہمہ تن گوش ہو جانے کی ایکٹنگ کی۔

وہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "ہمارا مزدور طبقہ بڑی دشواریوں میں مبتلا ہے۔ اسے اتنی

ات نہیں ہوتی کہ صحیح طور پر آدمیوں کی سی زندگی بسر کر سکے۔ ان کے متعلقین طرح طرح کی ظرناک بیماریوں میں مبتلا ہیں۔!"

"یہ بات تو ہے....!" عمران سنجیدگی سے سر ہلا کر بولا۔

میں اپنی دولت کا بیشتر حصہ ان کے لئے ادویات خریدنے میں صرف کرتی ہوں اور انہیں اُن ک پہنچاتی ہوں۔!"

"اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔!"

"سنتے رہو....!" وہ جھنجھلا گئی۔

"جی بہت اچھا....!"

"اس سلسلے میں مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔!"

"میں حاضر ہوں....!"

"میں دوائیں فراہم کروں اور تم انہیں ان تک پہنچاؤ۔!"

"بڑی خوشی سے۔!"

"بھاگ دوڑ کا کام ہے۔!"

"میں زیادہ تر بیٹھا مکھیاں مارتا رہتا ہوں.... میرے پاس وقت ہی وقت ہے۔!"

"ہاں شاید پچھلی رات تم نے مجھے اپنے پیشے کے بارے میں بتایا تھا۔!"

"ریفریجریشن کا کام کرتا ہوں....!"

"خیر.... خیر.... تو پھر تم تیار ہو....؟"

"بالکل....!"

"اچھا تو دواؤں کا ایک بکس ایک جگہ فوری طور پر پہنچا دو....!"

"لایئے.... میں ابھی جاؤں گا۔!"

"بہتر یہی ہوگا.... گودی کے مزدوروں میں آج کل انفلوئنزا پھیلا ہوا ہے تمہیں وہیں جانا ہے.... وہارف پر غلے کے گوداموں کے قریب تمہیں ایک آدمی وحیدل ملے گا.... وہ اپنی ایسوسی ایشن کا صدر بھی ہے.... دواؤں کا بکس چپ چاپ اس کے حوالے کر دینا وہ سمجھ جائے گا کہ میں نے بھجوایا ہے۔!"

"بہت اچھا....!"

"میں اس کا مکمل پتہ لکھ کر لاتی ہوں....!" اس نے کہا اور دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

عمران بیٹھا چیونگم کچلتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا۔

"یہ لو....!"

عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسے لیا.... دیکھ کر سر ہلاتا رہا اور پھر تہہ کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ "دواؤں کا بکس کہاں ہے....؟"

"پھاٹک کے قریب والی کوٹھری میں.... اتنا بڑا ہے کہ بہ آسانی تمہاری گاڑی کے کیریئر پر آجائے گا.... چلو میں چل رہی ہوں....!"

وہ اسے پھاٹک کے قریب والی کوٹھری میں لائی.... یہ غالباً چوکیدار کے لئے تھی۔

دواؤں کا بکس.... موٹی دفتی کا ایک کارٹن ثابت ہوا.... اور یہ یقیناً موٹر سائیکل کے کیریئر پر لے جایا جا سکتا تھا۔

"بس تم یہ اس کے حوالے کر دینا.... کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔!"

"بہت اچھا....!" عمران بولا۔

اس کی موٹر سائیکل کمپاؤنڈ سے نکل کر گلی پر آئی تو اُسے خیال آیا کہ میک اپ تو جیب ہی میں پڑا رہ گیا....!"

"دیکھا جائے گا....!" وہ بڑبڑایا اور پھر میک اپ کو دوبارہ استعمال کرنے کا ارادہ ہی ترک کر دیا۔ حقیقتاً اب وہ ان لوگوں سے ٹکرا ہی جانا چاہتا تھا جن کیلئے اتنے دنوں سے سرگرداں رہا تھا۔

موٹر سائیکل وہارف کی طرف بڑھتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ٹھیک اُسی جگہ جا پہنچا جہاں کا پتہ لیڈی بہرام نے اسے لکھ کر دیا تھا۔

ایک چھوٹا سا چائے خانہ تھا.... کاؤنٹر پر جا کر اس نے وحیدل کے بارے میں پوچھا۔

کاؤنٹر کلرک نے ایک ایسے آدمی کی طرف اشارہ کیا جس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ خاصا چوڑا چکلا آدمی معلوم ہوتا تھا۔

عمران لیڈی بہرام کا دیا ہوا کارٹن بغل میں دبائے اس کے سامنے پہنچا۔

"وحیدل....!" عمران نے تفہیمی انداز میں کہا۔

اس نے اپنا بھاری چہرہ اٹھا کر نیم وا آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔ عجیب سی لاپروائی اور ے تعلقی تھی اس کی آنکھوں میں۔

عمران نے کارٹن اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے اس پر اچٹتی سی نظر ڈالی اور اس طرح سر ہلا ہا جیسے اب وہاں عمران کی موجودگی ضروری نہیں۔

عمران تیزی سے دروازے کی جانب مڑ گیا۔ لیکن وہ اس شخص وحیدل کو اس طرح روا روی ہی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا.... اسے دیکھ کر اس کی یادداشت میں کچھ عجیب سی تحریک ہوئی تھی۔

وہ تیزی سے اپنی کھوپڑی سہلانے لگا.... اسے وہ بت یاد آیا جس کی ایک آنکھ لیڈی بہرام کے ریبان کے بلاؤز میں رہتی تھی.... من و عن وہی شکل تھی اس وحیدل کی۔!

* * *

جولیانا فٹنر واٹر کو ایکس ٹو کے الفاظ اب یاد آ رہے تھے.... اس نے کہا تھا تمہاری سزا یہ ہے کہ مران تمہیں جس طرح چاہے گا استعمال کرے گا۔

وہ ریسٹ ہاؤز میں اس کی پہلی شام تھی.... یہاں کمرہ حاصل کر لینے کے بعد آثارِ قدیمہ یکھنے چلی گئی تھی.... اور اب اس وقت دن بھر کی تھکی ہاری واپس آئی تھی۔

کمپاؤنڈ میں متعدد کاریں کھڑی نظر آئیں اور ڈائننگ ہال میں خاصی بھیڑ دیکھی۔

اس نے سوچا آخر یہ لوگ شہر سے اتنی دور ویرانے میں کس قسم کی تفریح کی غرض سے آتے ہیں۔

پھر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ کوریڈر میں سے کئی لڑکیاں دکھائی دیں۔ یہ سب کی سب غیر ملکی تھی.... وہ ان کی طرف خاص توجہ دیئے بغیر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اس نے سوچا وہ ڈائننگ ہال میں نہیں جائے گی.... اپنے لئے وہیں کھانا منگوائے گی۔

ساڑھے چھ بج گئے۔ باہر یقیناً اندھیرا پھیل گیا ہوگا.... وہ بے سدھ بستر پر پڑی رہی.... اٹھنے کو ہی نہیں چاہتا تھا.... مہینوں سے ایسی کسی بھاگ دوڑ سے سابقہ نہیں پڑا تھا۔

اٹھنے کو قطعی دل نہیں چاہتا تھا.... دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی۔ اندر چٹخنی چڑھی

ہوئی تھی لہٰذا اٹھنا ہی پڑا۔ سلیپنگ گاؤن پہن کر دروازہ کھولا۔

باہر ایک بوڑھا آدمی کھڑا چندھیائے ہوئے انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"مجھے افسوس ہے....!" اس نے فرانسیسی زبان میں کہا۔ "لیکن میں اپنے اشتیاق کو کسی طرح نہ دبا سکا.... جب یہ معلوم ہوا کہ ایک فرانسیسی خاتون بھی یہاں موجود ہیں۔ کالے کوسوں دور جب کوئی ہم وطن مل جائے تو کتنی خوشی ہوتی ہے۔!"

"اندر آجایئے....!" جولیا نے مسکرا کر کہا۔

"شکریہ....!"

وہ کمرے میں داخل ہو کر بے تکلفی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے بھی خوشی ہوئی۔!" جولیا بولی۔

"لیکن تمہارا لہجہ....!"

"اوہو.... میں زیادہ تر سوئٹزرلینڈ میں رہی ہوں۔ میرا باپ فرانسیسی تھا اور ماں سوئیس۔!"

"خیر.... خیر.... یہی کیا کم ہے کہ تم فرانسیسی بول اور سمجھ سکتی ہو۔ یہاں مجھے انگریزی بولنے میں بڑی دشواری پیش آتی ہے اور مقامی لوگوں کی انگریزی بھی میری سمجھ میں نہیں آتی۔!"

"میں ایک سال سے ایشیا کا سفر کر رہی ہوں اس لئے مجھے تو کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔!"

"کیا محض سیاحی کی غرض سے۔!"

"ایشیا کے بعض آثار قدیمہ سے متعلق ایک کتاب لکھ رہی ہوں۔!"

"اوہو.... تو تم بھی لکھتی ہو....!"

"جی.... ہاں....!"

"رات کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ....!"

"شکریہ....!"

"میں تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے آیا ہوں.... مارسیلز میں میرا شراب کا کاروبار ہے۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔! سوچ رہی تھی مردود کہاں سے آمرا۔

"بوڑھا آدمی ہوں.... تم بوریت تو نہیں محسوس کر رہیں....!"

"ہرگز نہیں.... کم از کم میرے لئے تو بڑھاپا بڑی دلچسپ چیز ہے چلتا پھرتا آثار قدیمہ۔!"

وہ بے ڈھنگے پن سے ہنسا اور جولیا دل ہی دل میں اسے گالیاں دے کر رہ گئی۔ اس وقت بیٹھے رہنے کو قطعی جی نہیں چاہتا تھا۔

"میں یہاں کئی ماہ سے ہوں.... یہاں کی پر سکون زندگی مجھے پسند ہے۔!" بوڑھے نے کچھ دیر بعد کہا۔

"ہاں زندگی تو پر سکون ہے۔!" جولیا بے دلی سے بولی۔

"اچھا تو اب میں چلوں.... آدھے گھنٹے بعد ڈائننگ ہال میں ملاقات ہوگی۔!"

جولیا نے دل میں کہا۔ "جہنم میں جاؤ.... اگر اس وقت تک موڈ بن گیا تو دیکھا جائے گا۔!"

عمران کی ہدایت کے مطابق اسے کسی ایسے آدمی پر نظر رکھنی تھی جس کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کسی قدر غائب تھی لیکن اس کی باتوں سے بھی مترشح ہوا تھا کہ وہ اپنی اس کٹی ہوئی انگلی کو چھپاتا بھی ہے۔ انگلی کو چھپانے کے لئے دستانے ہی پہنے جاسکتے ہیں لہٰذا اسے کسی ایسے آدمی پر نظر رکھنی تھی جو کم از کم بائیں ہاتھ کا دستانہ تو اتارتا ہی نہ ہو۔!

بوڑھے کے چلے جانے کے بعد وہ پھر لیٹ گئی۔ عجیب سی زندگی تھی۔ یا تو آرام ہی آرام یا پھر اتنی بھاگ دوڑ کہ زندگی سے جی بیزار ہونے لگے۔!

تھوڑی دیر بعد اس پر غنودگی طاری ہوگئی پھر ہوش نہ رہا کہ رات کا کھانا بھی باقی ہے۔ آواز پھر سنائی دی.... کوئی دروازہ پیٹ رہا تھا....! بالکل پاگلوں کے سے انداز میں.... جولیا کو غصہ آگیا۔ اب جھلا کر چیخی۔ "کون بیہودہ ہے....؟"

دستک بند ہوگئی۔

وہ تیزی سے اٹھی اور سلیپنگ گاؤن پہن کر اس کی ڈوری کستی ہوئی دروازے کی طرف ھ گئی۔ دروازہ کھلا اور اسی فرانسیسی بوڑھے پر نظر پڑی! جی چاہا کہ دو چار سلواتیں سنادے لیکن پھر خاموش ہی رہ گئی۔

"لڑکی میں بوڑھا آدمی ہوں.... مجھ سے بھوک کی سہار نہیں ہوسکتی۔ تم خود دیکھو.... نو بج رہے ہیں.... انتظار کرتے کرتے تھک گیا تو مجبوراً یہ حرکت کرنی پڑی۔"

"اوہ.... مجھے افسوس ہے موسیو....! اچھا میں لباس تبدیل کر کے آتی ہوں.... دن بھر کی تھکن کے بعد غیر ارادی طور پر سوگئی تھی۔!"

”بہت اچھا.... تبدیل کرو لباس....!“ وہ کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔ لیکن یہ صرف بیڈ روم تھا کوئی اور دوسرا کمرہ تو تھا نہیں جہاں جاکر وہ لباس تبدیل کرتی.... لہٰذا کپڑے اٹھا کر وہ باتھ روم کی طرف جانے لگی۔

”اُوہ.... میں سمجھا تھا تم یہیں لباس تبدیل کرو گی۔!“ بوڑھے نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”اتنی کٹر فرانسیسی نہیں ہوں.... موسیو....!“ جولیا نے مسکرا کر کہا اور غسل خانے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔

وہ ان فرانسیسی بوڑھوں کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اس نے سوچا چلو تفریح ہی رہے گی۔

لباس تبدیل کر کے وہ باہر آئی۔ معمولی سا میک اپ کیا اور بوڑھے کے ساتھ ڈائننگ ہال جانے کے لئے تیار ہو گئی۔

”اس گرم ملک میں بھی خاصی سردی پڑتی ہے۔!“ بوڑھا مصنوعی کھانسی کے بعد بولا۔

”ہاں موسیو.... لیکن میں ایک سال سے ان اطراف میں ہوں۔ لہٰذا مجھے اب کوئی خاص بات نہیں نظر آتی۔!“

وہ ڈائننگ ہال میں آئے.... یہاں اب صرف ایک ہی میز خالی نظر آ رہی تھی اور غالباً یہ اسی بوڑھے کی تھی۔

وہ دونوں بیٹھ گئے۔ تقریباً ہر میز پر ایک دو لڑکیاں بھی دکھائی دے رہی تھیں اور یہ سب ہی کسی نہ کسی مغربی ہی ملک سے تعلق رکھتی تھیں۔ سفید فام بھی مرد تھے لیکن دیسیوں کے مقابلے میں خال خال ہی نظر آتے۔!

”کھانے سے پہلے کیا پیئو گی....!“ بوڑھے نے پوچھا۔

”کچھ پینے میں وقت ضرور صرف ہو گا لیکن میں اتنی بھوکی ہوں....!“

”خیر.... خیر چلو اچھا ہے۔!“ بوڑھا سر ہلا کر بولا۔ ”میں بھی بہت بھوکا ہوں۔!“

مینو سے انتخاب کرنیکے بعد آرڈر دیا گیا۔ سروس اچھی تھی۔ کھانا میز پر لگنے میں دیر نہ لگی۔

”کیا تم جانتی ہو کہ یہ سب پیشہ ور لڑکیاں ہیں۔!“ بوڑھے نے آہستہ سے کہا۔

”میں کیا جانوں.... میں تو آج ہی آئی ہوں۔!“

”ہاں یہی بات ہے....!“ بوڑھا معنی خیز انداز میں سر ہلا کر بولا۔

”اونہہ.... مجھے کیا.... اپنے ملک میں ہم ایسی چیزوں کی طرف دھیان تک نہیں دیتے۔!“

”وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔!“

جولیا نے اس طرح شانوں کو جنبش دی جیسے کہنا چاہتی ہو۔ سوچے جاؤ....!

”یہاں ایسی شرابیں بھی موجود ہیں جو اس ملک میں امپورٹ نہیں ہوتیں۔!“

جولیا نے صرف سر ہلا دیا۔

”تو یہ تمہارے لئے کوئی ایسی اہم بات نہیں....!“

جولیا نے نفی میں سر ہلا دیا۔

”ذہن پر زور دو.... یہ غیر قانونی طور امپورٹ کی گئی ہوں گی۔!“

”ممکن ہے....!“ جولیا نے لاپروائی سے کہا۔

”میرے لئے تو یہ چیز سنسنی خیز ہے۔!“

”خود بھی شرابوں کے تاجر ہو نا....!“

”ہاں.... ہاں.... میں واقف ہوں.... ان سارے چکروں سے۔ یہاں جو بھیڑ دیکھ رہی ہو ان میں زیادہ تر سرکاری آفیسر ہوں گے۔ یہ لڑکیاں انہیں کے لئے یہاں رکھی گئی ہیں۔!“

”اوہ تو کیا یہ رہتی بھی یہیں ہیں۔!“

”بالکل.... اوپری منزل پر.... میں انہیں بہت دنوں سے دیکھ رہا ہوں....!“

دیسی آدمیوں میں جولیا کو کئی جانی پہچانی صورتیں نظر آئی تھیں۔ یہ لوگ حقیقتاً شہر کے ذمہ دار آفیسر تھے۔! کچھ دیر تک وہ دونوں خاموشی سے کھاتے رہے پھر بوڑھا بولا۔ ”مجھے ایسی لڑکیوں سے دلچسپی نہیں۔!“

”تمہیں تو اب کسی قسم کی لڑکیوں سے دلچسپی نہ ہونی چاہئے۔!“ جولیا مسکرائی۔

”اب مجھے اتنا بھی بوڑھا نہ سمجھو....!“ وہ اکڑ کر بولا۔

”بہتر یہ ہے کہ تم خود [illegible] سمجھو....!“ جولیا اسے چڑانے پر تل گئی۔

”ہوں....!“ وہ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ ”مارسیلز میں....!“

”میں جانتی ہوں....!“ وہ اس کی بات کاٹ کر بولی۔ ”مارسیلز تو بوڑھی عورتوں کا شہر ہے۔!“

”ہونہہ.... تم نے دیکھا بھی ہے مارسیلز....!“

"میں نے نہیں دیکھا تو کیا ہوا.... میری دادی تو اب بھی وہیں رہتی ہے۔!"

"تم میرا مذاق اڑا رہی ہو....!"

"نہیں نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں....!" جولیا اسے منانے کے سے انداز میں بولی۔

"کم از کم فرانسیسی خون رکھنے والی لڑکی کو اتنا بے درد نہ ہونا چاہئے۔!"

"تم اپنے مصنوعی دانت نکال کر مجھے پیار کر سکتے ہو.... لیکن پھر ٹھوری ناک سے آملی تو پیار کیسے کرو گے۔!"

"اب میں نہیں بولوں گا!" اس نے بے حد ناخوش گوار لہجے میں کہا اور خاموشی سے کھاتا رہا۔

دفعتاً شور سن کر وہ دونوں ہی چونکے! کاؤنٹر کے قریب کئی آدمی کھڑے دکھائی دیئے اور ان میں سے ایک بہت اونچی آواز میں بول رہا تھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے خود ریسٹ ہاؤز کی مالکہ نظر آئی جس کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں۔!

"کیا قصہ....!" جولیا آہستہ سے بولی۔

"ہوگا کچھ.... تمہیں کیا....؟"

"یہاں فسادات تو نہیں ہوتے.... یہ مشرقی بڑے جھگڑالو ہوتے ہیں۔!"

"کوئی بڑا فساد تو ابھی تک نہیں ہوا....!"

دفعتاً ایک میز سے ایک لمبا تڑنگا آدمی اٹھا اور آہستہ آہستہ کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔

"اب یقیناً جھگڑا ہوگا۔!" جولیا بولی۔ "اس کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے۔!"

"ہونے دو.... اسی کا نام زندگی ہے۔ جوانی میں میں بھی خوب لڑا ہوں لڑکیوں کے لئے۔!"

"اس لئے اب لڑکیوں کو تمہارے لئے لڑنا چاہئے۔!"

بوڑھے نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن پھر اسے بھی کاؤنٹر ہی کی طرف متوجہ ہو جانا پڑا تھا۔ میز سے اٹھنے والے نے کاؤنٹر کے قریب شور مچانے والے کا گریبان پکڑ لیا تھا اور اسے صدر دروازے کی طرف کھینچے لئے جا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس سے لپٹ پڑا.... لیکن حریف اس سے زیادہ ہی تھا۔ پہلا ہی گھونسہ اسے صدر دروازے کے قریب لے گیا۔

کاؤنٹر کے قریب پائے جانے والے دوسرے لوگ شائد اس کے ساتھی تھے۔ وہ دراز قد آدمی کی طرف جھپٹے اور اچھی خاصی جنگ شروع ہو گئی۔

لوگ اپنی جگہوں سے اٹھ اٹھ کر دیوار کے قریب پہنچنے کی کوشش کرنے لگے۔ کیونکہ اب تو رسیاں اچھلنے لگی تھیں۔

جولیا بوڑھے کا ہاتھ پکڑ کر کاؤنٹر کی طرف کھینچتی لیتی چلی گئی۔ ایسا شور ہو رہا تھا کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔

وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ کاؤنٹر کے قریب ہی زیادہ محفوظ رہ سکیں گے وہ جس نے جھگڑا رنے والے کو مارا تھا اس ہنگامے کو کم از کم کاؤنٹر کی طرف تو نہ آنے دیتا۔ ظاہر ہے کہ وہ ریسٹ ہاؤز کی مالکہ کا کوئی حمایتی ہی رہا ہوگا۔

پھر شائد کچھ گاہکوں نے بھی اسی کا ساتھ دینے کی ٹھانی تھی اور جھگڑا کرنے والوں کو ہال سے باہر نکلنا پڑا تھا۔

"اب چلو.... اپنے کمروں کی طرف نکل چلیں....!" بوڑھے نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"ہشت....!" جولیا بولی۔ "کم از کم نپولین کے کسی ہم وطن کو اتنا بزدل نہ ہونا چاہئے۔!"

"کیا....؟" بوڑھا حیرت سے منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"ہاں.... ہاں.... اس وقت مجھے سخت مایوسی ہوئی ہے۔!"

"مایوسی.... کیوں....؟"

"معاملہ پھس سا ہو کر رہ گیا۔!"

"یعنی....!"

"دس منٹ بھی تو یہ جھگڑا نہ چل سکا۔!" جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"تو تم جھگڑا پسند کرتی ہو....!"

"گردوپیش کے ماحول میں وقتاً فوقتاً ایسی تبدیلیاں مجھے پسند ہیں۔!"

"خدا کی پناہ.... تم یعنی تم.... نہیں اپنی روایات کو مجروح نہ کرو فرانسیسی لڑکیاں بڑی نازک دماغ ہوتی ہیں.... تم امریکن تو نہیں۔!"

"کچھ بھی ہو.... مجھے سر پھٹول والی تقریبات پسند آتی ہیں۔!"

دوسری طرف الٹی ہوئی میزیں سیدھی کی جا رہی تھیں اور لوگ اونچی آوازوں میں ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے۔

“چلو....!” جولیا نے بوڑھے کو میز کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ “کھانا ختم کریں....اب تم فرانسیسی مردوں کو بدنام کر رہے ہو.... میں تو تمہاری لاش پر بھی بیٹھ کر کم از کم ایک سینڈوچ ضرور کھا سکتی ہوں۔!”

بوڑھا بہت بُرا سامنہ بنائے ہوئے بیٹھ گیا۔ جولیا کھاتی رہی۔ لیکن اس نے ہاتھ روک رکھے تھے۔ کچھ دیر بعد بوڑھے نے کہا۔ “میں تو تمہیں ایک سیدھی سادھی شرمیلی لڑکی سمجھا تھا۔!”

“اتنی ہی سیدھی سادھی ہوں کہ ساتھ کھانا کھا رہی ہوں اور ابھی تک تمہارا نام بھی نہیں پوچھا۔!”

“ایمائیل پڑاواک.... میرا نام ہے۔!”

“ایمائیل زولا ہوتا تب بھی کیا فرق پڑتا....!”

جولیا نے دیکھا کہ ریسٹ ہاؤز کی مالکہ ان کی طرف آرہی ہے۔ قریب آکر اس نے کہا۔ “ایسے مواقع پر مجھے سخت شرمندگی ہوتی ہے۔!”

“تشریف رکھئے مادام....!” بوڑھے نے اٹھ کر ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا۔

“شکریہ جناب....!” وہ بیٹھتی ہوئی بولی۔ “وہ ایک مقامی جاگیردار تھا.... سخت جنگلی ہوتے ہیں یہ لوگ....!”

“بات کیا تھی....!” جولیا نے پوچھا۔

“بیہودہ اور بدتمیز آدمی ہے.... یہاں قیام کرنے والی خواتین کو پریشان کرتا ہے۔!”

“اوہ....اوہ.... سخت بیہودہ....!” بوڑھا ہاتھ ملتا ہوا بولا۔

“لیکن ایڈگر نے ایسا سبق دیا ہے کہ زندگی بھر یاد رکھے گا۔!”

“کون ایڈگر....!” جولیا نے پوچھا۔

“وہ ادھر ہی آرہا ہے....!”

جولیا نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا....! وہ دراز قد یوریشین انہیں کی طرف آرہا تھا جس نے جھگڑا کرنے والوں کو باہر نکالا تھا۔

دوسرے ہی لمحے میں جولیا کو خاص طور پر اس کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ کیونکہ اس کے ہاتھوں میں سفید دستانے تھے۔

“ایڈگر.... پلیز.... بیٹھ جاؤ....!” مالکہ نے کہا اور دونوں سے بولی۔ “اگر آپ لوگوں کو

اعتراض نہ ہو....!”

“نہیں.... نہیں.... ضرور.... ضرور!” بوڑھا جلدی سے بولا۔ جولیا خاموش ہی رہی تھی۔

ایڈگر نے چوتھی کرسی سنبھال لی۔

“میں ان جھگڑوں سے تنگ آگئی ہوں.... مجبوراً مجھے کاروبار بند ہی کر دینا پڑے گا۔!” مالکہ نے تھکی تھکی سی آواز میں کہا۔

“اوہ.... آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں میڈم.... میں انہیں دیکھ لوں گا۔!” ایڈگر غرایا۔

“نہیں میں جھگڑا پسند نہیں کرتی۔!”

“آپ اس معاملے سے الگ ہی رہیں گی۔!”

“تمہیں بھی خطرات میں نہیں دیکھنا چاہتی۔!”

“ہونہہ....!” اس نے غصیلے انداز میں سر کو جنبش دی۔

“نہیں بھئی....!”

“آپ اتنی جلدی نروس کیوں ہو جاتی ہیں.... کئی بڑے آفیسرز ہمارے گاہک ہیں۔ میں اسے جیل بھجوا دوں گا۔ آپ دیکھتی جایئے....!”

جولیا اس کی گفتگو ٹھیک طور پر نہیں سن رہی تھی اس کا ذہن سفید دستانے میں الجھ کر رہ گیا تھا۔ پورے ہال میں ایڈگر کے علاوہ اور کسی نے بھی دستانے نہیں پہن رکھے تھے۔

“بہر حال....!” مالکہ نے طویل سانس لے کر کہا۔ “ایسے مواقع پر مجھے اپنے معزز گاہکوں سے سخت شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔!”

“آپ فکر نہ کیجئے....! ان کا علاج شائد اس وقت ہو جائے.... ابھی کچھ دیر پہلے ایک پولیس آفیسر بھی ہال میں موجود تھا وہ ان کے پیچھے گیا ہے۔!”

“یہ بہت اچھا ہوا....!” وہ خوش ہو کر بولی۔

دونوں انگریزی ہی میں گفتگو کر رہے تھے۔ دفعتاً ایڈگر نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا۔ “آپ لوگ کچھ خیال نہ کیجئے.... یہ سب یہاں کے لئے معمولی باتیں ہیں۔ لیکن میں انہیں ٹھیک کرنا خوب جانتا ہوں....!”

“نہیں.... موسیو.... ٹھیک ہے.... ہمیں کوئی خیال نہیں....!” بوڑھے نے کہا۔

پھر ایڈگر اٹھ کر چلا گیا تھا.... جولیا محسوس کر رہی تھی کہ وہ اسے کنکھیوں سے دیکھتا رہا تھا۔

”کیا یہ آدمی آپ کا منیجر ہے....؟“ جولیا نے مالکہ سے پوچھا۔

”ہاں.... کسی حد تک.... ورنہ سارا کام تو میں ہی دیکھتی ہوں.... اچھا شکریہ۔!“ وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ بوڑھے نے اٹھ کر اسے رخصت کیا۔

”معقول عورت ہے....!“ اس نے دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس دوران میں وہ دونوں کھانا بھی ختم کر چکے تھے۔

”کھانے کے بعد میں کافی کی عادی ہوں....!“ جولیا بولی۔

”ضرور.... ضرور....!“ بوڑھے نے سر ہلا کر کہا اور ویٹر کو اشارے سے بلا کر کافی کا آرڈر دیا۔ پھر جولیا سے بولا۔ ”اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو میں سگار سلگا لوں۔!“

”مجھے کوئی اعتراض نہیں.... لیکن سگار ہے بہت بھدی چیز.... تمہارے اس چھوٹے سے چہرے کے لئے تو سگریٹ ہی مناسب رہے گی۔!“

”اتنی بے دردی سے میری ان خامیوں کا مضحکہ نہ اڑاؤ جنکی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوتی۔!“

”مجھے افسوس ہے۔!“

بوڑھا مغموم انداز میں سر ہلاتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد کافی آگئی۔

”اور میں کافی خود نہیں بناتی....!“ جولیا مسکرا کر بولی۔

بوڑھے کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی اور وہ خود ہی پیالیوں میں کافی انڈیلنے لگا۔ جولیا سوچ رہی تھی کہ وقت اچھا گزرے گا.... دفعتاً پھر سفید دستانے یاد آئے اور وہ سوچنے لگی کہ آخر عمران کو کس طرح مطلع کیا جائے۔!

وہ چونک پڑی بوڑھا اس سے اس کا نام پوچھ رہا تھا۔

”فیمی لارویل....!“ اس نے کہا اور پھر خیالات میں گم ہو گئی۔

◆

شام ہوئی تو پھر سر بہرام سوار تھا سر پر.... معمول کے مطابق عمران کو دو گھنٹے اس کے ساتھ گزارنا پڑے اور اس کے بعد تو اسے لیڈی بہرام کے نگار خانے تک پہنچنا ہی تھا۔

لیکن آج ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لیڈی بہرام پچھلی راتوں کی طرح بے چینی سے اس کی منتظر نہ رہی ہو۔

”کہو.... تم نے میرا کام کر دیا تھا....!“ اس نے خشک لہجے میں پوچھا۔

”ب.... بالکل.... بھلا کیوں نہ کرتا۔!“

”کسی غلط آدمی کو تو نہیں دے دیا....!“

”ارے وہ.... وہاں شیطان کی طرح مشہور معلوم ہوتا ہے.... اور.... اور میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں اسے کیا سمجھوں.... کہیں میری آنکھوں کا دھوکہ نہ ہو۔!“

”کیا مطلب.... کیا کہہ رہے ہو....؟“

”وہ.... وحیدل....!“

”وحیدل کیا.... بتاؤ جلدی سے....!“ وہ جھنجھلا گئی۔

”ذرا اپنے اسٹوڈیو تک تو چلئے۔!“

”مجھے بات بتاؤ....!“

”ابھی نہیں.... مزید اطمینان کئے بغیر میں وہ بات زبان سے نہ نکالوں گا۔!“

”تم مجھے زچ کرتے ہو....!“ وہ چنچنا کر اٹھی۔

دونوں اس کمرے میں آئے جہاں بُت اور تصاویر تھیں۔

وہ بوڑھے کے بُت کے سامنے رک گیا.... اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھتا رہا۔!

”اب کچھ بکو گے بھی یا....!“

”آپ شاید یقین نہ کریں....!“

”میں کوئی چیز کھینچ ماروں گی سمجھے۔!“

”یہ وحیدل کا بت ہے....!“

”کیا مطلب....؟“

”اس میں اور وحیدل میں سر مو فرق نہیں.... لیکن نہیں.... فرق ہے وحیدل اتنا زیادہ بوڑھا نہیں معلوم ہوتا.... بڑا توانا اور تندرست ہے۔!“

عمران نے لیڈی بہرام کے چہرے پر تشویش کے آثار دیکھے اور اسے احمقانہ انداز میں دیکھتا رہا۔

"تم مذاق تو نہیں کر رہے....!" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"آج تک بزرگوں سے مذاق نہیں کیا۔!"

"کیا....؟" وہ جھلا کر چیخی۔ "میں تمہیں بزرگ لگتی ہوں۔!"

"لگتی تو نہیں ہیں.... لیکن میں سمجھتا ہوں۔!"

"میں سچ کہتی ہوں اٹھوا کر پھکوادوں گی۔!"

"صاحب.... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو کس طرح خوش رکھوں۔!" عمران نے بھی بُرا مان جانے کے سے انداز میں کہا۔

وہ خاموش کھڑی پلاسٹک کے بت کو گھورتی رہی چہرے پر تشویش اور ناگواری کے ملے جلے اثرات پائے جاتے تھے۔!

کچھ دیر بعد وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں نے وحیدل کو آج تک نہیں دیکھا۔!"

"پھر آپ ایسے آدمی کو دوائیں کیوں بھیجتی ہیں.... اگر بچ کھائے تو....!"

"کیا وہ تمہیں ایسا ہی آدمی لگا ہے....؟"

"جب تک تجربہ نہ ہو جائے مجھے تو ہر آدمی کالا چور لگتا ہے۔!"

وہ پھر خاموش ہوگئی۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے رہنے کے بعد بولی۔

"عمران....! کیا تم کسی طرح اس کو مجھے دکھا سکو گے۔!"

"ارے دیکھ آیئے نا.... وہ خانو کے چائے خانے میں دن بھر بیٹھا رہتا ہے۔!"

"میں تنہا اس علاقے میں جانا پسند نہیں کرتی۔!"

"اچھی بات ہے....! تو پھر کل چلئے گا.... میرے ساتھ....!"

"لیکن میں نہیں چاہتی کہ مجھے کوئی اس علاقے میں دیکھے۔!"

"ارے تو یہ کون سی بڑی بات ہے.... چوڑی دار پاجامے اور برقعے میں چلئے گا.... نقاب ڈالا اور غائب ہوئیں.... پھر کون دیکھ سکے گا آپ کو....!"

"ہاں.... یہ اچھی تدبیر ہے.... لیکن تمہیں تو وہ دیکھ چکا ہے۔!"

"دیکھ چکا ہے تو کیا ہوا.... ایک بار پھر دیکھ لوں گا۔!"

"نہیں یہ مناسب نہ ہوگا.... خواہ مخواہ اس کے سامنے جانا ٹھیک نہیں۔!"

"کیوں....؟"

"بحث نہ کرو....!" وہ سخت لہجے میں بولی۔

"جی بہت اچھا....!"

وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر کچھ کہنے والی تھی کہ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تو پھر آپ کیلی چلی جایئے میں پتہ بتائے دیتا ہوں.... وہ دروازے ہی کے رخ بیٹھتا ہے آپ باہر سے بہ آسانی یکھ سکیں گی۔!"

"میں نے کہہ دیا نا کہ تنہا نہیں جاؤں گی۔"

"تو پھر کسی ایسے کے ساتھ چلی جایئے جسے وہ پہچانتا نہ ہو۔!"

"یہ بھی ناممکن ہے.... میں اور کسی کو رازدار نہیں بنا سکتی۔!"

"کیوں....؟"

"پھر تم نے بحث شروع کی....!" اس نے آنکھیں نکالیں اور عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔

"میں کہتی ہوں کوئی تدبیر سوچو....!"

"سوچ لی....!"

"کیا سوچ لی....!"

"میں ڈاڑھی مونچھیں لگا کر شیروانی پہن لوں گا اور آپ تو برقعے میں ہوں گی ہی۔ چلے گا۔!"

"ڈاڑھی مونچھیں.... مسخرے معلوم ہوگے.... اگر کسی نے....!"

ارے تو کیا ویسی ڈاڑھی ہوگی.... جس کے بال تاروں میں پروئے جاتے اور جو عینک کی طرح کانوں پر لگائی جاتی ہے۔!"

"پھر کیسی ہوگی....؟"

"فرسٹ کلاس.... بالکل اصلی والی....!"

"بکواس نہ کرو....!"

"ارے جناب! میرے کالج میں ڈرامے ہوتے تھے تو میں ہی میک اپ کرتا تھا سب کے۔!"

"تو وہ اس قسم کی ڈاڑھی....!"

"اور کیا.... گالوں پر سیلوشن لگایا.... بال چپکائے اور پھر قینچی سے مرمت کرلی۔ کالی عینک

لگائی اور وحیدل کا باپ بھی ہمیں نہ پہچان سکے گا۔!“

”اچھی بات ہے کل تمہارا یہ کرتب بھی دیکھ لیں گے۔!“

”ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔!“

”کیا....؟“

”وحیدل کو دیکھے بغیر آپ نے اس بت کا سانچہ کیسے بنالیا تھا....!“

”مجھے خود بھی حیرت ہے.... یہی تو دیکھنا چاہتی ہوں۔!“

”لیکن وحیدل اس بت کی طرح کانا نہیں ہے۔!“

”اچھا اب تم میرا دماغ مت چاٹو....!“

”جی.... بہت اچھا....!“

* * *

دوسری صبح عمران نے بلیک زیرو کی فون کال ریسیو کی.... وہ دوسری طرف سے کہہ رہا تھا۔ جولیا نے ایک ایسے آدمی کی نشان دہی کی ہے جو ہاتھوں پر سفید دستانے پہنے رہتا ہے۔ ایڈگر نام ہے ریسٹ ہاؤز کی مالکہ کا باڈی گارڈ ہے.... ریسٹ ہاؤز ہی میں رہتا ہے۔!“

”ٹھیک ہے.... اس کی نگرانی کراؤ.... ہر وقت....!“ عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

”بہت بہتر جناب....!“

”اور کچھ....!“

”نہیں جناب....!“ دوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

آج اسے لیڈی بہرام کو وہارف کے علاقے میں لے جانا تھا۔

فون کی گھنٹی پھر بجی اور عمران نے ریسیور اٹھالیا۔

دوسری طرف سے پھر بلیک زیرو کی آواز آئی۔ ”میں غالباً یہ بتانا بھول گیا تھا کہ وہ یوریشین ہے۔!“

”اور غالباً تم یہ بھی بتانا بھول گئے ہو کہ وہ ناک ہی سے چھینکتا ہے۔ ایڈیٹ....!“ عمران نے

اور ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

ٹھیک دس بجے وہ ایک اٹیچی کیس سمیت لیڈی بہرام کے نگار خانے میں پہنچ گیا تھا۔ وہیں یک اپ کیا تھا.... اور اٹیچی سے شیروانی نکالی تھی۔

”تم آدمی ہو یا....!“ لیڈی بہرام اسے پر تحسین نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی تھی لیکن جملہ را نہیں کیا تھا۔

”اب کیا وہ مجھے پہچان سکے گا۔!“

”مشکل ہی ہے.... ارے اگر تم نے میرے سامنے ہی بھیس نہ بدلا ہوتا تو میں بھی نہ پہچان کتی....! واقعی تم کمال کے آدمی ہو۔!“

کافی دیر تک وہ مختلف زاویوں سے اس کا جائزہ لیتی رہی۔

”گاڑی تم ہی ڈرائیو کرو گے....؟“

”ڈاڑھی دار ڈرائیونگ لائسنس نہیں ہے میرے پاس....!“

”کون پوچھتا ہے....!“ لیڈی بہرام نے لاپروائی سے کہا۔

”ایسا نہ کہیئے.... ایسے حالات میں کتے تک پوچھ بیٹھتے ہیں....!“

”پھر میں تو برقعہ پہن کر ڈرائیو نہ کر سکوں گی۔!“

”اس وقت تک میں برقعہ پہنے رہوں گا جب تک آپ ڈرائیو کریں گی۔!“

”کیا بات ہوئی....؟“

”بات....!“ عمران اپنی کھوپڑی سہلاتا ہوا بولا۔ ”بات تو میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔ ویسے مجھے قطعی اچھا نہ لگے گا کہ کسی ڈاڑھی دار کو کوئی عورت ڈرائیو کرے۔!“

”تم باتوں میں وقت بہت ضائع کرتے ہو.... اب ہمیں چلنا چاہیئے۔!“

”خیر.... ہم ٹیکسی سے چلیں گے....!“ عمران نے کہا۔

لیڈی بہرام ٹیکسی میں بیٹھ جانے کے بعد بھی نقاب ڈالے رہی۔

”بیگم.... ہم اپنی پان کی ڈبیہ بھول آئے ہیں....!“ عمران ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر بولا اور لیڈی بہرام غصیلے انداز میں کھنکار کر خاموش ہو گئی۔

اس کے بعد عمران خالص لکھنوی طرز میں ڈرائیور کو ہدایات دینے لگا.... وہارف کے علاقے

میں پہنچ کر خانو کے چائے خانے سے تھوڑے فاصلے پر ٹیکسی رکوائی گئی۔

"یہاں ٹیکسیاں مل جاتی ہیں لہٰذا روکے رکھنے سے کیا فائدہ....!" عمران بولا۔

وہ ٹیکسی سے اتر کر چائے خانے کی طرف چل پڑے۔

عمران نے دیکھا وحیدل کھلے ہوئے دروازے سے صاف نظر آرہا ہے۔ وہ آگے بڑھتے رہے۔

عمران آہستہ سے بولا۔ "آپ کا جانا پہچانا چہرہ ہے.... کہئے نظر آیا....!"

"ہاں....!" لیڈی بہرام نے طویل سانس لی۔

"کیا خیال ہے رکیئے گا....!"

"نہیں آگے نکل چلو.... میرے قدم لڑکھڑا رہے ہیں۔!"

"میں سہارا دوں....!"

"نہیں.... ٹھیک ہے....!"

اس کی چال میں ڈگمگاہٹ عمران بھی محسوس کر رہا تھا۔

وہ اسی طرح چلتے ہوئے چائے خانے سے تقریباً ایک فرلانگ آگے نکل آئے۔

"اب یہاں کوئی ڈھنگ کی بیٹھنے کی جگہ ہو تو میں کچھ دیر دم لینا پسند کروں گی۔!"

"اس عمارت کے پیچھے نکل چلئے.... ایک چھوٹا سا کیفے ہے۔!"

وہ چلتے رہے.... زیادہ دور نہیں جانا پڑا تھا۔

کیفے صاف ستھرا ثابت ہوا۔ یہاں کئی چھوٹے چھوٹے فیملی کیبن بھی موجود تھے۔!

ایک خالی کیبن میں وہ بیٹھے۔

"دیکھا آپ نے....!" عمران نے پوچھا۔

لیڈی بہرام نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا کچھ بولی نہیں تھی....اس کے چہرے سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی۔ ہونٹ خشک تھے۔!

"کیا پہلے پانی منگواؤں....؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں....!" وہ کراہی اس 'ہاں' کو کراہ ہی کہنا چاہئے کیونکہ آواز میں زندگی نہیں تھی۔

"کیا طبیعت کچھ خراب ہے۔!" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"یہی سمجھ لو....!" لہجے میں اکتاہٹ تھی۔ "میں نے پانی کے لئے کہا تھا۔!"

عمران نے ویٹر کو اندر بلایا۔

"پہلے پانی.... اور پھر کافی، دو پلیٹ چکن سینڈوچز۔!" اس نے کہا اور ویٹر سر ہلا کر چلا گیا۔

"میں کچھ کھاؤں گی نہیں....!"

"میری تو بھوک چمک اٹھی ہے.... اس خوش گوار دھوپ میں....!" عمران بولا۔ اس کی واز میں چہکار سی محسوس ہوتی تھی۔

لیڈی بہرام سر جھکائے بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا۔ "کیا آپ کو اپنی غلطی پر سوس ہے۔!"

"کیسی غلطی....!" وہ چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"یعنی کہ غلطی سے آپ نے اس بے ہنگم کا مجسمہ ڈھلوا لیا....!"

مضمحل سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی اور اس نے سر ہلا کر کہا۔ "اور کیا.... ی سمجھ لو.... سخت حماقت ہوئی۔!"

"اچھا ہی ہے کہ آپ اس مردود کو کانا رکھتی ہیں.... لیکن میں اس کے خلاف ہوں کہ اس کی نکھ آپ اپنے یعنی کہ وہاں.... وہاں.... رکھے رہتی ہیں۔!"

"کہاں....؟" لیڈی بہرام کی آنکھیں دفعتاً شرارت سے چمکیں۔

"وہیں.... ہیں ہیں ہیں ہیں....!" عمران سر جھکا کر شرمیلے انداز میں ہنسا....!

"ایڈیٹ....!"

"آج تک اس لفظ کے معنی میری سمجھ میں نہیں آئے ورنہ....!"

"ورنہ کیا....؟"

اتنے میں ویٹر کافی اور سینڈوچز.... لے آیا.... بات جہاں تھی وہیں رہ گئی۔

عمران نے خاموشی سے اس کے لئے کافی بنائی.... اور لیڈی بہرام نے اس سے کہا۔

"تم نے دیکھا وہ مردود پانی تو لایا ہی نہیں....!"

"ابھی دیکھتا ہوں....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"نہیں.... ٹھہرو.... ٹھیک ہے....!"

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن اس نے آرڈر پوری طرح کیوں نہیں سنا....!"

"ختم کرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بیزاری سے بولی اور جھک کر کافی کی چسکیاں لینے لگی۔

عمران اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے معلوم کرنا چاہتا ہو کہ لوہا تپ گیا یا نہیں۔

ٹھیک اسی وقت لیڈی بہرام نے بھی سر اٹھایا اور مسکرا کر بولی۔ "کیا دیکھ رہے ہو....؟"

"شانِ خدا....!" جواب ملا۔

"کیا مطلب....؟"

"یعنی کہ آپ کے ہاتھوں ایک ایسے آدمی کا بت ڈھلوا دیا جسے آپ نے دیکھا تک نہ تھا۔!"

"اب ختم بھی کرو اس قصے کو....!"

"نہیں صاحب.... میں تو عرصہ تک عش عش کرتا رہوں گا۔!"

"کاش تم اس عش میں قاف بھی لگا سکو....!"

"قاف.... قاف....!" عمران اس طرح بڑبڑایا جیسے اس کے جملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو پھر مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "سمجھ میں نہیں آیا....!"

"بالکل گدھے ہو.... کبھی سمجھ میں نہیں آئے گا۔!"

"میرے ذہن پر تو وحیدل سوار ہے۔!"

"کیوں....؟ اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو....!"

"پتہ نہیں کیوں اس کی صورت یاد کر کے غصہ آتا ہے۔!"

"کب تک آتا رہے گا۔!"

"جب تک.... جب تک.... اب کیا بتاؤں کہ کب تک آتا رہے گا۔!"

"کوئی اور بات کرو....!"

"اب آپ اس کے بت کو برباد کر دیجئے....!"

"کیوں بھئی.... میں اپنی محنت کیوں ضائع کروں.... بڑی محنت سے سانچہ تیار کر لیا تھا۔!"

"خیر ختم کیجئے.... میں اس کے تصور سے بھی اکتا گیا ہوں!" عمران اپنی کنپٹیاں دبانے لگا۔

"اب تو میں سن کر رہوں گی.... آخر تم کیوں خفا ہو اس سے....!"

"بتا تو دیا کہ وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔!"

"اپنے ذہن کو ٹٹولنے کی کوشش کرو....!"

"یہ فن مجھے نہیں آتا....!"

"کیسا فن....؟"

"ذہن کو ٹٹولنا.... مجھے یہی نہیں معلوم کہ ذہن ہے کہاں....؟ عقلائے یونان کھوپڑی میں ہیں.... لیکن یہ بات میرے پلے نہیں پڑی۔!"

"پھر تمہارا کیا خیال ہے....؟"

"معدے میں ہوتا ہے....!"

"کیا ثبوت ہے....؟"

"ثبوت....! ارے اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ جب بھوک زور سے لگی ہو تو میں کے علاوہ اور کچھ سوچ ہی نہیں سکتا۔!"

"یہ ثبوت ہوا....!" وہ مضحکانہ انداز میں بولی۔

"بالکل....!"

"اوہ.... ہاں.... تو تم وحیدل سے کیوں نفرت کرنے لگے ہو.... مجھ سے کیوں کہا تھا کہ کی دوسری آنکھ بلاؤز کے گریبان میں نہ رکھا کروں....!"

"ارے صاحب.... میرا پیچھا چھوڑیئے.... دو چار گدھوں کی بھی آنکھیں نکلوا کر وہیں رکھا .... میرا کیا بگڑتا ہے۔"

"ہوش میں رہ کر باتیں کیا کرو مجھ سے....!"

"جی ہاں.... ورنہ آپ میری تصویر بنا کر دم لگا دیں گی۔!"

"اس سے بھی زیادہ بُرا برتاؤ کروں گی۔!"

"آج کے بعد سے پھر آپ سے ملتا کون ہے....!"

"نہ مل کر دیکھو....!"

"کیا کریں گی آپ....؟"

"بس دیکھ لینا.... کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے۔!"

"ہائیں تو کیا یہ ڈاڑھی مستقل ہو جائے گی....!" عمران نے ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

"میں تم سے پوچھ کر ہی رہوں گی کہ وحیدل سے کیوں خار کھاتے ہو....؟"

”خار وہ خود کھائے مردود.... میں تو چکن سینڈوچز کھا رہا ہوں.... الحمد للہ....!“

”مجھ سے اڑنے کی کوشش نہ کرو....!“

”پر کاٹ دیجئے....!“

”میرا خیال ہے کہ میں یہی کروں گی....!“

”تصویر بنا کر....!“ عمران نے خوش ہو کر پوچھا۔

وہ کچھ نہ بولی۔! کافی ختم کر چکنے کے بعد بھی اس کے انداز سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اٹھ جانا چاہتی ہو.... نہایت اطمینان سے کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گئی تھی.... اور نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

”ڈاڑھی میں بھی اچھے لگتے ہو....!“ کچھ دیر بعد اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”کاش بیوقوف نہ ہوتے۔!“

”یقین کیجئے لیڈی بہرام آج کے بعد سے پھر کبھی نہ ملوں گا آپ سے....!“

”میں کہہ تو رہی ہوں.... ایسا کر کے دیکھو....!“

”کیا کریں گی آپ....؟“

”یا تو پھر ہر وقت میرے ساتھ رہو گے یا شہر ہی چھوڑ دو گے....!“

”میں شہر چھوڑ دوں گا....!“

”میرے ساتھ نہیں رہو گے....!“

عمران نے نفی میں سر ہلا دیا۔

”اچھا چلو اٹھو....!“ وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

”بل تو لانے دیجئے ویٹر کو....!“

”کاؤنٹر ہی پر ادا کر دیں گے....!“

پھر کاؤنٹر پر بل ادا کر کے وہ باہر آئے تھے.... آدھے گھنٹے تک سرگرداں رہنے کے بعد بھی وہ کوئی ٹیکسی نہ حاصل کر سکے۔

”اب تو میں بُری طرح تھک گئی ہوں....!“ لیڈی بہرام منمنائی۔

”بتایئے میں کیا کر سکتا ہوں....!“

”ارے.... دیکھو.... وہ ایک گھوڑا گاڑی....!“

”کل صبح تک پہنچیں گے....!“ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”ارے روکو اسے....!“

عمران نے گاڑی والے کو آواز دی۔

اس طرح دو میل کا سفر طے ہوا اور اس کے بعد وہ ایک بس اسٹاپ پر اتر گئے۔! یہاں ٹیکسی لیے میں بھی دیر نہ لگی.... عمران نے چاہا تھا کہ وہ وہیں سے الگ ہو جائے۔

”یہ ناممکن ہے....!“ لیڈی بہرام بولی.... ”تمہیں میرے ساتھ چلنا پڑے گا۔!“

”اچھا جناب....!“ عمران نے مردہ سی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

عمارت کے پھاٹک پر پہنچ کر اس نے پھر بھاگنا چاہا۔

”اچھے بچوں کی طرح.... ضد نہیں کیا کرتے....!“ لیڈی بہرام بولی۔ ”تمہیں مزید کچھ ت میرے ساتھ گزارنا ہی پڑے گا۔!“

”مرا بے موت....!“ عمران کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

وہ اسے سیدھا نگار خانے ہی میں لائی تھی اور اس ”بت یک چشم“ کے سامنے اس طرح تن کر زی ہو گئی تھی جیسے اس نے اسے گالی دے کر اس کی انا کو ابھار دیا ہو۔

”تو یہ وحیدل ہے....!“ وہ آہستہ سے بڑبڑائی پھر عمران کی طرف مڑ کر بولی۔ ”یقیناً یہ یدل کوئی اہم شخصیت ہے....!“

”آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں.... میں کیا جانوں....؟“

”تم میرے دوست ہو....!“

”آپ ہی نے بنایا ہے.... ورنہ میری دوستی تو سر بہرام سے تھی۔!“

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... شوہر کا دوست بیوی کا دشمن نہیں ہو سکتا۔!“

”ویسے بیوی عموماً دوستوں کی جان کی دشمن ہوتی ہے....!“

”مذاق نہیں.... میں ایک مسئلے پر سنجیدگی سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔!“

”ضرور کیجئے....!“

”میں چاہتی ہوں کہ تم اس وحیدل کے بارے میں چھان بین کرو....!“

"اچھا....؟" وہ ہونقوں کی طرح منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"اس طرح کہ اسے علم نہ ہونے پائے۔ تمہارے لئے ممکن ہے کیونکہ تم بڑا اچھا میک اپ کر لیتے ہو۔!"

"مگر میں چھان بین کس قسم کی کروں گا۔!"

"اس کا تعاقب کرو اور یہ معلوم کرو کہ کہاں رہتا ہے۔ کس قسم کے لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔!"

"ارے وہ مردود تو ہمیشہ وہیں رہتا ہے.... اس چائے خانے میں۔!"

"دن رات تو بیٹھا رہتا ہوگا.... اپنا ایک دن میرے لئے برباد کرو.... سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔!"

"آخر آپ کیوں معلوم کرنا چاہتی ہیں....؟"

"بس یونہی... اس کیلئے معقول معاوضہ دوں گی لیکن تم اسکا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گے۔!"

"مرتے دم تک نہیں....!"

"تو پھر کرو گے میرا کام....!"

"ضرور کروں گا....!"

"میں تمہاری شکر گزار ہوں گی.... یقین کرو میری دوستی مادی طور پر بھی تمہارے لئے سو
مند ثابت ہوگی میں اچھے دوستوں پر بے تحاشہ خرچ کرتی ہوں۔!"

عمران اس طرح سر ہلاتا رہا جیسے اس کی باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر رہا ہو۔!

"بس اب جاؤ.... میں تمہیں زیادہ بور نہیں کرنا چاہتی.... کل رات مقررہ وقت پر مجھے یہیں ملنا....!"

عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر کو جنبش دی تھی۔!

* * *

میک اپ ریڈی میڈ ہی تھا.... اسلئے عمران کو یقین تھا کہ نظر پڑتے ہی جولیا اسے پہچان لے گی۔ جس وقت وہ ہال میں داخل ہوا تھا ایک میز بھی خالی نہیں تھی۔ جولیا بھی نظر آئی لیکن

ں تھی اس کے ساتھ ایک غیر ملکی بھی تھا۔

عمران نے اس کی میز کی طرف جانا مناسب نہ سمجھا.... سیدھا کاؤنٹر کیطرف بڑھتا چلا گیا۔
ریسٹ ہاؤز کی مالکہ حسابات کے رجسٹر پر جھکی ہوئی تھی.... اس نے سر اٹھا کر عمران کی
ف دیکھا اور پھر ہال میں چاروں طرف نظر دوڑا کر بولی۔ "آپ اس میز پر چلے جایئے
ب.... اس کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔!"

بتائی ہوئی میز پر صرف ایک ہی آدمی تھا۔ عمران اس کا شکریہ ادا کر کے میز کی طرف بڑھا اور
ب پہنچ کر طویل سانس لی۔ کیونکہ یہ وہی آدمی ہو سکتا تھا جس کے لئے وہ یہاں آیا تھا۔ اس کے
ں میں دستانے تھے اور وہ یوریشین ہی معلوم ہوتا تھا۔!

"آپ کی اجازت ہے۔!" عمران نے کرسی کھسکاتے ہوئے کہا۔

"ضرور.... ضرور....!" جواب ملا۔ لیکن لہجہ میں بے تعلقی تھی۔

"نہیں اگر آپ اچھا نہ سمجھیں تو میں کاؤنٹر ہی پر کھڑے ہو کر کھالوں گا۔!"

"میں نے کہہ دیا نا کہ کوئی اعتراض نہیں....!"

"شکریہ.... شکریہ.... تو پھر آپ بھی کھایئے میرے ساتھ....!"

"میں یہاں مہمان نہیں ہوں.... بلکہ یہیں کام کرتا ہوں....!"

"کیا کام کرتے ہیں....!" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"آپ جیسوں کی خبر گیری....!" بے حد تلخ لہجے میں جواب ملا۔ صورت ہی سے بد مزاج
ا معلوم ہوتا تھا۔!

"شکریہ.... شکریہ....!"

ایک ویٹر میز کی طرف آ رہا تھا.... عمران اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"چکن سوپ اور سلائیسیز" اس نے ویٹر سے کہا اور ویٹر "ویری ویل سر!" کہتا ہوا چلا گیا۔

عمران نے پھر ادھر اُدھر کی باتوں سے اس کا دماغ چاٹنا شروع کر دیا۔

"معاف کیجئے گا....!" ایڈگر نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "غالباً آپ یہ بھول گئے ہیں ہم
ل ایک دوسرے کے لئے بالکل اجنبی ہیں۔!"

"ابھی اجنبیت بھی دور ہوئی جاتی ہے.... ہر آدمی دوسرے کے لئے اجنبی ہے۔ لیکن جب

دو آدمی مل بیٹھتے ہیں تو دوسرے دن وہ دوست کہلاتے ہیں۔!“

”دوست بنانے کے معاملے میں بہت محتاط ہوں میں....!“

”یہ تو اور اچھی بات ہے.... محتاط لوگ مجھے بہت پسند ہیں۔!“

”اچھا اب خاموشی سے کھانا کھائیے....!“

ویٹر طلب کی ہوئی چیزیں میز پر لگا رہا تھا۔

”میرے لئے بہت مشکل ہے کھاتے وقت اگر بولتا نہ رہوں تو ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ کوئی موجود نہیں ہوتا تو گاتا رہتا ہے۔“

”میں نے آپ کو یہاں پہلے پہل دیکھا ہے۔!“

”آپ ٹھیک کہتے ہیں میں سردار گڈھ میں رہتا ہوں.... پاگل کتے نے کاٹا تھا جو ادھر چلا آیا.... آثار قدیمہ.... ہونہہ....!“

”خوب....! تو آپ کو یہ سفر پسند نہیں آیا....!“

”ارے کوئی بات بھی ہو! بھلا آثار قدیمہ بھی کوئی دیکھنے کی چیزیں ہیں۔ مجھے تو ان لوگوں پر غصہ آتا ہے جو آثار قدیمہ کے لئے کھدائی کرتے ہیں۔!“

”کیوں غصہ آتا ہے جناب....؟“

”یونہی جناب.... دراصل میں ہی اُلو ہوں....!“

”اعلان کرنے کی ضرورت نہیں....!“ وہ مسکرا کر بولا۔

”جی بہت بہتر.... اب میں خود کو الو بھی نہ کہوں گا۔!“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تو اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے....؟“

”نہیں جناب.... بس.... اب کچھ نہ کہئے.... کہیں جھگڑا نہ ہو جائے میں پردیس میں کسی سے لڑنا پسند نہیں کرتا۔!“

”سال میں کتنے انڈے دیتے ہیں آپ....!“

”جی....!“ عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں پھر اسے باقاعدہ طور پر غصہ آجانے کی ایکٹنگ کرنی پڑی۔

”جی....!“ ایڈگر مسکرایا۔

”میں کھانا ختم کرلوں.... تو پھر بات کروں گا آپ سے....!“

”اتنی دیر میں ہاضمہ نہ خراب ہو جائے گا.... آپ کا....!“

عمران کچھ نہ بولا۔ البتہ وہ جلدی جلدی کھانے لگا تھا۔

کھانا ختم کر کے اس نے ایڈگر کو گھورنا شروع کیا۔ اب تو ایڈگر کے بھی تیور اچھے نہیں تھے۔

”واقعی لڑنا ہے....!“ اس نے پوچھا۔

”بالکل....!“ عمران کا لہجہ سخت تھا۔

”اچھا تو چلو باہر....!“

”باہر کیوں....؟“

”یہاں افرا تفری پھیلے گی.... اور مینجمنٹ کی بدنامی ہو گی۔!“

”اچھا ٹھہرو میں بل ادا کردوں!“ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

”وہ بھی میں ہی ادا کر دوں گا.... بس تم باہر چل کر میرے ہاتھوں مار کھالو....!“

”یہ بات ہے....!“ عمران کے نتھنے پھولنے لگے۔ وہ اٹھ گیا.... اور بولا۔ ”چلو....! میں بھی دیکھوں کتنا کس بل ہے تم میں۔!“

دونوں ہال سے نکل کر برآمدے میں آئے.... پھر پورچ میں اتر گئے۔ ایڈگر نے کہا۔ ”ذرا آگے چل کر زور آزمائی کریں گے ورنہ....!“

بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ عمران کا ریوالور اس کی کمر سے جالگا۔

”یہ ریوالور ہے بیٹے۔!“ اس نے آہستہ سے کہا۔ ”خاموشی سے چلتے رہو.... ورنہ سائلنسر لگا ہوا ہے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی۔!“

”کیا مطلب....!“ ایڈگر چلتے چلتے رک گیا.... لیکن بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

”میں یہیں ڈھیر کر دوں گا.... ورنہ چلتے رہو....!“

”سمجھا.... تم اسی جاگیردار کے آدمی ہو جس سے کل جھگڑا ہوا تھا۔!“

”میں کہہ رہا ہوں چلتے رہو....!“

”چلو....!“ اس نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ ”اگر میں غائب ہو گیا تو اسی سور کے بچے کی گردن پکڑی جائے گی۔!“

وہ پھر چلنے لگا۔

ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی وین کے قریب پہنچ کر عمران نے اس کو رکنے کو کہا اور وہ بڑی بے جگری سے پلٹ پڑا۔ اگر صرف مار ڈالنا ہوتا تو اس وقت عمران نے ریوالور کا ٹریگر ضرور دبا دیا ہوتا۔

ریوالور کو جیب میں ڈالتے ہوئے اسے اس کا ایک گھونسہ برداشت کرنا پڑا۔ عمران کی بجائے اگر کوئی اور ہوتا تو یہ گھونسہ اسے کئی قدم پیچھے لے گیا ہوتا۔

جوابی گھونسہ ایڈگر کی کنپٹی پر پڑا تھا اس کے پیر لڑکھڑا گئے.... دوسرا ٹھوڑی پر پڑا اور وہ دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے ہوئے زمین پر بیٹھ گیا۔

وین کا پچھلا دروازہ کھلا اور کیپٹن خاور نے نیچے اتر کر اسے سنبھال لیا۔

”خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ جاؤ....!“ عمران ایڈگر کو ٹھوکر رسید کرتا ہوا بولا۔

ٹھوڑی پر پڑنے والے گھونسے نے اسے خون تھوکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ خاور نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اسے اٹھایا اور وین کے پچھلے دروازے سے اندر بٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔

”ٹھہرو.... ٹھہرو.... ران پر ایک فائر کئے دیتا ہوں ٹھیک ہو جائے گا۔!“ عمران نے خاور سے کہا اور ایڈگر بوکھلا کر گاڑی میں داخل ہو گیا۔

عمران نے اسٹیرنگ سنبھالا.... اور گاڑی تیز رفتاری سے شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔

عمران نے بلند آواز میں خاور کو مخاطب کر کے کہا۔ ”اگر یہ شور مچانے کی کوشش کرے تو بے دریغ اس کی کنپٹی پر فائر کر دینا۔“

”بہت اچھا....!“ خاور کی آواز آئی۔

گاڑی تیز رفتاری سے شہر کی جانب بڑھتی رہی تھی۔ شہر پہنچ کر اس کا رخ دانش منزل کی طرف ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایڈگر دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں نظر آیا.... وہ تنہا تھا اور بے ہوش۔ خاور نے اسے ہوش میں نہیں رہنے دیا تھا.... اس کی دانست میں عمران کی دھمکی کارگر نہیں ہوئی تھی۔ ایڈگر شور ضرور مچاتا؟

کچھ دیر بعد عمران ساؤنڈ پروف کمرے میں داخل ہوا.... اب وہ میک اپ میں نہیں تھا۔

وہ کسی سیال شے میں روئی تر کر کے ایڈگر کی ناک کے قریب لے گیا.... اور کچھ دیر اسی

ھن میں رہا.... ایڈگر کی آنکھوں کے پپوٹے حرکت کرنے لگے تھے۔ پھر نتھنے بھی پھڑکے آنکھیں آہستہ آہستہ کھلنے لگیں۔

چند لمحے وہ آنکھیں پھاڑ تارہا پھر اٹھ بیٹھا.... عمران پر نظر پڑی۔ اس نے اسے غور سے دیکھا اس کا نچلا ہونٹ پھڑکنے لگا۔

”تت.... تم....!“

”پہچان لیا نا تم نے....؟“

”نن.... نہیں.... میں نہیں جانتا تم کون ہو....!“

”او.... ہو پھر بہک گئے....!“

”میں کہاں ہوں.... مجھے یہاں کون لایا ہے....!“

”میں لایا ہوں.... یہ دیکھو....!“

عمران نے پلاسٹک کی مصنوعی ناک اپنی ناک پر فٹ کر کے اسے دکھائی۔!

”تم کون ہو....؟“

”کیا رام سنگھ نے تمہیں نہیں بتایا تھا کہ میں کون ہوں۔!“

”کون رام سنگھ....!“

”تمہاری لڑکیوں کا دلال.... اور کچھ....؟“

ایڈگر خاموشی سے اُسے گھورتا رہا پھر بولا۔ ”تم کیا چاہتے ہو....!“

”بھلا ایک ایسے شخص سے میں کیا چاہوں گا جو پھانسی پر لٹکایا جانے والا ہو....!“

”کیا مطلب....؟“

”تم قاتل ہو.... رام سنگھ کے قاتل....!“

”یہ بکواس ہے....!“

”اس دن تم ہی اس کے ساتھ تھے جب اس نے میرا تعاقب کیا تھا.... جب تم نے دیکھا کہ ماقابو میں نہیں آؤں گا تو تم اسے قتل کر کے بھاگ گئے تھے۔!“

”سراسر بکواس....!“

”تم اپنے بائیں ہاتھ کا دستانہ گاڑی ہی میں چھوڑ گئے تھے۔!“

عمران نے اس کے چہرے پر مردنی سی محسوس کی.... لیکن اس نے پھر سنبھالا لیا اور مسکرانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ "ہو سکتا ہے.... کبھی گر گیا ہوگا.... ہم دونوں اکثر ساتھ رہتے تھے۔ لیکن پولیس نے تو دستانے کا تذکرہ نہیں کیا۔!"

"میں پولیس نہیں ہوں.... دستانہ میرے پاس ہے....!"

"تم کون ہو....؟"

"وہی جو ماؤلین کو اٹھوا لے گیا تھا۔ تمہاری ساری لڑکیاں اٹھوالوں گا۔ تم لوگوں کے کاروبار کی وجہ سے میرے کاروبار کو دھکا لگا ہے.... اسے میں کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتا۔!"

"اوہ....!"

"تم لوگوں سے پہلے میں ہی آفیسروں کو لڑکیاں سپلائی کرتا تھا۔!"

"وہ تم اب بھی کر سکتے ہو....!" ایڈگر نے خوش دلی کا مظاہرہ کیا۔

"نہیں....!" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔ "تم لوگوں کی موجودگی میں یہ ناممکن ہے۔!"

"میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے لئے آسانیاں فراہم کروں گا۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتا....!"

"تو پھر مجبوری ہے۔!" ایڈگر نے خشک لہجے میں کہا۔

"کوئی مجبوری نہیں... تمہیں صرف ایک تحریر دینی پڑے گی... پھر میں مطمئن ہو جاؤں گا۔!"

"کیسی تحریر....؟"

"ماؤلین کے اغواء سے لے کر آج تک کی کہانی لکھو گے.... اور دستخط کرو گے اپنے۔!"

"کیوں....؟"

"یہ کارڈ اپنے پاس رکھ کر دیکھوں گا کہ میرے لئے کیا کر سکتے ہو۔!"

"اوہ.... تو بلیک میل کرو گے مجھے۔!"

"یقیناً۔ اے شریف آدمی.... !"

"میں اسے کبھی پسند نہ کروں گا۔!"

"تو پھر تمہیں زندگی بھر یہیں قید رہنا پڑے گا یا پھر میں خود ہی تمہیں پھانسی دے دوں گا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ....!"

"رام سنگھ کے قتل کا اعتراف تو تمہیں کرنا ہی پڑے گا.... تم نے محسوس کیا تھا کہ وہ میرے بو میں آجائے گا.... لہٰذا تم اسے قتل کر کے بھاگ گئے۔ قتل یوں کرنا پڑا کہ وہ مجھے تمہارا یا لین کا کوئی بہت بڑا راز بتا دیتا۔!"

ایڈگر نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری.... اور تھوک نگل کر رہ گیا۔

"ہاں تو.... تمہیں تحریر دینی ہی پڑے گی۔!" عمران ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔

"پھر اس کے بعد....؟"

"اس کے بعد جو کچھ بھی ہوگا تمہارے حق میں اچھا ہی ہوگا۔!"

"میں تیار ہوں.... مگر اس کی کیا ضمانت ہے کہ تم اپنے وعدے سے پھر نہ جاؤ گے۔!"

"کیسا وعدہ....؟"

"یہی کہ تحریر لینے کے بعد تم مجھے رہا کر دو گے۔!"

"میں نے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا۔!"

"تو پھر میں تحریر نہیں دے سکتا۔!"

عمران نے بھرپور تھپڑ اس کے گال پر رسید کر دیا.... پہلے وہ ہکا بکا رہ گیا.... پھر جھپٹ پڑا.... جھپٹا کیا تھا بس اپنی شامت کو آواز دے بیٹھا تھا۔ عمران نے اسے گھونسوں پر رکھ لیا.... رکے بغیر تابڑ توڑ مارتا ہی چلا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ مکے برسانے کی مشین ہو۔

دو منٹ کے اندر ہی اندر وہ بے دم ہو کر گر گیا.... لیکن آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اس طرح پلکیں جھپکا رہا تھا جیسے کچھ بھی سجھائی نہ دیتا ہو۔!

عمران خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا.... کبھی کبھی گھڑی بھی دیکھ لیتا۔!

دفعتاً اس نے گونجیلی آواز میں کہا۔ "میں تم سے جو کچھ بھی پوچھوں گا اس کا صحیح جواب دو گے۔ ایڈگر۔!"

ایڈگر نے اس کی طرف سر گھما کر دیکھا لیکن فرش سے اٹھنے کی کوشش نہیں کی۔

"تم جواب دو گے.... ورنہ تمہارے جسم کی ساری ہڈیاں اپنے جوڑوں سے الگ ہو جائیں گی۔!"

"تم مجھ سے کیا پوچھو گے....!" وہ کراہا۔

"جو کچھ بھی پوچھوں....!"

”اگر مجھے معلوم ہوگا تو ضرور جواب دوں گا....!“

لیڈی بہرام کا ریسٹ ہاؤز سے کیا تعلق ہے....؟“

”لل.... لیڈی بہرام....!“

”ہاں... جلد جواب دو ورنہ اگر پولیس کے حوالے کردیا تو ہفتوں بولنے ہی کو ترسو گے۔!“

”تت.... تم کون ہو....؟“

”ایک بہت بڑا بلیک میلر....!“

”لیڈی بہرام ہی ریسٹ ہاؤز کی اصل مالکہ ہے.... لیکن تم اس کے خلاف کوئی ثبوت بہم نہ پہنچا سکو گے۔!“

”ٹھیک.... یہ سچی بات بتائی ہے تم نے....!“

”اب ماؤلین کے بارے میں بتاؤ....!“

”لڑکیوں کے بارے میں بھی وہی بتا سکے گی۔!“

”میں صرف ماؤلین کے بارے میں پوچھ رہا ہوں....!“

”میں نے کہہ تو دیا کہ ساری لڑکیوں کے بارے میں....!“

”بکواس نہیں....!“

”میں کس طرح یقین دلاؤں....!“

”تم نے رام سنگھ کو کیوں مار ڈالا....!“

”میں اسے نہیں مارنا چاہتا تھا.... میں نے تمہارا نشانہ لیا تھا لیکن اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اسی وقت ٹریگر دب گیا۔“

”تم پھر اڑنے کی کوشش کر رہے ہو.... رام سنگھ مجھے ماؤلین کے اغوا کنندہ کی حیثیت سے جانتا تھا.... بھلا تم ماؤلین کی بازیابی کے بغیر مجھے کیسے مار ڈالتے۔!“

”بس پتہ نہیں کیوں میرا دماغ الٹ گیا تھا تمہیں ریوالور کی رینج میں دیکھ کر....!“

”ایڈگر.... تمہیں بتانا پڑے گا.... ورنہ یہیں کہیں تمہاری قبر بھی بن جائے گی۔!“

”تم بلیک میلر ہو....!“

”ہاں....!“ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

”بلیک میلر کسی راز کی قیمت چاہتا ہے.... لہٰذا تم قیمت مقرر کر سکتے ہو میں تمہیں یہ لکھ کر دے سکتا ہوں کہ رام سنگھ میری گولی سے ہلاک ہوا تھا۔!“

”مجھے صرف ماؤلین سے دلچسپی ہے....!“

”اور وہ تمہارے قبضے میں بھی موجود ہے۔!“

”بالکل ہے....!“

”بس تو رکھو اسے اپنے پاس اور اسی سے پوچھ لو.... میں تو کچھ نہیں جانتا۔!“

”اچھی بات ہے.... تو اب میں تمہیں بھی اپنے ہی پاس رکھوں گا۔!“

”اس سے کیا فائدہ ہوگا....!“

”تو ماؤلین ہی سے کیا فائدہ پہنچ رہا ہے۔!“

ایڈگر کچھ نہ بولا۔

* * *

اؤلین بہت خوش تھی۔ لیکن صفدر محسوس کرتا تھا جیسے اس نے وہ خوشی اپنے اوپر زبردستی لاد ہو۔ ویسے وہ اب اپنی موجودہ حالت کے بارے میں قطعی گفتگو نہیں کرتی تھی۔ ایسا لگتا جیسے سال سے اسی کے ساتھ رہتی آئی ہو۔!

لبتہ شام ہوتے ہی کچھ بے چین سی نظر آنے لگتی۔ اس کا حل صفدر نے یہ نکالا تھا کہ رات ں مختلف تفریح گاہوں کے چکر لگائے جائیں۔

ں وقت رات کے نو بجے تھے اور نیو مون کلب کے ہال میں بیلے ڈانس ہو رہا تھا۔ تین مصری ا اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔

ائے اسپاٹ لائٹ کے اور کوئی روشنی ہال میں نہیں تھی۔

قص کرنے والیوں کے ساتھ ہی ساتھ تینوں اسپاٹ لائٹیں بھی گردش کر رہی تھیں۔

شائیوں پر بھی روشنی پڑ جاتی۔ ایسے ہی ایک موقع پر ماؤلین بُری طرح چونکی تھی اور پھر اس ی ہوئی آواز میں کہا۔ ”چلو اٹھو.... جلدی.... میرے خدا.... اٹھو بھی۔!“

یوں کیا بات ہے....؟“ صفدر نے پوچھا۔

اتوں میں وقت نہ گنواؤ.... ورنہ پچھتاؤ گے۔!“

"آخر کچھ بتاؤ بھی تو....!" صفدر جھنجھلا گیا۔

"خطرہ ہے.... یہاں ہمارے لئے.... خدارا بحث نہ کرو۔!"

"اچھا.... چلو اٹھو....!"

وہ دونوں اٹھ کر اپنے لئے راستہ بناتے رہے۔ ہال میں بہت بھیڑ تھی.... میزوں کے درمیان بھی لوگ کھڑے ہوئے تھے۔

صدر دروازے کا پردہ ہٹا کر وہ باہر نکلے! ماؤلین کی رفتار بہت تیز تھی سب سے پہلے سامنے پڑنے والی ٹیکسی میں وہ بیٹھ گئی۔

"آخر کہاں چلنا ہے....؟" صفدر بھی اس کے قریب بیٹھتا ہوا بولا۔

"کہیں بھی چلو.... پہلے تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کوئی ہمارا تعاقب تو نہیں کرتا۔!"

"وہم تو نہیں ہوا تمہیں۔!"

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔!" ماؤلین نے کہا اور مڑ کر گاڑی کے عقبی شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔

سڑک سنسان تو نہیں تھی.... پیچھے دور تک گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں نظر آ رہی تھیں۔

دفعتاً وہ بولی۔ "ہاں.... ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔!"

"کیا کوئی جانا پہچانا چہرہ ہے....!" صفدر نے پوچھا۔

"نہ ہوتا تو کیسے کہہ سکتی تھی۔!"

"مجھے بھی بتاؤ....!"

"وہ دیکھو.... موٹر سائیکل پر سیاہ سوٹ والا....!"

"تو یہ تمہارے ان خطرناک دوستوں میں سے ہے جن کا تذکرہ تم کرتی ہو....!"

"ہاں....!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہوئی۔!" صفدر خوش ہو کر بولا۔

"کیا اچھی بات ہوئی۔!"

"اب میں انہیں دیکھ لوں گا....!"

"ارے اس چکر میں نہ پڑو۔ اپنی جان بچانے کی کوشش کرو۔!"

"اب ہم گھر واپس چلیں گے۔!"

"ایسی حماقت نہ کرو صفدر....!"

"بس دیکھتی جاؤ....!" صفدر نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور سے ساحل والے ہوٹل کی طرف چلنے وکہا۔ پھر ماؤلین سے پوچھا۔ "کیا تم نے اسے پہلی بار دیکھا ہے۔!"

"ہاں اچانک نظر پڑ گئی ہے۔!"

"پھر ہو سکتا ہے.... وہ ہمارے ہٹ سے واقف ہو....!"

"میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی۔!"

"خیر.... تم فکر نہ کرو....!"

"میں کہتی ہوں ہٹ کی طرف نہ چلو.... کیوں نہ ہم یہ رات کہیں کھلے ہی میں گزار دیں۔!"

"اوہ تم چلو تو.... میں بھی غافل نہیں رہا ہوں۔ تم رات کو سکون سے سو بھی سکو گی۔!"

"آخر کس طرح....!"

"میرے کسی نہ کسی آدمی نے بھی یقینی طور پر تعاقب کرنے والے کو دیکھا ہی ہوگا۔!"

"اور اگر نہ دیکھا ہو تو.... میں کہتی ہوں خطرہ مول نہ لو....!"

"فکر نہ کرو.... میری دوست.... مجھ پر اعتماد کرو.... میں نے اس کے احکامات کو نظر انداز ہیں کیا تھا۔ شروع ہی سے سوچتا رہا ہوں کہ اگر ایسی اچانک کسی سچویشن سے دوچار ہونا پڑا تو کیا روں گا۔!"

"کیا کرو گے.... مجھے بھی تو بتاؤ....!"

"ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا.... پہلے مجھے ہٹ میں داخل ہونا پڑے گا۔!"

"کیوں....؟"

"یہ بھی تو معلوم کرنا ہے کہ میرے کسی آدمی کو اس تعاقب کا علم ہے یا نہیں۔!"

"وہ ہٹ میں کیسے معلوم ہوگا۔!"

"کامن سینس کی بات ہے۔ کوئی نہ کوئی ہٹ میں موجود ہوگا اور مجھے اس کی اطلاع دے گا۔!"

"یہ بھی تو سوچو کہ اگر ہٹ میں میرے ہی کسی دوست سے ملاقات ہو گئی تو کیا ہوگا۔!"

"اب میں اتنا مجبور نہیں ہوں کہ میری عدم موجودگی میں میرے آدمیوں کے علاوہ کوئی اور ھی داخل ہو سکے۔!"

"اچھی بات ہے....!" ماؤلین نے طویل سانس لی اور سیٹ کی پشت گاہ سے ٹک گئی۔!

صفدر نے بالکل ہٹ کے سامنے گاڑی رکوائی تھی۔ تعاقب کرنے والی موٹر سائیکل آگے بڑھتی چلی گئی۔

"میں بہت پریشان ہوں صفدر.... تم خطرے میں ہو.... اچھا میں یہاں اتری جاتی ہوں.... تم واپس جاؤ....!"

"اچھا نہ میری نہ تمہاری.... ایسا کرو کہ پہلے صرف تم ہی اندر جاؤ.... اگر تم فوراً ہی واپس آگئیں تو میں سمجھوں گا کہ یا تو ہٹ خالی ہے یا میرا کوئی آدمی موجود ہے اور اگر تمہیں دیر ہو گئی تو پھر میں سوچوں گا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

ماؤلین کسی قدر ہچکچائی تھی لیکن پھر ہٹ میں داخل ہو گئی تھی۔ صفدر ٹیکسی میں بیٹھا رہا تھا۔

دفعتاً اس نے دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ سنی.... اور ہولسٹر پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ ماؤلین قریب آکر ہانپتی ہوئی بولی.... "وہاں.... وہاں.... تو ایک لاش ہے۔!"

"لاش.... کس کی....! کیسی لاش....؟"

"تمہارا ہی آدمی ہے.... وہی جو اس رات آیا تھا....!"

"وہ.... یعنی کہ وہ....!" صفدر ہکلایا۔

"ہاں.... ہاں.... وہی جو مجھے ریسٹ ہاؤز سے لایا تھا۔!"

"اوہ....!" صفدر ٹیکسی سے اتر کر ہٹ کی طرف جھپٹا ہی تھا کہ ماؤلین نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"یہ ناممکن ہے ماؤلین.... اب تو تم گاڑی میں بیٹھی رہو.... لیکن میں دیکھتا ہوں۔!"

"صفدر خدا کے لئے....!"

لیکن اتنی دیر میں صفدر اس سے ہاتھ چھڑا کر ہٹ میں داخل ہو چکا تھا۔

مگر لاش؟ اگر لاشیں چیونگم کا پیکٹ پھاڑتی ہوئی نظر آسکتیں تو اسے یقیناً عمران کی لاش باور کیا جاسکتا تھا.... وہ تو مسکرایا بھی تھا.... اور صفدر کو آنکھ بھی ماری تھی۔ صفدر جھنجھلا گیا۔

"آخر اس کا کیا مطلب ہے....؟"

"آنکھ مارنے کا....!" عمران نے پوچھا۔

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں....!"

"اور میں بہت جلدی میں ہوں.... آؤ میرے ساتھ....!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر ہٹ ے عقبی دروازے کی طرف بڑھا۔

"یعنی کہ....وہ....!"

"شٹ اپ....!" عمران اسے کھینچتا ہوا عقبی دروازے کی طرف بڑھتا رہا۔

بلآخر وہ باہر گلی میں آنکلے.... یہاں ایک موٹر سائیکل موجود تھی۔

"چلو بیٹھو پیچھے....!" عمران سیٹ پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"یعنی.... تو اسے یہیں چھوڑ جائیں گے۔!"

"نہیں.... نہیں.... ابھی باجے گاجے کے ساتھ واپس آکر اسے بھی لے چلیں گے۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا۔!"

"بیٹھو....!" عمران غرایا۔

صفدر شدید ترین جھلاہٹ میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی اس کے کہنے کے خلاف نہ کر سکا۔ موٹر سائیکل فراٹے بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ صفدر غصے کی زیادتی کی بناء پر بالکل خاموش تھا۔

ر موٹر سائیکل دوسری جانب والے ساحل پر رکی تھی.... اور عمران نے صفدر کو اترنے ئے کہا تھا۔

یں نہیں سمجھ سکتا....!" اس نے ایک بار پھر کچھ کہنے کی کوشش کی۔

وں.... ہوں.... ٹھیک ہے.... وہ دیکھو سامنے لانچ ہے.... اس میں جاکر سعادت مند طرح بیٹھ جاؤ....!"

نی اس کا یہ مطلب ہے کہ....!"

ا غارت کرے تمہارے جیسے کو.... میں کہتا ہوں جاکر لانچ میں بیٹھ جاؤ....!"

ما اسے دھوکہ نہیں دے سکتا عمران صاحب....!"

ب.... باش.... تو کورس مکمل کر لیا تم نے....!"

کہتا ہوں....!"

میں کہتا ہوں کہ خاموشی سے لانچ میں جا بیٹھو....!"

"وہ باہر ٹیکسی میں میرا انتظار کر رہی ہو گی۔!"

"ٹھیک ہے جو کچھ کر رہی ہو گی وہ خود ہی کر رہی ہو گی.... تمہارا معدہ کیوں چوپٹ ہو رہا ہے۔ جلدی کرو وقت کم ہے۔!"

صفدر کا دل چاہ رہا تھا کہ عمران کو سمندر میں دھکیل کر خود ہوٹل کی طرف بھاگ نکلے۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکا.... کیونکہ شکرال والے عمران کا تصور اس کے ذہن سے ابھی تک نہیں نکل سکا تھا۔ عمران نے موٹر سائیکل کو ساحل ہی پر چھوڑا تھا.... اور وہ دونوں لانچ میں بیٹھ گئے۔

لانچ کے حرکت میں آجانے کے بعد صفدر نے پوچھا تھا "کیا مجھے یہ بھی نہ معلوم ہو سکے گا کہ اب میں کہاں لے جایا جا رہا ہوں۔!"

عمران بڑی گھمبیر آواز میں بولا۔ "مجھے احساس ہے کہ تم پر بڑا ظلم ہوا ہے۔!"

"اب آپ اس بات کو اور زیادہ الجھا رہے ہیں۔!"

"نہیں کبھی کبھی مجھے دوسروں کے بارے میں سوچنا ہی پڑتا ہے.... اس دوران میں تمہیں بھی اس سے ہمدردی ہو گئی ہو گی۔!"

"اسے بھی ہو گئی تھی مجھ سے.... اس وقت اپنے آدمیوں میں سے کسی کو دیکھا تھا اور مجھے فوراً مطلع کر دیا تھا۔ ہم جہاں بیٹھے تھے وہاں سے اٹھ گئے تھے یہ اسی کی تجویز تھی۔!"

صفدر کو کھانسی آگئی اور جملہ پورا نہ کر سکا۔

"کیسی تجویز....؟"

"اندازہ کیا جائے کہ اس نے بھی ہمیں دیکھ لیا ہے.... یا نہیں ٹیکسی کر کے ایک دوسر تفریح گاہ کی طرف چلے تھے.... اور اس نے مجھے بتایا تھا کہ ایک موٹر سائیکل سوار تعاقب کرر ہے.... یہ وہی آدمی تھا جسے اس نے کلب میں دیکھا تھا.... میں نے کہا کہ ہمیں ہٹ میں واپ چلنا چاہئے.... لیکن وہ کہتی رہی کہ نہیں ہمیں کہیں کھلے میں رات گزارنی چاہئے۔!"

"تم ہٹ میں کیوں واپس آنا چاہتے تھے۔!"

"آپ کے کہنے کے مطابق مجھے اطمینان تھا کہ میرے ساتھی بھی غافل نہ ہوں گے۔ انہیں بھی اس تعاقب کا علم ہو گیا تھا.... لہٰذا ان میں سے کوئی نہ کوئی مجھے ہٹ میں ضرور ملے گا.... او اس سے مجھے یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔!"

"خوب....!" عمران سر ہلا کر رہ گیا۔

"لیکن.... میری سمجھ میں نہیں آتا....!" صفدر سر جھکا کر پیشانی مسلنے لگا۔

"سیدھی سی بات ہے جس وقت تم دونوں وہاں پہنچے تھے میں ہٹ کے اندر موجود تھا۔ میں نے تم دونوں کی پوری گفتگو سنی تھی.... وہ اندر آئی تو اس نے میری لاش دیکھی.... یہ میں نے س لئے کیا تھا اب تم اندر آؤ۔ ظاہر ہے کہ تم تنہا ہی آتے.... اور ایسا ہی ہوا بھی۔ لہٰذا اب دیکھ ؤ.... آج رات تم اپنے بنگلے میں چین کی نیند سوؤ گے۔!"

"لیکن.... وہ.... وہ....!"

"اسے اب جہنم میں جھونکئے صفدر صاحب.... آپ اپنا پارٹ ادا کر چکے۔!"

"اچھا.... اب ختم کیجئے.... یہ باتیں.... میرا سر چکرا رہا ہے.... وہ جیسی بھی ہو اس میں نسانیت کی تڑپ ابھی باقی ہے۔!"

"تم صرف ایک سیکریٹ ایجنٹ ہو.... اسے نہ بھولو....!"

"میں آدمی بھی ہوں.... عمران صاحب.... ماؤلین کی زندگی میں ایک زبردست انقلاب آیا ہے.... اس کی پوری شخصیت بدل کر رہ گئی ہے۔!"

"اے تم تو مجھ سے بھی زیادہ بے وقوف معلوم ہوتے ہو....!"

"عمران صاحب میں بہت دکھی ہوں....!"

"اے خاموش رہو ورنہ ٹھنڈے پانی میں ایک غوطہ دوں گا۔ طبیعت صاف ہو جائے گی۔!"

فدر کچھ نہ بولا.... بُرا سا منہ بنائے ہوئے سگریٹ کیس میں سے سگریٹ نکالنے لگا۔

"تم آخر اس کے بارے میں کیا جانتے ہو....!" عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"میں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتا کہ وہ اپنے ماحول سے اکتائی ہوئی ایک باضمیر لڑکی ہے۔!"

"بہت اچھے.... غالباً اس نے تمہیں اس ٹرانس میٹر کے بارے میں ضرور بتایا ہو گا جو لاکٹ لی شکل میں ہر وقت اس کی گردن میں پڑا رہتا ہے۔!"

"نہیں اس کی اطلاع مجھے آپ ہی سے ملی تھی.... اور میں نے اس کے بارے میں چھان بین لرنے کی بھی کوشش نہیں کی....!"

"تم نے عقل مندی کا مظاہرہ کیا ہے ایسا کر کے.... حقیقت یہ ہے صفدر صاحب وہ خود یہ

معلوم کرنا چاہتی تھی کہ آپ کیا بلا ہیں.... اگر وہ اپنی موجودہ زندگی سے تنگ آئی ہوئی تھی تو اپنے بارے میں آپ کو سب کچھ بتا کر آپ سے فلاح کی راہ پوچھتی۔!"

"اسے چھوڑیئے.... آپ بتائیے کہ آپ یہ سب کچھ کیوں کرتے رہے ہیں۔!"

"میں سوچتا ہوں کہ تمہیں بتا ہی دوں تاکہ سکون سے کام کر سکو.... ایکس ٹو کی پوری ٹیم میں تمہارے علاوہ میں کسی اور پر اعتماد نہیں کرتا۔!"

صفدر کچھ نہ بولا.... اس نے سگریٹ کے دو تین گہرے گہرے کش لئے تھے اور اندھیرے میں گھورے جا رہا تھا۔

موٹر لانچ کی رفتار خاصی تیز تھی۔

"تمہیں میرا گونگا ڈرائیور یاد ہے نا....!"

"ہاں.... ہاں.... میں آپ سے اس معاملے کے بارے میں بھی معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے موقع نہ مل سکا۔!"

"وہ ایک دوست ملک کی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے۔ سوئیڈن سے ماؤلین کا تعاقب کرتا ہوا یہاں آیا تھا.... لیکن یہاں پہنچ کر اس نے اس کا سراغ کھو دیا۔ میں ان دنوں دوسرے چکر میں تھا.... کسی نہ کسی طرح سر بہرام تک پہنچنا چاہتا تھا۔ اس کے لئے ایک بہت پرانی گاڑی فراہم کی تھی اور شہر میں اس کی پبلسٹی کرتا پھر رہا تھا.... ٹھیک اسی زمانے میں ایکس ٹو نے وہ گونگا بھی میرے سر منڈھ دیا تاکہ میں ماؤلین کی تلاش میں اس کی مدد کر سکوں....! میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اسے ڈرائیور بنا کر گاڑی کی پبلسٹی بھی کرتا رہوں اور ماؤلین کی تلاش بھی جاری رہے۔!"

"کیا وہ واقعی گونگا ہے۔!"

"نہیں.... اردو نہیں بول سکتا اس لئے میں نے اسے گونگا بنا دیا تھا۔!"

"وہ ماؤلین کا تعاقب کیوں کر رہا تھا....!"

"اس لئے کہ وہ ایک جنگ باز ملک کا سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس کے ملک کے بعض مفادات کو دوسرے ممالک میں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی رہی تھی۔ بہر حال یہاں ہمارے ملک میں اس کی موجودگی ہمارے لئے بھی باعث تشویش ہے کیونکہ وہ جس ملک سے تعلق رکھتی ہے ہمارا کھلا ہوا دشمن تو نہیں ہے لیکن ہمیں اپنے اقتصادی جال میں جکڑنا چاہتا ہے تاکہ ہم اس کے جنگی

موبوں میں خام مواد کی طرح استعمال کئے جا سکیں۔!"

"تو پھر آپ کو کیسے علم ہوا تھا کہ ماؤلین ریسٹ ہاؤز میں موجود ہے۔!" صفدر نے پوچھا۔

"یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ میں پہلے سے جس معاملے میں الجھا ہوا تھا اس کا تعلق بھی اسی ے نکل آیا۔"

"اس معاملے کے بارے میں ابھی تک آپ نے کچھ نہیں بتایا۔!"

"تم پہلے ایک سگریٹ اور پی لو.... پھر میں بتاؤں گا.... اے کیوں اپنے پھیپھڑوں کا ستیاناس رہے ہو.... انہیں پیسوں کا بناسپتی گھی اور نقلی دودھ استعمال کیا کرو تاکہ وقت سے پہلے بینائی ی رہے۔!"

"آپ پھر بہکنے لگے.... خدارا مجھے مطمئن کیجئے.... ورنہ....!"

"ورنہ کیا ہوگا....؟"

"کچھ بھی نہ ہوگا....!" صفدر مردہ سی آواز میں بولا۔

"اب آئے ہو راہ پر.... اچھا تو سنو.... لیڈی بہرام کے بارے میں سنٹرل انٹیلی جنس کو لاع ملی کہ وہ اعلیٰ آفیسروں کو لڑکیاں سپلائی کرتی ہے۔ یہ بات تمہارے ایکس ٹو تک بھی پہنچی شاید اسے سوچنا پڑا کہ وہ حصول زر کے لئے تو ایسا کر نہیں سکتی کیونکہ ایک بڑے مال دار رانے سے تعلق رکھتی ہے کوئی اور ہی علت ہو سکتی ہے لہٰذا اس نے اپنی لائینوں پر کام شروع یا۔ تم جانتے ہو کہ ایسے اوٹ پٹانگ معاملات میں اسے میری ہی یاد ستاتی ہے۔ بہر حال مجھے ی بہرام کے سلسلے میں چھان بین کرنی پڑی اور میری رسائی اس ریسٹ ہاؤز تک ہوئی.... ں پہنچنا تھا کہ ماؤلین بھی وہیں موجود ملی.... گونگے نے اسے پہچان لیا.... وہاں اس کی ودگی اس بات کی دلیل تھی کہ ایکس ٹو کے خدشات غلط نہیں تھے۔ لیڈی بہرام کسی غیر ملکی رٹ ایجنسی کی آلہ کار بنی ہوئی تھی.... لڑکیوں کے ذریعہ اعلیٰ آفیسروں سے حکومت کے راز مل کرتی تھی یا لڑکیوں کے آفیسروں تک پہنچنے کا ذریعہ تھی جو آفیسروں سے راز حاصل کے بالا بالا کسی اور تک پہنچاتی رہی ہوں۔!"

عمران نے کچھ دیر خاموش رہ کر اسے رام سنگھ اور ایڈگر کے بارے میں بھی بتاتے ہوئے "اس طرح میں اس حقیقت تک پہنچ سکا کہ لیڈی بہرام ہی اس ریسٹ ہاؤز کی اصل مالکہ تھی۔

کاؤنٹر پر بیٹھنے والی غیر ملکی عورت دراصل منیجر کی حیثیت رکھتی ہے۔!"

"لیکن.... سنئے تو سہی.... یہ بات بھی تو پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ لیڈی بہرام یہ دھندا حصول زر کے لئے بھی کرتی ہے۔!"

"وہ کس طرح....؟"

"ارے یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی رسائی ایک گاہک کی حیثیت سے ماؤلین تک کیونکر ہو سکتی۔ آپ تو ایک عام گاہک کی حیثیت سے رام سنگھ دلال کے ذریعہ ریسٹ ہاؤز پہنچے تھے۔"

"اس دھندے کا علم لیڈی بہرام کے فرشتوں کو بھی نہیں.... یہ دھندا ایڈگر اور کاؤنٹر والی عورت کی ملی بھگت سے ہوتا ہے۔ آمدنی وہ سب آپس میں تقسیم کر لیتے تھے۔ لیڈی بہرام کو اس کا علم ہو جاتا تو ایڈگر اور کاؤنٹر والی عورت دونوں ہی ختم کر دیئے جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ ایڈگر نے رام سنگھ کو مار ڈالا کیونکہ وہ قطعی طور پر باہر کا آدمی تھا.... یعنی غیر ملکی جاسوسوں کی اس بھیڑ سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔!"

"تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ ایڈگر اور کاؤنٹر والی عورت لیڈی بہرام کے اس مشن سے واقف ہیں۔!"

"قطعی طور پر واقف ہیں.... اور اب میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ لیڈی بہرام آخری شخصیت نہیں ہے بلکہ وہ اور کسی کو جواب دہ ہے۔ اور جس کے لئے کام کر رہی ہے وہ بھی کہیں آس پاس ہی پایا جاتا ہے۔ ایک بہت بڑا گروہ ہے جسکے افراد مختلف قسم کے کام سرانجام دے رہے ہیں۔!"

"سر بہرام کے بارے میں کیا خیال ہے۔!"

"اپنی نوعیت کا ایک خبطی ہے.... اور ایک خبط ہی کی وجہ سے اس تک رسائی ہو سکی۔ اس تک رسائی نہ ہوتی تو لیڈی بہرام تک پہنچنا بھی مشکل ہی ہوتا۔ اسے بہت زیادہ پرانی کاریں جمع کرنے کا خبط ہے.... منہ مانگے داموں پر خریدتا ہے ایسی گاڑیاں.... لہٰذا میں نے بڑی دشواریوں سے سنہ اٹھائیس کی ایک فورڈ کار حاصل کی تھی.... ایسے راستوں سے گزرتا تھا کہ سر بہرام سے یقینی طور پر مڈبھیڑ ہو جائے۔!"

عمران چند لمحے خاموش رہ کر اسے بتانے لگا کہ کس طرح سر بہرام سے ملاقات ہوئی تھی۔!

"ماؤلین کا معاملہ پھر رہ گیا....؟" صفدر بولا۔

"اب اسی کے بارے میں بتاؤں گا.... ماؤلین تو کسی نہ کسی طرح ہاتھ لگ گئی تھی لیکن یہ بھی

معلوم کرنا تھا کہ اس کی پشت پر کون لوگ ہیں.... اور وہ یہاں کس مشن پر آئی ہے۔ اس کے ں ٹرانس میٹر کی موجودگی کا بھی علم مجھے ہو چکا ہے.... لہٰذا میں نے سوچا اس کو اور تمہیں بے ش کر کے موبار پہنچا دیا جائے.... ایک طرف ریسٹ ہاؤز سے اس کی گم شدگی کی خبر مشتہر گی اور دوسری طرف وہ اپنے ٹرانس میٹر کے ذریعہ اپنے حواریوں کو اطلاع دینے کی کوشش ے گی.... کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہے۔ وہ لوگ اس کی تلاش میں نکلیں گے.... اگر بار تک پہنچ گئے تو پھر ان کا ہماری نظروں میں آجانا یقینی ہوگا.... یہی وجہ تھی کہ میں نے ہیں زیادہ سے زیادہ سیر و تفریح کا مشورہ دیا تھا.... پھر دیکھا تم نے.... آج آخر کار میری اسکیم آور ہو ہی گئی۔ اپنے لوگ ان کی نگرانی کر رہے ہوں گے.... اس گروہ کے دو چار آدمی بھی ر میں آگئے تو پھر پورے گروہ کا قلع قمع آسانی سے ہو سکے گا.... کیا سمجھے.... اور ماؤلین کو تو دانش منزل کی حوالات میں قیام کرنا پڑے گا۔!"

"کیوں....؟"

"یہ بے حد ضروری ہے.... ماؤلین کے اغواء کنندہ کی حیثیت سے مجھے دو آدمی جانتے .... رام سنگھ اور ایڈگر.... رام سنگھ مر چکا ہے.... اور ایڈگر.... دانش منزل کی حوالات ہے۔ اب رہ گئی ماؤلین جو مجھے اور تم کو پہچانتی ہے.... اسے بھی حوالات ہی سے دوچار ہونا ے گا.... اور کیوں نہ تمہیں بھی وہیں بند کر دیا جائے۔!"

"کیوں....؟ مجھے کیوں....؟" صفدر نے ڈھیلی ڈھالی ہنسی کے ساتھ پوچھا۔

"ماؤلین کے بعض حواریوں کی نظر میں تم آ ہی گئے ہو گے.... لہٰذا اب تمہیں بھی آرام ہی نا چاہئے۔ ٹھیک ہے تمہارا کام بالکل ختم.... جب تک میں اطلاع نہ دوں گھر سے باہر نہ نکلنا!"

"کس قدر بھگائیں گے آپ مجھے۔!"

"مجبوری ہے صاحب زادے.... میں بہت احتیاط سے کام لے رہا ہوں۔!"

کچھ دیر کے لئے وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے.... پھر صفدر نے کہا۔ "پتہ نہیں اب وہاں ورت حال کیا ہو....!"

"سامنے کی بات ہے جب تم ہٹ سے برآمد نہ ہوئے ہو گے تو وہ پھر اندر گئی ہو گی.... اور ان صاف پا کر اسے پہلے تو اچنبھا ہوا ہو گا پھر سمجھی ہو گی کہ تم ڈر کر بھاگ گئے۔!"

”لیکن آپ کی لاش....!“ صفدر ہنس کر بولا۔

”لاش بھی اٹھالے گئے ہوں گے.... پوچھ گچھ سے بچنے کے لئے....!“

”کیا ہٹ کا چوکیدار آپ کی نشان دہی نہ کرے گا۔!“

”کیا نشان دہی کرے گا.... شائد اس کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو کہ وہ کس کا ملازم ہے وہ بے چارہ تو سیٹھ صاحب کے اس کارندے کی بھی نشاندہی نہ کر سکے گا جس کے ہاتھوں سے ہر ماہ تنخواہ پاتا ہے۔!“

”بہر حال آپ اسے نہ تسلیم کریں گے کہ آپ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔!“

”غلطیاں تسلیم نہیں کی جاتیں بلکہ بھگتی جاتی ہیں۔!“

”دیکھنا ہے کس طرح آپ کو بھگتنا پڑتا ہے....!“

”ضرور دیکھنا....!“ عمران نے کہا اور ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

”لیکن.... وہ.... میرا مطلب ہے.... ماؤلین....!“

”ہزار جان سے تم پر عاشق ہو گئی تھی....!“

”میری بات سمجھنے کی کوشش کیجئے....!“ صفدر جھنجلا گیا۔

”تم یہی بتانا چاہتے ہو نا کہ بالکل مہاتما بدھ کے سے انداز میں گفتگو کرنے لگی تھی۔!“

”یہی سمجھ لیجئے....!“

”میں کہتا ہوں.... وہ صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ تم حقیقتاً کون ہو! کسی دوسری تنظیم سے تو تعلق نہیں رکھتے.... اور کوئی خاص بات نہیں تھی فرزند.... اگر تمہیں عشق ہی کرنا ہے تو دوسری مہیا کر دوں گا۔!“

”کہاں کی اڑا رہے ہیں....!“ صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

”میں اونگھ رہا ہوں.... شائد.... لاحول ولا....!“ عمران نے کہا۔ اپنی ران میں چٹکی لی اور ”سی“ کر کے رہ گیا۔

بندرگاہ کی روشنیاں نظر آنے لگی تھیں۔ صفدر نے طویل سانس لی اور آنکھیں ملنے لگا۔

◆

پچھلی رات صفدر کو اس کے بنگلے تک پہنچا کر عمران رانا پیلس واپس آگیا تھا.... بے خبری کی نیند آئی تھی.... اور صبح نو بجے تک سوتا رہا تھا۔ شاید نو بجے بھی آنکھ نہ کھلتی اگر ٹیلی فون نے شور نہ مچایا ہوتا۔

دیر سے گھنٹی بج رہی تھی۔ اس نے آنکھیں ملتے ہوئے ریسیور اٹھایا۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو کہہ رہا تھا۔ ”آپ کی ہدایت کے مطابق جولیا ریسٹ ہاؤز سے واپس آگئی ہے۔!“

”دوسری طرف کا کیا بنا....!“ عمران نے پوچھا۔

”آپ لوگوں کی روانگی کے بعد وہ پھر ہٹ میں داخل ہوئی تھی اور وہاں سے ٹرانس میٹر پر اپنے آدمیوں کو مطلع کیا تھا کہ صفدر فرار ہو گیا.... اس نے یہ بھی بتایا کہ صفدر کے اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے ہٹ میں اس آدمی کی لاش دیکھی تھی.... جو اسے ریسٹ ہاؤز سے اٹھا لایا تھا۔ دوسری بار جب وہ ہٹ میں داخل ہوئی تو وہاں نہ صفدر ملا اور نہ ہی وہ لاش۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ صفدر کے اندر داخل ہونے کے کچھ دیر بعد اس نے ہٹ کے پشت پر موٹر سائیکل کی آواز سنی تھی۔!“

”اب وہ کہاں ہے....!“ عمران نے پوچھا۔

”اسی ہٹ میں جناب....!“ کسی نے ٹرانس میٹر پر اسے ہدایت دی تھی کہ وہ ہٹ ہی میں ٹھہری رہے۔!“

”کتنے لوگ ہمارے آدمیوں کی نظر میں آئے۔!“

”وہ تین تھے جناب....! وہ اب بھی اسی جزیرے کے مختلف ہوٹلوں میں مقیم ہیں۔ ان کی نگرانی جاری ہے۔!“

”ٹھیک ہے....!“ عمران بولا۔ ”دوسرے احکامات کے منتظر رہو....!“

ٹیلی فون کا سلسلہ منقطع کر کے اس نے جوزف کو آواز دی.... اور وہ اتنی جلدی کمرے میں داخل ہوا جیسے دروازے ہی سے لگا کھڑا رہا ہو۔!

”لیس باس.... گڈ مارننگ باس....!“

”مارننگ.... گونگا کہاں ہے....؟“

”اب تو اسے گونگا نہ کہو باس....! بڑی خوبصورت انگریزی بولتا ہے....!“

"اسے یہاں بھیج دو.....!"

"مگر وہ آئے گا کیسے....؟"

"کیوں....؟"

"پیروں میں مہندی لگائے بیٹھا ہے....!"

"کیا مطلب....؟"

"کل کسی لڑکی کے سرخ سرخ پیر دیکھے تھے.... مجھ سے ان کے بارے میں پوچھا میں نے بتایا کہ یہاں کی بعض لڑکیاں مہندی لگاتی ہیں۔ تم جانتے ہی ہو باس کہ یہاں لان پر مہندی کی باڑھ لگی ہوئی ہے میں نے اسے بتایا تھا۔ بس پھر خود ہی اس نے پتیاں توڑیں.... خود ہی انہیں پیسا اور اب پیروں میں لگائے بیٹھا ہے۔!"

"نمونیا ہو جائے گا مردود کو اس سردی میں.... ابے تو نے منع نہیں کیا....؟"

"میں نے تو کہا تھا باس صرف لڑکیاں لگاتی ہیں.... لیکن وہ کہنے لگا کوئی لڑکیوں کی دھونس ہے.... میں بھی لگاؤں گا....!"

"بس بے آگئی اب تیری شامت.... تو نے ایک مرد کو مہندی لگاتے دیکھا ہے....؟"

"کیا مطلب....؟ میں نہیں سمجھا باس....!"

"ہمارے یہاں ایک دیوتا ہے جس کا نام ہے شکر قند....!"

"شکر قند....!" جوزف نے خوف زدہ آواز میں دہرایا۔

"بس اس کا شراپ ہے کہ اگر کوئی مرد کسی دوسرے مرد کو مہندی لگائے دیکھے تو اس کی نکسیر ٹوٹ جاتی ہے۔!"

"ارے مر گیا.... باس.... میرے جسم میں اب خون ہی کہاں ہے.... میں تو بے موت مر جاؤں گا۔!"

"اور اب جبکہ میں نے تمہیں اس شراپ کے بارے میں بتا دیا ہے تمہاری نکسیر ضرور ٹوٹے گی۔"

"میں کیا کروں باس اگر چھٹانک بھر خون خواہ مخواہ ضائع ہو گیا تو میں چارپائی سے لگ جاؤں گا۔!"

"اس سے بچنے کی ایک تدبیر ہے....!"

"مجھے بتاؤ باس....!" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

"فوراً ایک ٹانگ پر کھڑے ہو جاؤ.... اور اسی طرح تین گھنٹے تک کھڑے رہ کر جلدی جلدی کر قند، شکر قند کہتے رہو۔!"

جوزف نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر۔ "شکر قند.... کر قند" رٹنے لگا۔

عمران اسے وہیں چھوڑ کر باتھ روم میں چلا گیا تھا.... واپسی پر اس نے جوزف کو اسی حال یں دیکھا.... اب اس کی زبان لڑکھڑانے لگی تھی۔

"شکر قند.... شکر قند.... ششر شند.... آئی ایم سوری.... شکر قند.... شش.... شک شکر قند....!"

"تین گھنٹے تک!" عمران سر ہلا کر بولا اور دوسرے کمرے میں آ کر لباس تبدیل کرنے لگا۔

اس کے بعد پھر اسی کمرے سے گزرا جہاں جوزف ایک ٹانگ پر کھڑا اپنے پاپ کا پرائشچت کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے.... گھڑی دیکھتے رہنا.... ٹھیک تین گھنٹے تک....!"

پھر وہ گونگے کے کمرے میں آیا.... وہ سچ مچ مہندی لگائے بیٹھا تھا۔ لیکن عمران نے اس کے بارے میں کچھ نہ کہا۔

وہ اسے بتاتا رہا کہ کس طرح پچھلی رات کو ماؤلین کے تین ساتھی دریافت ہو گئے ہیں۔!

"تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہئے....!" اس نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں آرام کرو.... او ہاں.... ایک چیز اور ہوتی ہے مسی جو دانتوں پر ملی جاتی ہے.... اور کاجل ہوتا ہے جو آنکھوں میں لگایا جاتا ہے.... واپسی پر لیتا آؤں گا۔!"

"شکریہ.... یہاں میں خود کو بالکل اپنے گھر میں محسوس کرتا ہوں۔!"

"ہماری زبان میں ایسا محسوس کرنے والے کو گھر والی کہتے ہیں۔!"

"بہت بہت شکریہ.... مجھے گھر والی ہی سمجھو.... مجھے تمہارا ملک بہت پسند ہے۔!"

"خدا مجھے بھی شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔!"

"اچھا تو پھر اب میری ضرورت نہیں ہے۔!"

"مجھے زندگی بھر گھر والی کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔!"

"کیا مطلب....؟ میں نہیں سمجھا....!"

"کچھ نہیں دراصل ماؤلین کی نشاندہی کے بعد سے تمہارا کام ختم ہو گیا ہے اب ہم خود ہی دیکھ لیں گے.... تم آرام کرو....!"

"شکریہ....!"

عمران سر ہلاتا ہوا لان پر نکل آیا۔ کسی ریستوران میں ناشتہ کرنے کا ارادہ تھا۔!

ناشتے سے فارغ ہو کر اس نے لیڈی بہرام کے نگار خانے کی راہ لی تھی اور اب وہ ریڈی میڈ میک اپ میں نہیں تھا کیونکہ ایڈگر خود اس کی قید میں تھا اور تازہ ترین اطلاع کے مطابق ماؤلین اب بھی موبار والے ہٹ ہی میں مقیم تھی۔!

حالانکہ وہ مقررہ وقت کے آدھے گھنٹے بعد نگار خانے تک پہنچا تھا.... لیکن اسے یقین تھا کہ لیڈی بہرام اس کی منتظر ہو گی۔

وہ اسے دیکھ کر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے آگے بڑھی تھی۔ لیکن پھر قریب آکر ہاتھ گرا دیئے تھے۔

"تم اتنا انتظار کیوں کراتے ہو....!" اس نے شکایت آمیز لہجے میں کہا تھا۔

"شکر قند اور مہندی کے پھیر میں پڑا ہوا تھا....!"

"کیا مطلب....؟"

"بہتیری باتوں کا مطلب خود میری سمجھ میں نہیں آتا۔!"

"خیر چھوڑو.... تم نے اس کے لئے کیا کیا....!"

"ارے کیا بتاؤں.... میں تو مارے حیرت کے پاگل ہوا جا رہا ہوں....؟"

"کیوں....؟"

"یہ آپ کا وحیدل عجیب چیز ہے۔!"

"کیوں کیا ہوا....؟"

"کل میں نے اس کا تعاقب کیا تھا.... آپ نے دیکھا ہی ہے کہ وہ خانو کے چائے خانے میں کیسے پھٹے حالوں میں بیٹھا رہتا ہے۔!"

"ہاں میں نے دیکھا تھا۔!"

"لیکن کل شام کو وہ وہاں سے اٹھ کر گھوڑا گاڑی میں بیٹھا اور پھر مچھیروں کی بستی کے قریب
رگیا.... وہاں سے کچھ دور پیدل چلنے کے بعد ایک چھوٹی سی عمارت میں داخل ہوا اور آدھے
ھنٹے کے بعد جب برآمد ہوا تو حلیہ ہی بدلا ہوا تھا۔ بڑا نفیس سوٹ تھا جسم پر۔ آنکھوں پر ریم لیس
ریم کی عینک تھی اور ہاتھ میں چھڑی۔ سڑک پر آکر ایک ٹیکسی رکوائی اور چل پڑا۔ میں تعاقب
رر ہا تھا مجھے بھی ٹیکسی لینی پڑی اور اس کے بعد تو مجھ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے جب میں نے
سے گرینڈ ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھا.... اور جناب وہ رات وہیں بسر کرتا ہے.... شیر دل
ان کے نام سے وہاں ایک کمرہ لے رکھا ہے.... کیا ٹھاٹھ باٹھ ہیں.... رشک آتا ہے۔ ایک ہم
یں کہ دھکے کھاتے پھرتے ہیں چاروں طرف.... کوئی پوچھتا بھی نہیں....!"

"دل نہ چھوٹا کرو.... میں تمہیں شہزادہ بنا دوں گی.... تم بہت کام کے آدمی ہو۔ لوگوں کے
رے میں سلیقے سے چھان بین کر سکتے ہو....!"

"اب میں سوچتا ہوں کہ جاسوسی ناولوں کا شوق اچھی چیز ہے.... آہا کیا سنسنی خیز تجربہ تھا
جب میں کسی ناول کے جاسوس کی طرح پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا۔!"

"سچ سچ....!"

"جی ہاں....!"

"ارے تو تم میں اور ایک جاسوس میں فرق ہی کیا ہے۔ کتنا اچھا میک اپ بھی تو کر لیتے ہو۔!"

"ارے میں کیا....!"

"میں سچ کہتی ہوں تم اپنی بہترین صلاحیتوں کو ضائع کر رہے ہو۔ آخر اس ریفریجریشن کے کام
میں تمہیں کتنی آمدنی ہو جاتی ہو گی۔!"

"یہی کوئی سات ساڑھے سات سو روپے ماہانہ کا اوسط ہو گا۔!"

"بہت کم ہے.... کچھ بھی نہیں.... میرا خیال ہے کہ تم اس نامعقول کام کو خیر باد کہہ کر میرے ہی پاس آجاؤ....!"

"میں نہیں سمجھا.... مائی لیڈی....!"

"میرے سیکریٹری کی حیثیت سے کام کرو.... میں تمہیں بارہ سو روپے ماہوار دوں گی۔!"

"آپ مذاق کر رہی ہیں۔!"

"یقین کرو.... اگر مطمئن نہ ہو تو پکے کاغذ پر لکھ کر دے سکتی ہوں۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"بس اسی ایک چیز کی کمی ہے تم میں....!"

"کس چیز کی....؟"

"قوت فیصلہ کی....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا۔ دفعتاً تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔

"لیکن اگر سر بہرام کو معلوم ہو گیا تو۔!"

"تو کیا ہو گا....؟" وہ جھنجھلا گئی۔

"میں ایک بہت اچھے دوست سے محروم ہو جاؤں گا۔!"

"سچ مچ بالکل احمق ہو....!"

"کچھ بھی ہو....!"

"ارے بابا.... انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے گا....! بس تم اسی عمارت تک محدود ہو گے۔ اقامتی کوٹھی میں تمہیں کبھی طلب نہ کروں گی.... سر بہرام کے سامنے ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہی رہیں گے۔"

"مجھے سوچنے کا موقع دیجئے۔!"

"سوچ لو.... لیکن شام تک.... کل مجھے جواب چاہئے۔!"

"اچھا تو پھر میں چلوں....!"

"کیوں....؟ اتنی جلدی....!"

"ہاں.... سوچوں گا جا کر....!"

"آخر تم گفتگو کرتے وقت اتنے ڈفر کیوں ہو جاتے ہو.... پھر سوچ لینا کیا ضروری ہے کہ ابھی سے جا کر سوچو.... اور پھر کیا تم یہیں بیٹھ کر نہیں سوچ سکتے۔!"

"وہ تو میں دوسری طرح سوچتا ہوں....!"

"اچھا تو دوسری طرح سوچو....!"

"آپکے سامنے سوچتے ہوئے شرم آتی ہے۔!" عمران نے شرمیلی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"کیا بکواس ہے....!"

"یقین کیجئے.... کہئے تو قسم کھا جاؤں.... ویسے اگر آپ اجازت دیجئے تو دوسرے کمرے میں اکر سوچ لوں۔!"

"تم میرا مضحکہ اڑا رہے ہو.... کیوں....؟"

"ارے.... توبہ توبہ.... قسم لے لیجئے....!"

"اچھی بات ہے.... جاؤ.... دوسرے کمرے میں....!"

عمران اٹھ کر دوسرے کمرے میں آیا.... اور دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی.... اور پھر سرے ہی لمحے میں وہ فرش پر سر کے بل کھڑا تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ تک وہ اسی حالت میں رہا.... پھر سیدھا ہو کر رومال سے اپنی پیشانی تھپکتا ا۔ دفعتاً باہر سے لیڈی بہرام نے دروازہ کھٹکھٹا کر کہا۔

"ارے سوچ چکے....!"

"جج.... جی ہاں....!" وہ بوکھلا کر بولا اور جھپٹ کر دروازہ کھول دیا.... لیڈی بہرام کو ہنسی گی.... بے تحاشہ ہنستی رہی اور عمران جھینپے ہوئے انداز میں کہتا رہا۔

"دیکھئے.... اس کی نہیں ہوتی.... آپ جھانکتی رہی تھیں۔!"

"یہ کیا حرکت تھی....!" وہ ہنسی پر قابو پانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"دیکھئے.... میرا مذاق نہ اڑائیے.... ورنہ میں اپنا فیصلہ بدل دوں گا۔!"

"ارے نہیں.... میں مذاق نہیں کر رہی لیکن سوچنے کا یہ طریقہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"میں یوگا کی مشقیں کرتا ہوں.... اس طرح کھڑے ہونے سے دوران خون سر کی طرف قل ہو جاتا ہے.... اور عقل.... عقل.... کیا کہنا چاہئے۔!"

"عقل گدی ہی میں اٹکی رہتی ہے....!" وہ ہنس پڑی۔

"خدا کی قسم چلا جاؤں گا.... اگر آپ اب مذاق اڑائیں گی۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے.... نہیں.... اب ہنسی تو.... خیر.... اچھا....!"

وہ پھر ہنسی روکنے کی کوشش کرنے لگی.... اور عمران بُرا سا منہ بنائے کھڑا رہا۔

کچھ دیر بعد وہ ہنسی پر قابو پا سکی.... اور سنجیدگی سے بولی۔ "مجھے امید ہے کہ تم نے میرے حق

میں فیصلہ کیا ہوگا۔!"

"جی ہاں.... لیکن ایک شرط کے ساتھ وہ یہ کہ آپ مجھ سے محبت نہ کرنے لگیں گی۔!"

"کیا بکواس ہے....؟"

"میں نے اکثر جاسوسی فلموں میں دیکھا ہے.... کوئی لڑکی کسی معاملے میں جاسوس سے مدد طلب کرتی ہے.... اور معاوضے کے طور پر اس سے محبت کرنے لگتی ہے۔ میں اس چکر میں نہیں پڑوں گا.... پوری تنخواہ لوں گا۔!"

"تم جھک مارتے ہو.... میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ بارہ سو روپے دوں گی۔!"

"چلئے ٹھیک ہے.... دوسری بات بھی سن لیجئے.... میں نے فلموں میں دیکھا ہے کہ جاسوس اور لڑکی کہیں چلے جا رہے ہیں کہ دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے.... وہ لڑکی کو اٹھا لے جانا چاہتے ہیں اور جاسوس ان پر ٹوٹ پڑتا ہے.... خوب ٹھکا ٹھک ہوتی ہے دشمن بھاگ نکلتے ہیں اور لڑکی جھپٹ کر جاسوس سے چونچ ملا دیتی ہے۔ یہ بھی نہیں چلے گی اپنے ساتھ....!"

"اب خاموش رہو ورنہ کان پکڑ کر باہر نکال دوں گی۔!"

"اپنی شرائط بیان کر دیں میں نے.... اب آپ جانیں....!"

"تم احمق ہو....!"

"بالکل.... بارہ سو روپے کے لئے میں یہ بھی تسلیم کر لوں گا۔!"

"سچ کہنا کبھی آدمیوں میں بھی بیٹھے ہو یا نہیں....!"

"آج تک کوئی آدمی ملا ہی نہیں....!"

"پہلے خود تو آدمیت کے جامے میں آجاؤ....!"

"کس کے لئے آجاؤں.... بندروں اور بجوؤں کے لئے۔!"

"ختم کرو یہ باتیں.... کیا تم میری شکل بھی تبدیل کر سکتے ہو....!"

"کیوں نہیں :... سر مونڈ دوں گا اور پھر شرعی پاجامہ اور شیروانی۔!"

"پھر بکواس شروع کر دی....!" وہ بھنا گئی۔

"اچھا... اچھا... میں سمجھا... یعنی کہ آپ بدلی ہوئی شکل میں بھی عورت ہی رہنا چاہتی ہیں۔!"

وہ کچھ نہ بولی.... کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتی تھی۔ عمران بھی خاموش رہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"چلو.... میرے اسٹوڈیو میں چلو....!"

"چلئے....!" عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اسٹوڈیو میں پہنچ کر لیڈی بہرام وحیدل کے بت کے سامنے رک گئی.... پھر عمران کی طرف کر بولی۔ "میں نے جھوٹ کہا تھا کہ یہ بت میرا بنوایا ہوا ہے....!"

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے.... عبدالودود صاحب ایک ناول لکھتے ہیں اور اس پر ت النساء کا نام ڈال کر کسی پبلشر کو ٹکا دیتے ہیں کیونکہ آج کل خواتین کے لکھے ہوئے ناول ت مقبول ہو رہے ہیں۔!"

"پھر وہی باتیں....!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔ "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ ساری تصاویر میری ئی ہوئی نہیں ہیں۔!"

"بھلا مجھے اس سے کیا بحث تصاویر اچھی ہیں.... کسی نے بھی بنائی ہوں۔!"

"میں نے بنائی ہیں....!" وہ جھلا کر چیخی۔

"ارے تو.... اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے۔! آپ ہی نے بنائی ہوں گی۔!"

"تم آج سے میرے سیکریٹری ہو.... اس کا خیال رکھو....!" وہ سخت لہجے میں بولی۔

"ارے تو کیا آج ہی سے تنخواہ لگے گی....!" عمران نے خوش ہو کر پوچھا۔

وہ کچھ نہ بولی۔ کلائی کی گھڑی دیکھتی رہی پھر شائد تیس سیکنڈ بعد اس نے اس بت کی دوسری ٹھ بلاؤز کے گریبان سے نکال کر آنکھ کے حلقے میں فٹ کر دی تھی۔

دفعتاً بت کے منہ سے آواز آنے لگی۔ "ایل بی.... ہلو ایل بی.... ایل بی.... ایل بی.... ہلو .... ہلو....!"

"ایل بی....!" بت کے منہ سے آواز آئی۔ "کیا تمہیں علم ہے کہ ریسٹ ہاؤز میں پرائیویٹ نس بھی ہوتا ہے.... اوور....!"

"پرائیویٹ بزنس....!" لیڈی بہرام کے لہجے میں حیرت تھی۔ "میں نہیں سمجھی۔!"

"اوہ تو تمہیں علم نہیں....!" لہجہ طنزیہ تھا۔

"یقین کرو.... میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"مجھ سے سنو.... ایڈگر اور مارتھا ایک دیسی دلال رام سنگھ کی مدد سے پرائیویٹ بزنس کر رہے تھے۔ تمہیں وہ نئی لڑکی یاد ہے نا جو غائب ہو گئی تھی۔!"

"ہاں.... یاد ہے....!"

"اس کے غائب ہو جانے کے بعد کسی نے رام سنگھ کو قتل کر دیا.... اور اب تین دن سے ایڈگر بھی غائب ہے۔!"

"میں بالکل نہیں جانتی.... رام سنگھ کا تو نام تک پہلی بار سن رہی ہوں.... ایڈگر بھی غائب ہے تو یہ پریشانی ہی کی بات ہو سکتی ہے۔!"

"نئی لڑکی مل گئی ہے وہ اس لئے لائی گئی تھی کہ مجھے تم لوگوں پر شبہ ہو گیا تھا مجھے اس بزنس کی اڑتی پڑتی خبر ملی تھی۔ لیکن قبل اس کے وہ مجھے حالات سے باخبر کرتی اسے وہاں سے غائب کر دیا گیا.... شاید ایڈگر کو شبہ ہو گیا تھا کہ وہ وہاں کس لئے رکھی گئی ہے۔ اس نے اس کو وہاں سے اٹھوا دیا۔ مجھے یقین ہے کہ رام سنگھ کو بھی اسی نے قتل کیا ہے اور اب خود غائب ہو گیا۔ خیر مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا۔ کیا تم اپنی پوزیشن صاف کر سکو گی۔!"

"جس طرح تم کہو....! میں تیار ہوں....!"

"آج رات کو نو بجے گرینڈ ہوٹل کے کمرے نمبر ۸۳ میں ملو....!"

"بہت اچھا۔!"

پھر وہ ایک دم اچھل کر پیچھے ہٹ آئی.... عمران نے دیکھا کہ بت کی وہ آنکھ جو لیڈی بہرام کے بلاؤز کے گریبان میں رہا کرتی تھی.... بالکل سرخ ہو گئی ہے.... شعلے کی طرح دہک رہی تھی۔ وہ اس سے کافی دور کھڑے ہونے کے باوجود بھی اس کی آنچ محسوس کر رہا تھا۔

اس نے لیڈی بہرام کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا.... اب اس بت میں کئی جگہ سوراخ ہو گئے تھے۔ جن سے دھواں پھوٹ رہا تھا.... وہ بالکل اس طرح جل جل کر پگھلنے لگا جیسے پلاسٹک آگ پکڑ لینے کے بعد پگھلتا ہے۔ لیڈی بہرام بُری طرح کانپ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔ ادھر وہ بت پگھل کر ایک بد نما سا ڈھیر بنا اور ادھر وہ بے ہوش ہو کر عمران کے بازوؤں میں جھول گئی۔

عمران اسے اٹھا کر دوسرے کمرے میں لایا اور صوفے پر ڈال کر پھر تیزی سے اسٹوڈیو ہی میں

ہں آیا.... بت سے اب بھی دھواں اٹھ رہا تھا۔

اس نے مایوسانہ انداز میں سر کو جنبش دی.... اور خاموش کھڑا رہا۔

اس آگ کے پھیلنے کا امکان نہیں تھا.... اس نے چاروں طرف گھوم کر جلے ہوئے پلاسٹک ے ڈھیر کا جائزہ لیا.... اور پھر اس کمرے میں واپس آیا جہاں لیڈی بہرام بے ہوش پڑی تھی۔ وہ ہے پر تشویش نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر نبض پر ہاتھ رکھے گھڑی پر نظر جمائے رہا۔ آخر ہاتھ ہوڑ کر غسل خانے میں آیا اور پانی سے جگ بھر کر دوبارہ اسی کمرے میں واپس آ گیا۔

لیڈی بہرام بیس منٹ سے پہلے ہوش میں نہیں آئی تھی۔

تھوڑی دیر تک وہ بے سدھ پڑی رہی پھر اس طرح چونکی جیسے کانوں کے قریب دھماکا ہوا ہو۔ ں کے بعد وہ اٹھ کر دوڑتی ہوئی اسٹوڈیو میں داخل ہوئی تھی۔ عمران بھی اس کے پیچھے ہی پیچھے وڑتا ہوا وہاں پہنچا تھا۔

جلے ہوئے پلاسٹک کا ڈھیر ٹھنڈا ہو چکا تھا.... وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہی ر ویسی ہی پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمران کو دیکھنے لگی۔

"مم.... میں کہتا ہوں.... چلو یہاں سے ورنہ پھر بے ہوش ہو جاؤ گی۔!" عمران نے کہا۔

پھر وہ لڑکھڑائی ہی تھی کہ عمران نے سہارے کے لئے اپنا بازو پیش کر دیا۔ اس طرح وہ دوبارہ ٹنگ روم میں آئے.... اور وہ نڈھال سی ہو کر صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔ عمران خاموشی سے ں کا جائزہ لیتا رہا۔ وہ بھی اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"آپ نے وحیدل کی آواز تو سنی ہو گی۔!" عمران نے پوچھا اور لیڈی بہرام نے اپنے سر کو فی میں جنبش دی۔

"میں نے سنی ہے اس کی آواز....!"

"تو پھر....؟" لیڈی بہرام نے مردہ سی آواز میں پوچھا۔

"اس بت نما ٹرانس میٹر سے آنے والی آواز وحیدل ہی کی تھی۔!"

"نہیں....!" وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"اور گرینڈ کے کمرے نمبر ۸۳ میں وحیدل ہی شیر دل خان کے نام سے رات بسر کرتا ہے۔!"

"میرے خدا....!" وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھ گئی۔

"کیوں کیا بات ہے....!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں؟ میرے دو ملازموں نے اسے دھوکہ دیا ہے۔ میں کیسے یقین کرلوں کہ میری طرف سے دل صاف ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ مجھے وہاں بلا کر قتل ہی کردے۔!"

"کون....!"

"وحیدل....!"

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں.... جو کچھ اس بت کے ذریعہ کہا گیا تھا میری سمجھ میں تو قطعی نہیں آیا تھا۔!"

"تم نہیں سمجھ سکتے....!" لیڈی بہرام نے ٹھنڈی سانس لی۔

"اونہہ ہوگا.... میری بلا سے.... میں اب جارہا ہوں.... پتہ نہیں یہ کیا چکر ہے۔!"

"اچھا تو کیا تم اپنے عہد سے پھر جاؤ گے۔!"

"کیسا عہد....؟"

"یہی کہ تم آج سے میرے سیکریٹری ہو....!"

"ارے تو کیا اب میں اپنے گھر بھی نہیں جانے پاؤں گا.... واہ یہ اچھی نوکری ہے۔!"

"گھر جانے پاؤ گے.... لیکن ابھی نہیں۔ میں بہت پریشان ہوں.... تنہا نہیں رہ سکتی۔!"

"میری عقل خبط ہوتی جارہی ہے۔!"

"کیوں....؟ تمہیں کیا ہوا ہے۔!"

"آپ نے اس مردود کو مزدوروں کے لئے دوائیں بھجوائی تھیں اور وہ آپ کو قتل کردینا چاہتا ہے۔!"

"تم نہیں سمجھ سکتے.... تم نہیں سمجھ سکتے۔!"

"آپ سمجھانے کی کوشش کیجئے.... شائد سمجھ ہی جاؤں....!"

"میں آرام کرنا چاہتی ہوں.... مجھے تنہا چھوڑ دو....!"

"نہ جانے دیتی ہیں اور نہ ٹھہرنے دیتی ہیں۔!"

"مطلب یہ ہے کہ تم یہیں ٹھہرو گے.... میں آرام کروں گی۔!"

"اچھا جناب تو آرام ہی فرمایئے....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور وہ اٹھ کر بیڈ روم میں

ی گئی۔

عمران نے دروازہ بند ہونے کی آواز بھی سنی تھی۔ اس نے صوفے پر نیم دراز ہو کر آنکھیں ر کرلیں۔! کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے کوئی رت بول رہی تھی۔

عمران نے بھی نسوانی آواز بنا کر کہا۔ "لیڈی صاحبہ آرام فرما رہی ہیں.... اس وقت ان کو لیا نہیں جاسکتا.... کوئی پیغام ہو تو نوٹ کرا دیجئے۔!"

دوسری طرف سے آواز آئی۔ "صرف اتنا کہہ دینا کہ مارتھا ملنا چاہتی ہے۔ اشد ضروری ہے۔!"

"بہت بہتر.... پیغام نوٹ کرلیا گیا....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ مڑا ہی تھا لیڈی بہرام پر نظر پڑی.... وہ اسے عجیب نظروں سے گھورے جارہی تھی۔

پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "واقعی تم جاسوسوں ہی کی سی حرکتیں کر رہے ہو۔!"

"ارے بس کبھی کبھی سنک جاتا ہوں۔!"

"نہیں میں نے اتنی کامیاب نقلی آواز آج تک نہیں سنی.... فون پر کون تھا....؟"

"کوئی مارتھا تھی.... انگریزی میں گفتگو کی تھی لیکن لہجے سے دیسی نہیں معلوم ہوتی تھی۔!"

"گڈ.... تو تم اس کا سلیقہ بھی رکھتے ہو.... ہاں کیا کہہ رہی تھی۔!"

"ملنا چاہتی ہے.... ملاقات اشد ضروری ہے....!"

لیڈی بہرام نے طویل سانس لی.... اس وقت وہ پہلے سے بھی زیادہ دلکش نظر آرہی تھی۔ ب خوابی کے لباس میں اس کا جسمانی حسن کچھ اور نکھر گیا تھا اور پھر لاپروائی کا انداز.... لباس ا بے ترتیبی.... ان سب نے مل جل کر جاذبیت میں اضافہ ہی کیا تھا۔

"آپ کو ملنے جانا پڑے گا.... یا وہ خود آئے گی....!" عمران نے پوچھا۔

"خود مجھے جانا پڑے گا....!"

"اور آپ وحیدل سے خائف بھی ہیں۔!"

"کیا مطلب....؟" وہ چونک پڑی۔

"میرا خیال ہے کہ میں نے اس ٹرانس میٹر پر مارتھا کا نام بھی سنا تھا۔!"

”تمہارا خیال درست ہے....!“ وہ اسے پر تشویش نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

”تو پھر....!“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں....؟“

”لوگ مجھے احمق سمجھتے ہیں لیکن بعض اوقات مین بہت معقول مشورے دے سکتا ہوں۔!“

”میں نے بھی اکثر یہی سوچا ہے۔!“ پھیکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی۔

”تو پھر مجھے پورے حالات سے آگاہ کر دیجئے.... شائد کسی کام آسکوں۔!“

”نہ جانے کیوں تم پر اعتماد کر لینے کو جی چاہتا ہے.... لیکن میں تمہیں اپنی کہانی ہرگز نہ سناؤں گی۔ بس کسی طرح اس آدمی سے پیچھا چھڑانا ہے۔!“

”اچھا وہ بت نما ٹرانس میٹر آپ کو کہاں سے ملا تھا....!“

”تم ٹرانس میٹروں کے بارے میں کیا جانو....؟“

”ارے میں بجلی کے کئی کاموں کا ماہر ہوں.... صرف ریفریجریشن ہی تک تو محدود نہیں۔!“

لیڈی بہرام مضطربانہ انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی۔

”تم کھڑے کیوں ہو.... بیٹھ جاؤ....!“ اس نے عمران سے کہا۔

”شکریہ....! مائی لیڈی....!“ سامنے والی سیٹ پر بیٹھتا ہوا بولا۔

”میں تمہیں اس بت کے بارے میں بتا سکتی ہوں....!“

”یقیناً بتایئے.... اس کے اس طرح تباہ ہو جانے کا مطلب یہی ہے کہ اب آپ کسی خطرے سے دوچار ہیں۔!“

”میں بھی تو یہی سوچتی ہوں۔!“

”لہٰذا عقل مندی کا یہی تقاضا ہونا چاہئے کہ آپ مجھے سب کچھ بتا دیں تاکہ میں اسی کی روشنی میں آپ کے لئے کچھ کر سکوں....!“

”مجھے سوچنا پڑے گا.... عمران مجھے مہلت دو....!“ وہ اپنی پیشانی مسلتی ہوئی تھکی سی آواز میں بولی۔

”آپ کی مرضی....!“ عمران نے بے دلی سے کہا۔

”لیکن میں اس ٹرانس میٹر کے بارے میں تو بتانا ہی چاہتی ہوں۔!“

”بتایئے صاحب....!“ عمران نے اس طرح کہا جیسے اب اس تذکرے ہی سے بوریت محسوس ررہا ہوں۔

”کل سے پہلے میں نہیں جانتی تھی کہ یہ وحیدل ہی کا بت ہے بلکہ یہ نام وحیدل بھی ابھی تین ی چار دن پہلے مجھے معلوم ہوا ہے....!“

”اوہ تو اس سے پہلے آپ دواؤں کے کارٹن کسے بھجواتی تھیں۔!“

”کسی کو بھی نہیں.... یہ پہلا کارٹن تھا جو میں نے بھجوایا ہے.... مجھے اسی ٹرانس میٹر پر رایت ملی تھی کہ ایک جگہ سے کارٹن حاصل کر کے وحیدل کو بھجوا دوں۔!“

”خود دے آئیں یا بھجوا دیں....!“

”کسی اور سے بھجوا دوں.... خاص طور پر کہا گیا تھا کہ میں خود وحیدل کے پاس نہ جاؤں۔!“

”کارٹن کہاں سے حاصل کیا تھا....؟“

”ایک سفارت خانے کے ایک آفیسر سے۔!“

عمران نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑ کر سر کو جنبش دی اور خلاء میں گھورتا رہا۔

”اس سے پہلے آپ کیا کرتی رہی ہیں....؟“ اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”میں کہہ چکی ہوں کہ جو نہیں بتانا چاہتی ہرگز نہیں بتاؤں گی چاہے مرنا ہی کیوں نہ پڑے۔!“

”خیر.... خیر.... تو بہر حال.... یہ ٹرانس میٹر.... اس کی بدولت آپ کو نئے آدمیوں سے بھی ملنا پڑتا ہوگا۔!“

”بس اب تم اس طرح پوچھنا چاہتے ہو....!“ وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔

”ہرگز نہیں.... جو آپ نہیں بتانا چاہتیں اس کے لئے مجبور نہیں کروں گا۔!“

”تم تو بس کسی تدبیر سے.... اس وحیدل....!“

”قتل کرا دوں وحیدل کو....؟“

”واقعی سمجھ دار آدمی ہو....!“

”کوئی بڑی بات نہیں.... لیکن قتل کرنے والے یونہی بلاوجہ خطرات نہیں مول لیتے۔ میں ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں جو پچیس ہزار روپیوں کے عوض کسی کو بھی قتل کر سکتا ہے۔!“

”ہوائیاں چھوڑنے لگے....!“ وہ مسکرائی۔

"یقین کیجئے....!"

"آخر تم ہو کس قسم کے آدمی....!"

"لوگوں کو ٹھگنا میرا محبوب مشغلہ ہے....اب دیکھئے تا سر بہرام کو کیسا ٹھگا....!"

"گاڑیوں کے سلسلے میں تو انہیں کوئی بھی ٹھگ سکتا ہے۔!"

"چلئے تسلیم.... لیکن اب آپ کو تو اچھی طرح ٹھگوں گا۔!"

"یعنی....!"

"پچیس ہزار اپنی جیب میں ڈال کر میں ہی اسے قتل کر دوں گا۔!"

"اگر ایسا ممکن ہو تو میں تیس دوں گی۔!"

"لائیے ہاتھ.... بات پکی رہی....!"

لیڈی بہرام نے اس کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا....اور عمران نے کہا۔ "پندرہ دن کے اندر اندر آپ اخبارات میں اس کی لاش کی تصویر دیکھ لیں گی۔!"

"واقعی ایسے ہی ہو....!"

"دیکھ لیجئے گا کیا آپ کا فون استعمال کر سکتا ہوں....؟"

"یقیناً....!"

عمران نے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے۔!

دوسری طرف سے اس کی آواز سن کر بولا۔ "میں بول رہا ہوں پرنس آف ڈھمپ۔!"

"میں بڑی دیر سے کوشش کر رہا تھا کہ آپ سے رابطہ قائم ہو سکے۔!"

"کوئی خاص بات....؟"

"ماؤلین کو کسی نے گولی مار دی....!"

"کہاں اور کب....؟"

"تقریباً دو گھنٹے پہلے کی بات ہے.... وہ ہٹ کی کھڑکی میں کھڑی تھی۔ گولی پیشانی پر لگی ہے۔ فائر کی آواز نہیں سنی گئی.... غالباً سائیلنسر استعمال کیا گیا تھا۔!"

"اور وہ لوگ کہاں ہیں....؟"

"تینوں اپنی اپنی راہ گئے ہیں.... ان کا تعاقب جاری ہے.... پولیس ہٹ میں پہنچ گئی ہے....

رکسی طرح اسے معلوم ہو گیا ہے کہ ہٹ رانا تہور علی کی ملکیت ہے لہٰذا میں نے رانا پیلس سے زف اور آپ کے مہمان کو ہٹا دیا ہے.... رانا پیلس میں اس وقت چوکیدار تک نہیں ہے۔!"

"یہ تم نے بہت اچھا کیا.... ویری گڈ.... اچھا ٹھہرو.... میں ابھی تمہیں رنگ کروں گا۔!"

ریسیور رکھ کر وہ لیڈی بہرام کی طرف مڑا۔

"تو تم پرنس آف ڈھمپ کہلاتے ہو....!"

"شہر کے بعض بُرے آدمی مجھے اس نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔!"

"تم آخر ہو کیا چیز....!"

"ناچیز بھی کہتے ہیں مجھے.... بعض امریکن غنڈے مجھے مسٹر تھینگ کے نام سے جانتے ہیں۔ رچھوڑیئے اس ذکر کو.... میں کچھ دیر پہلے مارتھا کے متعلق گفتگو کر رہا تھا.... مجھے اچھی طرح ہے کہ ٹرانس میٹر پر کسی ریسٹ ہاؤز کا ذکر تھا۔ کسی ایڈگر کے بارے میں کہا گیا تھا۔ اتفاق سے ماجانتا ہوں کہ احمد پور والے ریسٹ ہاؤز کی منتظمہ کا نام بھی مارتھا ہے اور وہاں کا ایک یوریشین زم ایڈگر کہلاتا ہے۔!"

"رام سنگھ سے بھی واقف ہو گے....!"

"نہیں.... یہ نام میرے لئے بالکل نیا ہے.... رام سنگھ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"یہ مارتھا ہی آپ کی موت کا باعث بن سکتی ہے.... دونوں ہی صورتوں میں خواہ آپ ہٹ ہاؤز جائیں.... خواہ وہ یہاں آئے.... میرا مشورہ ہے کہ ہر اس شخص سے دور رہئے جس راسا بھی تعلق وحیدل سے ہو۔!"

"مم.... میں بھی یہی سوچتی ہوں....!"

"تو پھر سب سے پہلے مارتھا ہی کو کیوں نہ ٹھکانے لگا دیا جائے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"بس اسے ریسٹ ہاؤز سے غائب کرا دوں گا.... اس وقت تک کے لئے جب تک کہ آپ ارات میں وحیدل کی لاش کی تصویر نہ دیکھ لیں....!"

"کہیں تم میرا مذاق تو نہیں اڑا رہے۔!"

”نہیں بالکل سنجیدہ ہوں۔ آپ سے ایک پائی بھی بطور ایڈوانس نہیں لوں گا۔ !تصویر شائع ہونے کے بعد ہی معاوضہ طلب کروں گا اور اس میں سے ایک پائی بھی میرے لئے حرام ہو گی۔ وہ سب کا سب کام کرنیوالوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ہاں تو بتایئے مارتھا کے بارے میں کیا خیال ہے۔!“

”جو مناسب سمجھو کرو.... میری تو عقل ہی خبط ہو گئی ہے۔!“

”اچھی بات ہے میں مارتھا کا انتظام کئے دیتا ہوں۔!“

عمران نے فون پر پھر بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولا۔

”احمد پور والے ریسٹ ہاؤز کی منتظمہ مارتھا کو وہاں سے اس طرح ہٹانا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے۔ آج شام تک یہ ہو جانا چاہئے۔!“

”بہت بہتر جناب.... غالباً اسے ہیڈ کوارٹر ہی پہنچایا جائے گا۔!“

”ہاں.... بہت احتیاط سے یہ کام انجام دیا جائے۔!“

”بہت بہتر جناب....!“

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

لیڈی بہرام اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ عمران مسمسی سی صورت بنائے کھڑا رہا۔

”ادھر آؤ.... میرے قریب....!“ لیڈی بہرام نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”کک... کیوں؟“ عمران ہکلاتا ہوا آگے بڑھا اور لیڈی بہرام نے اس کی پیشانی چوم لی۔

”ارے باپ رے....!“ عمران لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹ آیا۔

”اگر تم نہ ہوتے تو میں الجھ الجھ کر مر جاتی۔ میرے بے شمار احباب ہیں لیکن میں ان میں سے کسی کو بھی اپنے دکھ میں شریک نہ کر سکتی۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ اس تھوڑے سے عرصے میں تمہارے لئے اتنی اپنائیت کیوں محسوس کرنے لگی ہوں۔!“

”وہ تو ٹھیک ہے.... لل.... لیکن یہ پیار دیار....!“

”بس تم خاموش رہا کرو ایسے مواقع پر.... میں تمہیں کھا نہ جاؤں گی۔!“

عمران سختی سے اپنے ہونٹ بھینچے کھڑا رہا.... کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ ”ایک بات سمجھ میں نہیں آتی.... جب وہ ایسا ہی آدمی ہے تو اس نے اپنی شکل کے بت بنوا کر کیوں تقسیم کرا رکھے ہیں اس طرح وہ اچھی طرح پہچانا جا سکتا ہے.... اور اس کے دوست ہی اُس کے دشمن بھی بن

تے ہیں۔ جیسے آپ بن گئی ہیں۔!“

”تم نہیں سمجھ سکتے....!“ وہ طویل سانس لے کر بولی۔ ”میں جب بھی اس کی ہدایت کے
لابق کسی نئے آدمی سے ملتی ہوں تو مجھے دوسری آنکھ کا حوالہ دیتے ہوئے اس بت کی تصویر بھی
ھانی پڑتی ہے.... تب وہ مجھ سے کسی قسم کی گفتگو پر آمادہ ہوتا ہے۔!“

”خدا کی پناہ....!“ عمران اچھل پڑا۔

”کیوں....؟ اس حیرت کا مطلب....!“

”کچھ نہیں.... کچھ بھی نہیں.... مجھ سے تو حماقتیں سرزد ہی ہوتی رہتی ہیں اور ہاں
ھیئے.... میں کچھ دیر خاموش رہ کر ان معاملات کے بارے میں کچھ سوچنا چاہتا ہوں۔!“

”خیر... خیر... تم سوچتے رہنا لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے مجھ سے اس دوسری آنکھ کے بارے
ں کیوں نہیں پوچھا! آخر میں اسے اس بت سے الگ کر کے اپنے گریبان میں کیوں رکھتی تھی۔!“

”شوق ہے اپنا اپنا....!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”میرا بھی اکثر جی چاہتا ہے کہ بعض لوگوں کی
ھیں نکلوا کر اپنی جیب میں رکھا کروں۔!“

”شش....، یہ بات نہیں بلکہ دوسری آنکھ فٹ کئے بغیر ٹرانس میٹر کار آمد نہیں ہوتا۔ میں
ب متعینہ وقت پر دوسری آنکھ فٹ کر کے اس کے پیغامات وصول کرتی رہی ہوں۔!“

”آپ کچھ بھی کرتی رہی ہوں.... اب مجھے بور نہ کیجئے.... سوچنے دیجئے۔!“

”کیا تم اسی انداز میں گفتگو کرو گے مجھ سے....!“ لیڈی بہرام تیز لہجے میں بولی۔

”جب ایک بلیک میلر آپ سے بیہودہ قسم کے کام لیتا رہا ہے تو کیا ایک شریف آدمی آپ سے
ر گفتگو کرنے کا بھی حق نہیں رکھتا۔!“

”بب.... بلیک میلر.... کیا مطلب....؟“

”سامنے کی بات ہے لیڈی بہرام مجھ جیسا احمق بھی اتنا تو سمجھ ہی سکتا ہے کہ آپ نے یہ
ب کچھ حصولِ زر کی خاطر نہ کیا ہو گا۔ کیونکہ آپ ایک کروڑ پتی کی بیوی ہیں اور خود مختار بھی۔!“

”تت.... تم کون ہو.... بتاؤ مجھے....!“

”خدائی فوجدار... آپ کو اس سے کیا سروکار.... بس میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔!
ن کیا آپ مجھے بتا سکیں گی کہ آپ نے اچانک مجھے راز دار بنانے کا فیصلہ کیوں کر لیا تھا....؟“

"تم کوئی بھی ہو.....!" وہ آنکھیں بند کر کے بولی۔ "لیکن اب مجھے آرام کرنے دو..... میں بہت تھک گئی ہوں..... میرا سر چکرا رہا ہے۔!"

"میں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ آرام کیجئے.....! لیکن آپ کال ریسیو کرنے چلی آئیں۔ مجھے سیکریٹری مقرر کیا ہے تو مجھ پر اعتماد بھی کیجئے۔!"

وہ کچھ کہے بغیر سٹنگ روم سے چلی گئی۔

عمران نے ہاتھ پیر پھیلا کر انگڑائی لی اور صوفے پر نیم دراز ہو گیا..... آدھ کھلی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

دفعتاً پھر فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ریسیور اٹھا کر نسوانی آواز میں کال ریسیو کی۔

دوسری طرف سے کوئی مرد بولا..... آواز وہی تھی جو کچھ دیر پہلے بت نما ٹرانس میٹر پر سنی گئی تھی۔ اس نے لیڈی بہرام کے متعلق پوچھا تھا۔

"لیڈی بہرام اس وقت اسٹوڈیو میں تشریف نہیں رکھتیں۔!" عمران نے کہا۔

"کہاں ہے.....!"

"یہ بتانا مشکل ہے جناب! ویسے اگر کوئی پیغام ہو تو آپ مجھے نوٹ کرا دیجئے ان کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔!"

"ان سے کہہ دینا آج رات ہوٹل والا پروگرام منسوخ کر دیا گیا..... تم کون ہو.....؟"

"میں اسٹوڈیو میں لیڈی صاحبہ کو اسسٹ کرتی ہوں..... جناب..... لوسی ولیمز نام ہے۔!"

"کیا وہ آج کل رات اسٹوڈیو ہی میں گزارتی ہیں۔!"

"مجھے افسوس ہے جناب ان سے پوچھے بغیر میں اس قسم کے سوال کا جواب دینے کی مجاز نہیں۔!"

"پہلے تو کوئی عورت انہیں اسسٹ نہیں کرتی تھی۔!"

"میں ابھی حال ہی میں آئی ہوں جناب.....!"

"اچھی بات ہے..... انہیں میرا پیغام پہنچا دینا.....!"

"بہت بہتر جناب.....!"

"شکریہ لوسی ولیمز.....!"

پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ اس کا

ر پر تفکر انداز میں ٹہل رہا تھا۔

اس بار فون کی گھنٹی سن کر لیڈی بہرام سٹنگ روم میں نہیں آئی تھی۔

عمران نے کچھ دیر بعد بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے۔

"آپ جہاں بھی ہوں..... وہاں کے نمبر مجھے نوٹ کرا دیجئے۔!" بلیک زیرو نے کہا۔ "میں ی دیر سے سوچ رہا تھا کہ آپ کو تازہ ترین حالات سے کیسے آگاہ کروں۔!"

"تازہ ترین حالات.....!"

"جی ہاں..... ریسٹ ہاؤز والی مارتھا بھی قتل کر دی گئی۔!"

"او ہو..... کب.....؟"

"تھوڑی دیر گزری خاور نے اطلاع دی تھی..... وہ ریسٹ ہاؤز گیا تھا تاکہ آپ کے احکام کی یل کے امکانات کا جائزہ لے سکے..... وہ گولی ہی سے ہلاک ہوئی ہے۔! لیکن ریسٹ ہاؤز کی مارت میں کسی نے بھی فائر کی آواز نہیں سنی۔!"

"ان تینوں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے جو ماڈلین کی دیکھ بھال کرتے رہے تھے۔!"

"وہ شہر واپس آ گئے ہیں..... اور گرینڈ کے تین مختلف کمروں میں مقیم ہیں۔!"

"انہیں آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیا جائے..... جسے مناسب سمجھو اس کام پر لگا دو.....!"

"بہت بہتر جناب.....!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ کچھ دیر وہیں کھڑا خیالات میں گم رہا پھر دروازے کیطرف بڑھا۔ اب وہ لیڈی بہرام کی خواب گاہ کے سامنے کھڑا تھا..... اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر سے ھلائی ہوئی آواز آئی۔ "کیا ہے.....؟ کیوں مجھے بور کر رہے ہو.....!"

"ایک اہم اطلاع ہے..... لیڈی صاحبہ.....!"

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا۔ لیڈی بہرام نے سلیپنگ گاؤن بھی نہیں پہنا تھا آنکھیں نیند میں ڈوبی وئی سی معلوم ہوتی تھیں۔

"کیا بات ہے.....!"

"خطرہ سر پر آ گیا ہے.....!"

"کیا مطلب.....؟"

”مارتھا کو کسی نے قتل کر دیا....!“

”کیا....؟“ وہ لڑکھڑاتی ہوئی کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔

”ابھی ابھی اطلاع ملی ہے۔!“

”کس سے اطلاع ملی ہے۔!“

”جسے میں نے اس کے بارے میں فون کیا تھا.... جب اس کے آدمی وہاں پہنچے تو معلوم ہوا.... پولیس موجود تھی۔!“

”اب کیا ہو گا....!“

”کچھ بھی نہیں.... میں نے آپ کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔!“

”لیکن پولیس.... میں پولیس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔!“

”بھلا آپ کو پولیس کے سامنے سے کیا سروکار....!“

”تم نہیں سمجھتے.... نہیں سمجھ سکتے۔!“

”تو سمجھایئے.... نا....!“

”میں کچھ نہیں جانتی.... پولیس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔!“

”وہ شائد مارتھا کے بارے میں آپ سے پوچھ گچھ کرے.... اس کے سارے جاننے والوں سے کرے گی۔ اسے ضابطے کی کارروائی کہتے ہیں۔!“

”کچھ بھی سہی میں پولیس کا سامنا نہیں کر سکتی۔!“

”فرض کیجئے... آپ نہ کرنا چاہیں.... اور میں ایسا انتظام کر دوں کہ پولیس آپ تک پہنچ ہی نہ سکے....! لیکن آپ کی عدم موجودگی میں وہ سر بہرام سے تو یقینی طور پر آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کرے گی۔!“

”ہاں.... آں.... یہ تو ہے....!“

”کیا یہ چیز آپ کے لئے بہتر ہو گی....؟“

”نہیں قطعی نہیں....! یہ بہت بُرا ہوا.... بہت بُرا....!“

”میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا بُرائی ہے.... میرا کوئی شناسا مار ڈالا جائے پولیس اس کے بارے میں مجھ سے کچھ معلوم کرنا چاہے تو اس سے میری پوزیشن پر کیا اثر پڑے گا۔!“

”تم نہیں سمجھ سکتے میں سمجھانا بھی نہیں چاہتی بس تم کوئی ایسی تدبیر کرو کہ پولیس کا سامنا نہ ہو۔!“

”سر بہرام کیا سوچیں گے جب پولیس آپ کو ڈھونڈتی پھرے گی اور آپ لاپتہ ہوں گی۔!“

”سب کو جہنم میں جھونکو.... کچھ کرو میرے لئے.... اور جلدی کرو....!“

”میں آپ کو ایسی جگہ پہنچا سکتا ہوں جہاں پرندہ پر نہ مار سکے.... لیکن اس کے بعد آپ کے شل اسٹیٹس کا کیا بنے گا۔!“

”سب کچھ جہنم میں جائے میں پولیس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔ کتنی بار دہراؤں یہی بات۔!“

”کیا آپ سر بہرام کے علم میں لائے بغیر کچھ دن شہر کے باہر گزار سکتی ہیں۔!“

”نہیں میں انہیں اطلاع دے کر ہی جاتی رہی ہوں.... لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ انہیں یہ ی بتاؤں کہ کہاں جا رہی ہوں۔!“

”گڈ تب تو ٹھیک ہے.... آپ ابھی انہیں مطلع کر دیجئے کہ آپ باہر جا رہی ہیں۔!“

لیڈی بہرام سلیپنگ گاؤن پہنے بغیر سٹنگ روم میں آئی اور فون پر نمبر ڈائیل کرنے لگی۔ سری طرف سے شائد کال ریسیو کر لی گئی تھی اور اب وہ عمران کے کہے ہوئے الفاظ دہرا رہی تھی۔

اور پھر اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

”بڑی حیرت ہے مجھے لیڈی صاحبہ....!“ عمران بولا۔ ”سر بہرام نے شاید واقعی یہ نہیں چھا کہ آپ کہاں جا رہی ہیں۔!“

”ہم دونوں ایک سمجھوتے کے تحت زندگی بسر کر رہے ہیں۔!“

عمران کچھ نہ بولا۔ لیڈی بہرام بھی اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر عمران نے کہا۔ ”تو پھر بلدی سے تیار ہو جایئے.... ضرورت کی چیزیں بھی رکھ لیجئے گا۔!“

”جانا کہاں ہو گا....؟“

”یہ سب آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے....!“

لیڈی بہرام چلی گئی۔ عمران نے پھر فون پر بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے۔

”یس سر....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”کوئی نیا ڈیولپمنٹ....!“

”وہ تینوں اس وقت چیتھم روڈ پر ایک گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔!“

”چیتھم روڈ....!“ عمران چونک پڑا۔ ”کہاں کس جگہ....!“

”ایک منٹ ہولڈ آن کیجئے....ابھی بتاتا ہوں....ایگزیکٹ پوزیشن....!“

عمران ریسیور کان سے لگائے منتظر رہا۔

تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔ ”کوٹھی نمبر سترہ کے قریب ایک پیپل کا درخت ہے۔ اسی کے نیچے گاڑی روکے ہوئے وہ غالباً اسی کی مشین کی کسی خرابی کا جائزہ لے رہے ہیں۔!“

”ان کی نگرانی کون کر رہا ہے....!“ عمران نے پوچا۔

”چوہان....اور صدیقی....!“

”انہیں مطلع کرو.... کوٹھی نمبر ۱۷ سے کار برآمد ہوگی میں اس میں ریڈی میڈ میک اپ میں ہوں گا....اور میرے ساتھ لیڈی بہرام بھی ہوگی۔!“

”تو کیا آپ....؟“

ہاں کوٹھی نمبر ۱۷ اسی کی ہے.... اور وہ تینوں اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے ہمیں گھیرنے کی کوشش کی جائے۔

”میں آجاؤں....!“

”نہیں.... تم جہاں ہو وہیں ٹھہرو.... میں دیکھ لوں گا۔!“

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے جیب سے پلاسٹک کی ناک نکالی اور چہرے پر فٹ کرلی۔

کچھ دیر بعد لیڈی بہرام ایک چھوٹا سا سوٹ کیس لٹکائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی سوٹ کیس ہاتھ سے چھوٹ پڑا۔

”خائف ہونے کی ضرورت نہیں مائی لیڈی.... آپ کا خادم ہے....!“ عمران نے کہا اور گھنی مونچھیں مصنوعی ناک سمیت چہرے سے الگ کردیں۔

”اوہ.... میں واقعی ڈر گئی تھی۔!“

عمران کچھ نہ بولا۔ اس نے دوبارہ میک اپ سیٹ کرلیا تھا۔

”میں کہاں تک حیرت ظاہر کروں....!“ وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

”لاحول پڑھنا چاہئے میری صلاحیتوں پر.... آپ تیار ہوگئیں ٹھیک ہے اب ذرا اور ٹھہریئے۔!“

”کیوں....؟“

”کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے۔!“

”کیا مطلب....؟“

”تین آدمی آپ کی فکر میں ہیں....!“

”یعنی اس کے تین آدمی....!“

”دیکھئے.... کون نکلتے ہیں....؟“

”لیکن تم نے یہیں بیٹھے بیٹھے کیسے کہہ دیا۔!“

”جب آپ لباس تبدیل کرنے گئی تھیں....دوڑ کر دیکھ آیا تھا....!“

”اونہہ.... ہوں گے کوئی راہ گیر....!“

”خدا کرے ایسا ہی ہو....!“ عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

اس کی نظر رسٹ واچ پر تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ایک ایک سیکنڈ شمار کر رہا ہو۔ کچھ دیر اس نے کہا۔

”چلئے.... لیکن گاڑی آپ ہی ڈرائیو کریں گی میں پچھلی سیٹ پر رہوں گا۔!“

”کیوں....؟“

”بحث نہیں....مائی لیڈی....!“

”اچھی بات ہے....!“ اس نے بھی ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

گاڑی برآمدے کے سامنے ہی کھڑی تھی۔

”کیا اب یہاں کوئی چوکیدار بھی نہیں ہے....!“ عمران نے پوچھا۔

”فی الحال تو نہیں ہے۔ اپنے وقت پر ہی آئے گا۔!“

”چوری وغیرہ کا خدشہ نہیں ہے۔!“ عمران نے پوچھا۔

”اونہہ.... میری پینٹنگز کے علاوہ اور کوئی زیادہ قیمتی چیز ہے ہی نہیں۔!“

”تو کیا ہم پھاٹک کھلا چھوڑ کر جائیں گے۔!“

”تم اس کی فکر نہ کرو.... اکثر یہ عمارت یونہی خالی رہتی ہے۔!“

گاڑی پھاٹک سے نکل آئی۔ لیڈی بہرام ہی ڈرائیو کر رہی تھی۔ عمران پچھلی سیٹ پر تھا۔ اس نے پیپل کے نیچے کھڑی سیاہ گاڑی دیکھی تھی۔! جیسے ہی لیڈی بہرام کی گاڑی پھاٹک سے

نکلی تھی اس کا بونٹ گرا دیا گیا تھا اور انجن پر جھکے ہوئے تینوں آدمی گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔!

"کدھر چلنا ہے....؟" لیڈی بہرام نے پوچھا۔

"بس دائیں جانب موڑ لیجئے....اور سیدھی چلی چلئے....!"

"میرے خدا....!" وہ گاڑی موڑتے ہوئے بڑبڑائی.... "تم شاید ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔ ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔!"

"کالی گاڑی....!"

"ہاں....میں عقب نما آئینے میں دیکھ رہی ہوں....!"

"بے فکری سے چلتی رہئے....!"

"لل....لیکن میرے ہاتھ اسٹیئرنگ پر جم نہیں رہے....!"

"جمائیے....کسی طرح ورنہ کھیل بگڑ جائے گا۔!"

"اگر میں بے ہوش ہو گئی تو....!"

"گاڑی فٹ پاتھ پر چڑھ جائے گی....!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا۔

"کیا اسی رفتار سے چلتی رہوں....؟"

"ٹھیک ہے....فی الحال یہی مناسب ہے....تیس سے زائد نہ ہونے دیجئے۔!"

گاڑی چیتھم روڈ سے گیارہویں سڑک پر مڑی....! یہاں ٹریفک زیادہ تھا۔ اس لئے رفتار بیس میل سے زیادہ نہ بڑھ سکی۔

"ہمیں جانا کہاں ہے....؟" لیڈی بہرام نے پوچھا۔

"یا تو دوسری دنیا کا سفر کریں گے....یا رات کا کھانا ٹپ ٹاپ میں کھائیں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کالی گاڑی میں ہمارے باڈی گارڈ نہیں ہیں۔!"

"پہیلیاں نہ بجھواؤ....مجھے الجھن ہوتی ہے۔!"

"یا تو یہ لوگ ہمیں گولی مار دیں گے....یا میں ان کا قیمہ بناؤں گا۔!"

"تم تنہا کیسے نپٹ سکو گے ان سے۔!"

"اب براہ کرم مجھے کچھ سوچنے دیجئے....!"

"سوچو....!" لیڈی بہرام نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کہہ رہی ہو۔ "جہنم میں جاؤ۔!"

* * *

لیفٹیننٹ چوہان اور لیفٹیننٹ صدیقی....واٹر کول انجن والی بے آواز موٹر سائیکل پر تھے۔ کالی زی سے ان کا فاصلہ تقریباً ایک سو گز ضرور رہا ہو گا۔

"یار....یہ شخص نہ خود مرتا ہے....اور نہ ہمیں مرنے دیتا ہے۔!" لیفٹیننٹ صدیقی بولا۔

"کون....!" چوہان نے پوچھا۔

"میں عمران کی بات کر رہا ہوں....سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم میں اس کی کیا حیثیت ہے۔!"

"حیثیت سے کیا مراد ہے تمہاری....؟"

"مطلب یہ ہے کہ پہلے کیطرح معاوضے پر کام کرتا ہے یا باقاعدہ طور پر ہم میں سے ہی ایک ہے۔!"

"اس قسم کی الجھنوں میں پڑنے سے کیا فائدہ ہے....!" چوہان بیزاری سے بولا۔ "ہمیں تو وہ ب کچھ ہر حال میں کرنا ہے جس کا حکم ہمارا چیف دیتا ہے۔!"

پھر وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے۔

"کیا خیال ہے....؟" کچھ دیر بعد صدیقی بولا۔ "کالی گاڑی کا ایریل ریڈیو سے منسلک ہے یا کسی انسمیٹر سے۔!"

"چیک کر لو....!" چوہان نے کہا۔

صدیقی نے جیب سے ایک مثلث نما ڈبیہ سی نکالی جس کے تینوں گوشوں پر چمکدار سوئیاں لگی ئی تھیں۔

"اس نے اسے بائیں کان سے لگاتے ہوئے ایک وسطی بٹن دبایا....!" آواز آنے لگی۔

"ہیلو....ہیلو....تھری تھری سکس....ہم چیتھم روڈ سے گیارہویں سڑک پر مڑے ہیں۔!"

"بالکل یہی بات ہے....!" صدیقی نے چوہان سے کہا۔ "یہ ٹرانس میٹر ہی ہے اور وہ کسی ری تھری سکس کو اپنا روٹ بتا رہے ہیں۔!"

"کہیں یہ عمران صاحب کسی جال میں تو نہیں پھنسنے جا رہے۔!" چوہان بولا۔

"ہمارے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ کوٹھی سے آپ ہی بر آمد ہونے والے ہیں۔!"

"ہمارے چیف کو تو علم تھا....ورنہ دس منٹ پہلے ہم کیسے آگاہ ہوتے....!"

"لیڈی بہرام ڈرائیو کر رہی ہے.... اور خود پچھلی سیٹ پر آرام فرما رہے ہیں۔!"

مثلث نما ٹرانس میٹر کا ریسیور اب بھی صدیقی کے کان سے لگا ہوا تھا.... دفعتاً اس میں سے آواز آئی۔ "تھری تھری سکس اسپیکنگ.... ہیلو.... ہیلو....!"

"یس باس....!" دوسری آواز۔

"کیا وہ خود ہی ڈرائیو کر رہا ہے....!" پہلی آواز۔

"نہیں باس.... عورت ڈرائیو کر رہی ہے۔!" دوسری آواز۔

"ٹھیک ہے۔ تم تعاقب جاری رکھو....!" پہلی آواز۔

"او.... کے.... باس....!"

"چوہان....!" صدیقی بولا۔ "میرا خیال ہے کہ تھری تھری سکس عمران کی شخصیت سے واقف ہے۔!"

"جہنم میں جائے.... ہمیں اگر معاملات کا علم ہو تو ہم کچھ کر بھی سکیں۔ ہمیں کیا پتہ کہ کیا ہو رہا ہے۔ لہٰذا جتنا کہا جائے اتنا ہی کرتے جاؤ.... خواہ مخواہ اپنے ذہن کو تھکانے سے کیا فائدہ۔!"

"نہیں.... میں اس آدمی عمران کے لئے فکر مند رہتا ہوں.... دیکھ لینا بڑی اچانک موت ہو گی اس کی۔!"

"ہو بھی چکے کسی صورت سے۔!"

"کیوں بھئی.... آخر اتنی بیزاری کیوں....؟"

"مجھے اس کا طریق کار پسند نہیں ہے.... ہاتھ گھما کر ناک پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔!"

"ہم اپنے چیف کے پابند ہیں.... جب وہ خود ہی اسے برداشت کرتا ہے تو پھر ہمیں بھی کرنا ہی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ چیف ہی کی کسی اسکیم کو عملی شکل دے رہا ہو۔!"

"یار ختم کرو.... کتنے دن ہو گئے جھک مارتے ہوئے۔ خدا خدا کر کے وہ لڑکی ختم ہوئی تو یہ تینوں.... لیکن صفدر کہاں غائب ہو گیا۔!"

"پتہ نہیں.... ہٹ سے غائب ہوا ہے تو پھر نہیں دکھائی دیا۔!"

ٹرانس میٹر کی ریسیونگ سائیڈ سے پھر آواز آئی۔ "ہیلو.... تھری تھری سکس گاڑی اب ایلکن روڈ پر مڑ رہی ہے.... ہمارا خیال ہے کہ انہیں تعاقب کا علم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تصدیق

نے کے لئے خواہ مخواہ چکراتے پھر رہے ہیں۔!"

"ہو سکتا ہے....!" تھری تھری سکس کی آواز آئی۔

"تو پھر ہمیں کیا کرنا ہے....!" پہلی آواز۔

"صرف تعاقب کرتے رہو....!"

"اوہ.... اب.... ایلکن روڈ سے احمد پور والی سڑک پر مڑ گئی ہے وہ گاڑی....!"

"تعاقب جاری رکھو....!"

◆

"ارے.... ارے.... یہ کیا کر رہی ہیں لیڈی صاحبہ....!" عمران سیدھا بیٹھتا ہوا بولا۔

"ایک جگہ میری سمجھ میں آگئی ہے.... جہاں میں محفوظ رہ سکوں گی۔ تم بھی وہیں چلو۔!"

"کچھ دیر پہلے تو....!"

"خاموش بیٹھے رہو....! تم میرے سیکریٹری ہو.... میں تمہاری سیکریٹری نہیں....!"

"معاف کیجئے گا بھول گیا تھا....!" عمران نے طویل سانس لی اور پشت گاہ سے ٹک گیا۔

گاڑی شہری آبادی کو پیچھے چھوڑتی ہوئی پچاس اور پچپن کی رفتار سے آگے بڑھتی جارہی ی.... لیڈی بہرام کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

عمران عقب نما آئینے میں اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتا رہا تھا۔

"کیا آپ مجھ سے خفا ہیں مائی لیڈی....!"

"نہیں تو....!" وہ ہنس پڑی۔

"آپ کا چہرہ کچھ دیر پہلے بہت غضب ناک نظر آرہا تھا۔!"

"اپنی حماقتوں پر غصہ آرہا تھا....!"

"مجھے آج تک اپنی کسی حماقت پر غصہ نہیں آیا....!"

"ایسا نہ کہو.... ممکن ہے کبھی آہی جائے....!"

"ناممکن... مائی لیڈی... احمقوں کو کبھی غصہ نہیں آتا۔ آئے تو پھر احمق ہی کیوں کہلائیں۔!"

"بعض اوقات تم فلسفیوں کی سی باتیں کرنے لگتے ہو۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے مائی لیڈی.... فلسفی احمق ہی تو ہوتے ہیں۔ آم نہیں کھاتے

درختوں کا شمار کرنے لگتے ہیں....!"

"تو تم.... فلسفی ہو....!"

"یس مائی لیڈی....!"

"کسی خاص نہج پر سوچتے ہو....!"

"یس مائی لیڈی....!"

"ذرا مجھے بھی تو بتاؤ....!"

"اپنے وجود کے ثبوت کے لئے میں ڈیکارٹس کے خیال سے متفق ہوں.... یعنی میرا ادراک میرے وجود کا ثبوت ہے اور میرا وجود کسی کی حماقت کا نتیجہ.... لہٰذا حماقت ہی بنیادی حقیقت ٹھہری.... دنیا کے سارے فتنوں کی جڑ تو عقل ہے اس لئے عقل کو اٹھا کر طاق پر رکھ دینا چاہئے۔ جیسے میں نے رکھ دی ہے۔!"

"بکواس کرتے ہو.... تم تو بہت عقل مند ہو....!"

"گالی نہ دیجئے گا.... ورنہ بُرا مان جاؤں گا....! عقلندی میرے لئے بہت بڑی گالی ہے۔!"

"تم کس کی حماقت کا نتیجہ ہو....!" وہ اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"احمق صرف احمق ہوتا ہے.... اسے کوئی بھی نام دیا جاسکتا ہے....!"

"نام بتاؤ....!"

"نام کا بھی قائل نہیں ہوں....!"

"تمہارا بھی تو نام ہے....!"

"مجھے قطعی پسند نہیں کیونکہ یہ بھی میری ذاتی حماقت کا نتیجہ نہیں....!"

"تم واقعی عقل مند ہو کیونکہ ایسی حماقتوں سے دور رہتے ہو....!"

"دوہری حماقت میرے بس سے باہر ہے.... یعنی ایک تو حماقت کروں.... اور پھر اس کا کوئی نام رکھوں.... لاحول ولا.... ارے ارے.... یہ آپ کچے پر کیوں موڑ رہی ہیں۔!"

"ادھر ہی چلنا ہے۔!"

"لیکن.... لیکن ادھر ویرانے میں تو ہم آسانی سے مار لئے جائیں گے۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔!"

"اچھا صاحب.... اللہ مالک ہے....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور مڑ کر دیکھا۔ کالی گاڑی بھی کچے پر مڑ گئی تھی لیکن اسکے پیچھے والی موٹر سائیکل سڑک ہی پر کچھ دور آگے جاکر رکی تھی۔

عمران نے دوسری بار ٹھنڈی سانس لی.... اور اسی طرح دیکھتا رہا.... زمین ناہموار تھی اس لئے ان کی گاڑی کی رفتار کم ہو گئی تھی۔

تعاقب کرنے والی سیاہ گاڑی سر پر چڑھی آ رہی تھی۔!

"آج تو مارے گئے....!" عمران کراہا۔

"اگر تم نے اس طرح بزدلی دکھائی تو کیسے کام چلے گا۔!"

"چنگیز خان کا خون دوڑ رہا ہے.... میری رگوں میں....!" عمران اکڑ کر بولا۔

مڑ کر دیکھا تو موٹر سائیکل اب بھی سڑک ہی پر نظر آئی.... چوہان اور صدیقی نیچے اتر کر شاید اس کا انجن دیکھ رہے تھے۔

"مائی لیڈی.... پلیز.... کیا آپ ارہر کے کسی کھیت میں قیام فرمائیں گی۔!" عمران نے اس وقت کہا جب ان کی گاڑی ارہر کے دو رویہ کھیتوں کے درمیان دس گیارہ فٹ چوڑے راستے پر مڑ رہی تھی۔

"سیکریٹری.... خاموش بیٹھے رہو....!"

"تو پھر رفتار تیز کیجئے ورنہ یہاں اس مسطح راستہ پر وہ اپنی گاڑی ہماری گاڑی سے ٹکرا دیں گے۔!"

"میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں کہ ان میں کتنا دم خم ہے۔!"

"لل.... لیکن میرا کیا بنے گا۔!"

"تمہارا بھی امتحان ہو جائے گا.... بہت بڑے بڑے دعوے کرتے تھے۔!"

"اگر میں امتحان میں فیل ہو گیا تو پھر آپ کہاں ہوں گی۔!"

"وہ صرف تین ہیں.... میں بیک وقت تیس مردوں کو الو بنا سکتی ہوں۔!"

"مائی لیڈی.... وہ بہت قریب آگئے ہیں....!"

لیڈی بہرام کچھ نہ بولی۔

* * *

"اب بتاؤ کیا کریں....!" چوہان نے صدیقی سے کہا۔

صدیقی نے سر اٹھا کر داہنی جانب دیکھا.... دونوں گاڑیاں آگے پیچھے رینگ رہی تھیں۔

اب فی الحال تعاقب مشکل ہے.... ویسے اگر وہ کھیتوں کے درمیان والے راستے پر چلتے ہیں تو البتہ ان پر نظر رکھی جاسکے گی۔

"ایسی احمقانہ حرکتیں نہ پہلے کبھی دیکھیں اور نہ کبھی سنیں....!" چوہان برا سا منہ بنا کر بولا۔

"بھئی تم ٹرانس میٹر کا استعمال جاری رکھو.... اگر یہ مردود ہماری آنکھوں کے سامنے مار ڈالا گیا تو ایکس ٹو چمڑی ادھیڑ دے گا۔!"

صدیقی نے پھر ٹرانس میٹر نکالا آواز آرہی تھی۔ "اب ہم تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر داہنی جانب کچے میں اتر گئے ہیں.... اگلی گاڑی کی رفتار تیز نہیں ہے۔!"

"ٹھیک ہے.... تعاقب جاری رکھو....!" دوسری آواز آئی۔ "تم غالباً کوارٹر سیون کے قریب کہیں ہو....!"

"جی ہاں.... ارہر کے کھیتوں کے بعد کوارٹر سیون ہی ہے۔!"

"جہاں کہیں وہ رکیں گھیر لینا۔ اگر کوارٹر سیون کے قریب رکے تو تمہیں آسانی ہوگی۔!"

"او کے باس....!"

"وہ غالباً خوف زدہ ہوں گے۔!"

"اس کا اندازہ نہیں ہے.... باس....!"

"ایسی ہی بات ہوگی.... بس قابو میں کرنے کے بعد کوارٹر سیون پہنچا دو....!"

"او کے باس....!"

پھر کوئی آواز نہ سنائی دی۔!

"آج خیریت نہیں....!" صدیقی بڑبڑایا۔

"کیوں کیا بات ہے....؟"

"وہ حقیقتاً انہیں گھیر رہے ہیں.... گھیر کر کسی مقام پر کوارٹر سیون تک پہنچانا ہے.... جس کا راستہ ارہر کے کھیتوں کے درمیان سے گزرتا ہے.... ارے لو ان کی گاڑی تو اسی راستے پر چل پڑی ہے.... اور دوسری گاڑی بھی۔!"

"اب تعاقب آسان ہوگا.... گاڑیوں کی رفتار تیز نہیں ہے!" چوہان نے کہا اور موٹر سائیکل

اسٹارٹ کرتا ہوا بولا۔ "بیٹھو.... ہم گاڑی ادھر ہی چھوڑ کر ارہر کے کھیتوں میں گھس پڑیں گے۔!"

"اور پھر اگر دونوں گاڑیوں کی رفتار تیز ہوگئی تو ارہر کے کھیتوں ہی میں رہ جائیں گے۔!" لیفٹیننٹ صدیقی بڑبڑایا۔

◆

اب دونوں گاڑیوں کا فاصلہ بمشکل تیس فٹ رہا ہوگا.... عمران بار بار مڑ کر دیکھتا جارہا تھا.... لیڈی بہرام شائد عقب نما آئینے میں اس کی حالت کا جائزہ لیتی رہی تھی۔

دفعتاً وہ ہنس کر بولی۔ "اسی برتے پر میری حفاظت کا دعویٰ رکھتے تھے۔!"

"آپ سنئے تو سہی لیڈی بہرام.... اگر میں اپنی منتخب کردہ جگہ پر آپ کو لے جاسکتا تو آپ یقیناً ہر طرح محفوظ ہوتیں.... لیکن یہ سب کچھ تو آپ ہی کر رہی ہیں.... اگر میرا امتحان لینا مقصود تھا تو پہلے ہی بتادیا ہوتا۔!"

"تو کیا کر لیتے تم....!"

"دم دبا کر بھاگ جاتا.... یا پہلے بھاگ جاتا پھر دم کا بھی انتظام کر لیتا.... لیکن یہ تو کوئی بات نہ ہوئی.... کچھ بھی نہ ہوا اپنا سوچا ہوا....!"

"کیا سوچا تھا تم نے....!"

"اب کیا فائدہ بتانے سے.... گردن تو کٹوا دی آپ نے....!"

"اب تم دیکھنا کہ میں انہیں کس طرح نیچا دکھاتی ہوں.... اگر مجھے یہ یقین نہ ہو جاتا کہ واقعی ہمارا تعاقب کیا جارہا ہے تو میں تمہاری ہی منتخب کی ہوئی پناہ گاہ کا رخ کرتی۔!"

"بزرگوں سے سنا تھا کہ عورتیں ضدی ہوتی ہیں.... آج یقین بھی آگیا اس پر....!"

"میں اب اس مردود کو دکھا دینا چاہتی ہوں۔!"

"پہلے میری شکل دکھائیے گا اس مردود کو لیڈی بہرام....!"

"کیا مطلب....؟"

"کچھ نہیں....!"

"نہیں بتاؤ.... ورنہ میں گاڑی روک دوں گی....!"

"یہ بھی کر کے دیکھ لیجئے لیڈی بہرام....!"

"کیا یہ کسی قسم کی دھمکی ہے۔!"

"بھلا سیکریٹری دھمکی دینے کی جرأت کر سکتا ہے۔!"

"اچھا بتاؤ.... اگر وہ تینوں تم پر ٹوٹ پڑیں تو تم کیا کرو گے۔!"

"ہاتھاپائی شریف آدمیوں کا شیوہ نہیں۔ لہٰذا میں آپ کو انکے حوالے کر کے گھر کی راہ لونگا۔!"

لیڈی بہرام بہت زور سے ہنسی.... اور ہنستی ہی رہی۔

"پوچھنا تو نہ چاہئے کہ آپ ہنس کیوں رہی ہیں.... لیکن پھر بھی جرأت کرتا ہوں۔!"

"مجھے اس پر ہنسی آرہی ہے کہ میں تمہیں ان کے حوالے کر کے خود اپنی راہ لوں گی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

گاڑی کھیتوں کے درمیان سے گزر کر پھر ایک چھوٹے سے میدانی قطعے میں داخل ہو رہی تھی.... سامنے ایک چھوٹی سی عمارت بھی نظر آئی۔

لیڈی بہرام نے پھر رفتار بڑھائی اور آن کی آن میں عمارت تک آ پہنچی۔ گاڑی رک گئی۔ پھر لیڈی بہرام عمران کی طرف مڑی تھی.... لیکن خالی ہاتھ نہیں.... اعشاریہ دو پانچ کا خوبصورت سا پستول عمران کے دل کا نشانہ لے رہا تھا۔

"مم.... مائی لیڈی....!"

"خاموش بیٹھے رہو....؟"

دوسری گاڑی رک گئی.... اور وہ تینوں نیچے اتر آئے تھے.... عمران نے کنکھیوں سے دیکھا وہ ان کی گاڑی کی طرف بڑھتے آرہے تھے۔ پھر دو آدمی تو پچھلی سیٹ کے دونوں دروازوں پر جم گئے اور ایک اسٹیئرنگ والے دروازے پر جا کھڑا ہوا۔

لیڈی بہرام بالکل بے پرواہ نظر آرہی تھی.... اس کی تمام تر توجہ کا مرکز عمران تھا۔

دفعتاً اسٹیئرنگ کے قریب والی کھڑکی کے پاس کھڑے آدمی نے.... لیڈی بہرام کے ہاتھ سے پستول چھین لیا.... اور سخت لہجے میں بولا۔ "تم دونوں نیچے اتر آؤ....!"

"ہوش میں ہو یا نہیں....!" لیڈی بہرام آپے سے باہر ہو گئی۔

"نیچے اتر آؤ....!" اس بار لہجہ توہین آمیز تھا۔

"چپ رہو کتے....!"

لیکن کتے نے بائیں ہاتھ سے دروازہ کھول کر اس کے بال مٹھی میں جکڑے اور نیچے کھینچ لیا۔

اب لیڈی بہرام کے انداز سے معلوم ہوتا تھا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔

اچانک عمران نے گاڑی کے اندر سے کہا۔ "آج معلوم ہوا کہ عورتیں مجھ سے بھی زیادہ قص العقل ہوتی ہیں۔!"

"اچھا اب تم بھی نیچے اترو ورنہ تمہیں تو ہم جان ہی سے مار دیں گے۔!"

"ہاں بھلا ہم کس کام کے....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

لیڈی بہرام اب بھی کچھ نہ بولی.... بالکل ساکت و صامت کھڑی تھی۔

"اے تو پیچھے بھی تو ہٹو....!" عمران نے ہینڈل گھما کر اس طرح دروازہ کھولا کہ دروازے کے قریب کھڑا ہوا آدمی دوسری طرف الٹ گیا.... ساتھ ہی عمران نے بیٹھے بیٹھے اس پر چھلانگ بھی لگائی تھی اور اتنی پھرتی سے اسے سمیٹے ہوئے زمین سے اٹھا تھا کہ دوسروں کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقعہ ہی نہ مل سکا۔

اب وہ آدمی اس کی ڈھال تھا.... اس کا رخ پستول والے کی طرف موڑتا ہوا بولا۔ "اب چلاؤ گولی.... میں تنہا کہیں بھی جانے کا عادی نہیں.... ہم دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دینا....!"

"میں سچ مچ گولی مار دوں گا....!" اس نے کہا۔

تیسرا آدمی پشت سے عمران پر حملہ آور ہوا.... لیکن عمران کی لات ایسی جگہ پڑی کہ گر کر پھر نہ اٹھ سکا.... ویسے اس کی بے ساختہ قسم کی کراہ چیخ میں ضرور تبدیل ہو گئی تھی۔

ادھر عمارت سے بھی دو آدمی نکل آئے اور پستول والے نے انہیں اپنی مدد کے لئے پکارا۔

اتنے میں عمران نے دیکھا کہ دو آدمی کھیتوں کی طرف سے بھی جھپٹے آرہے ہیں خود اس کا شکار اب اس کی گرفت سے نکل جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے اسے پستول والے پر پھینک مارا اور پھر خود بھی ان دونوں پر چھلانگ لگائی.... عمارت سے برآمد ہونے والے ابھی ان کے قریب نہیں پہنچ سکے تھے۔

لیڈی بہرام اپنی گاڑی سے ٹکی کھڑی انہیں اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے وہ سب کچھ خواب ہو۔ شائد اس کے اعصاب قابو میں نہیں تھے۔

عمارت سے نکلنے والے دوڑتے ہوئے ان تک پہنچے تھے لیکن عمران اس سے پہلے ہی پستول پر

قبضہ کر کے سنبھل چکا تھا۔

"اب تم سب اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ ورنہ میں بہت زیادہ احمق واقع ہوا ہوں۔!"

اتنے میں چوہان اور صدیقی بھی قریب آپہنچے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی ریوالور تھے۔

وہ آدمی جو عمران کی لات کھا کر گرا تھا اب اس میں بھی کسی قدر ہوش کے آثار پائے جاتے تھے لیکن اس نے زمین سے اٹھنے کی کوشش نہیں کی غالباً موجودہ چویشن اسکی سمجھ میں آگئی تھی۔

"گاڑی میں تشریف رکھئے.... مائی لیڈی!" عمران نے بڑے ادب سے لیڈی بہرام سے کہا۔

چوہان اور صدیقی نے پانچوں کو کور کر لیا تھا.... اس لئے اب وہ پوری طرح لیڈی بہرام کی طرف متوجہ ہو سکتا تھا۔

"دیکھا آپ نے موقع بے موقع مذاق کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔!" وہ اس سے کہہ رہا تھا اس بات پر وہ اس طرح چونکی تھی جیسے اس سے پہلے سوتی رہی ہو۔ پھر بے چوں وچرا گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

"اب اکیلے ہی نہ چل دیجئے گا.... میں ذرا ان لوگوں کو دیکھوں گا۔!"

"نہیں آپ تشریف لے جائیے جناب....!" چوہان بولا۔ "یہ سب کچھ ہم ہی دیکھ لیں گے.... آپ کو تو شائد یہ بھی نہ معلوم ہو کہ یہ عمارت کیا کہلاتی ہے۔!"

"پولٹری فارم ہے شائد.... کمپاؤنڈ کے اندر مرغیاں ہی مرغیاں نظر آرہی ہیں.... موقع ملے تو دو چار پار کر لانا....!"

"تم لوگ اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو....!" پانچوں میں سے کوئی بولا تھا اور عمران نے کہا تھا۔ "اور اس قسم کی دعوتوں کے لئے پولٹری فارمنگ قطعی غیر ضروری ہے۔ اس لئے تم لوگ ساری مرغیاں پار کر لانا....!"

پھر وہ اسٹیئرنگ والے دروازے کی طرف بڑھتے بڑھتے رک گیا اور بولا۔ "تم دونوں انہیں کور کئے رکھو میں ذرا اندر دیکھ لوں.... اگر یہ محترمہ مجھے ساتھ لئے بغیر نکل جانے کی کوشش کریں تو کسی پہیئے پر فائر کر دینا۔!"

لیڈی بہرام نے خوف زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔ عمران عمارت کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

عمارت تو چھوٹی ہی تھی لیکن کمپاؤنڈ خاصا وسیع تھا.... جس میں چاروں طرف بڑے بڑے

لدار ڈربے تھے.... اور ان ڈربوں میں بے شمار مرغیاں کڑکڑاتی پھر رہی تھیں۔

وہ عمارت میں داخل ہوا.... چاروں طرف سناٹا تھا۔ شائد اندر دو آدمیوں کے علاوہ اور کوئی ب عمارت میں تھا ہی نہیں اور وحیدل ان میں سے کوئی بھی نہیں ہو سکتا تھا.... وحیدل جو لیڈی رام کے بیان کے مطابق پہلے تو ایک معمولی آدمی معلوم ہوا تھا لیکن پھر اس کی حیثیت کچھ اس م کی ثابت ہوئی تھی کہ اس گروہ سے تعلق رکھنے والے اس کے بت کی تصویر کو ایک دوسرے شناخت کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ حیثیت کسی اہم شخصیت ہی کو حاصل سکتی تھی۔

وہ چاروں طرف چکراتا پھرا لیکن کہیں بھی کوئی قابل اعتراض چیز نہ مل سکی تو تھک ہار کر پھر ر آگیا۔

یہاں چوہان کے دونوں ہاتھوں میں ریوالور نظر آرہے تھے اور صدیقی ایک ایک کو گرا کر باندھ تھا تینوں تعاقب کرنے والے باندھے جا چکے تھے اور اب عمارت کے مکینوں کی باری تھی۔

"ارے.... ارے.... یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ....؟" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کیا ان کا رڈالیں گے۔!"

"پھر کیا کریں....؟" صدیقی بھنا کر بولا۔

"خیر.... ان تینوں کو تو لے چلو.... لیکن انہیں یہیں رہنے دو ورنہ مرغیوں کی دیکھ بھال ا کرے گا.... اگر ایک مرغی بھی بھوکی مر گئی تو مرغوں کا صبر پڑے گا تم پر اور تم ساری زندگی ہی پر گزارا کرتے رہ جاؤ گے۔!"

"ہم پر کسی قسم کی ذمہ داری نہ ہوگی....!" چوہان غرایا۔

"چلو چلو سب ٹھیک ہے.... جو میں کہہ رہا ہوں وہی کرو....!"

صدیقی نے ان تینوں کو اٹھا کر سیاہ گاڑی کی پچھلی نشست کے حصے میں ٹھونس دیا اور چوہان ان ل کو عمارت کی طرف دھکیل لے گیا۔

واپسی پر اس نے بتایا کہ وہ صدر دروازے کو باہر سے بولٹ کر آیا ہے۔

"چلو خیر....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "مرغیوں کا اللہ مالک ہے۔!"

پھر اس نے کوڈ ورڈز میں انہیں ہدایت دی کہ تینوں کو دانش منزل پہنچا دیا جائے۔

اس کے بعد اس نے انجن اسٹارٹ کیا تھا۔۔۔۔ اور گاڑی آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔ لیڈی بہرام پلکیں جھپکائے بغیر خلاء میں گھورے جا رہی تھی۔ کھیتوں کے درمیان سے گزر کر وہ اس ناہموار میدان میں پہنچے جو پختہ سڑک تک پھیلا ہوا تھا۔

"آپ کی پناہ گاہ تو مرغی خانہ ثابت ہوئی مائی لیڈی!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اور اب میں قطعی طور پر تمہارے رحم و کرم پر ہوں!" لیڈی بہرام کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"یہ مشورہ ہے یا اندیشہ مائی لیڈی۔ اب تو آپ سے ہر بات کی وضاحت طلب کرنی پڑے گی۔"

"بس خاموشی سے چلتے رہو۔۔۔۔ میرا جو حشر چاہو کرو۔۔۔۔ مجھے قطعی افسوس نہ ہوگا۔!"

"اب لیجئے یہ بات بھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"آخر اتنا بنتے کیوں ہو۔۔۔۔!" وہ قریب قریب چیخ کر بولی۔ "کیا تم یہ نہیں سمجھے کہ میں تمہیں کسی جال میں پھانس رہی تھی۔!"

"ارے توبہ۔۔۔۔ توبہ۔۔۔۔ قسم لے لیجئے۔۔۔۔ جو۔۔۔۔!"

"خاموش رہو۔۔۔۔ تم اول درجے کے جھوٹے اور مکار آدمی ہو۔۔۔۔ مجھے یہ بات وحیدل ہی نے بتائی تھی۔۔۔۔ اور میں تمہیں اس کے جال میں پھنسا دینے کے لئے اپنی شاندار اداکارانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتی رہی تھی۔!"

"کسی دشمن نے میری طرف سے آپکے کان بھرے ہوں گے میں کیوں سوچنے لگا ایسی باتیں!"

"تم نہیں سوچتے تو اب سنو۔۔۔۔! ہاں میں تمہیں وحیدل کے حوالے کرنا چاہتی تھی۔ وہ ہر اس آدمی کے متعلق پوری پوری معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کرتا ہے جو مجھ سے قریب آنے کی کوشش کرے یا جسے میں دوست بنانا چاہوں۔۔۔۔ مجھے لازمی طور پر ایسے لوگوں کے بارے میں اسے مطلع کرنا پڑتا ہے۔ تمہارے متعلق بھی اسے بتایا تھا۔ اس نے مجھے ہدایت کی کہ تمہیں دواؤں کا بکس دے کر اس کے پاس بھیج دوں۔۔۔۔ اس نے تمہیں دیکھا اور مجھے اطلاع دی۔۔۔۔ کہ تم ایک خطرناک آدمی ہو۔ تمہیں الجھائے رکھا جائے۔۔۔۔ لہٰذا میں نے تمہاری زبان سے یہ سن کر کہ وہ بت نما ٹرانس میٹر وحیدل ہی کی شبیہہ ہے پھنس گئی ہوں۔۔۔۔ اور اب آنکھیں کھل جانے کے بعد تمہاری مدد سے اس جال کو توڑ پھینکنا چاہتی ہوں لیکن تم واقعی خطرناک ثابت ہوئے۔!"

"اور پھر جب واقعی آنکھیں کھلیں تو آپ سچی باتیں اگلنے پر آمادہ ہو گئیں۔!" عمران نے

سکون لہجے میں کہا۔

"یہ بھی حقیقت ہے۔۔۔۔!" لیڈی بہرام کا لہجہ خشک تھا۔

"پھر اب کیا ارادہ ہے۔۔۔۔؟"

"اس نے مارتھا کو قتل کر دیا۔۔۔۔ ایڈگر کے غائب ہو جانے میں بھی اسی کا ہاتھ ہے اور کسی رام ، کے قتل کی کہانی بھی اس نے ٹرانس میٹر پر سنائی تھی اور ٹرانس میٹر کو بھسم ہی کر دیا تھا۔۔۔۔ وہ مجھے کب زندہ دیکھنا پسند کرے گا۔۔۔۔ میں جو اس کے کئی رازوں سے واقف ہوں۔۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ وہ ایک غیر ملکی جاسوس ہے ہرگز نہیں وہ مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔!"

"ماؤلین کو آپ بھول ہی گئیں۔!"

"تم کیا جانو۔۔۔۔!"

"میں جانتا ہوں۔۔۔۔ کہ وہ بھی قتل کر دی گئی۔۔۔۔ خیر کیا آپ مجھے اس ریسٹ ہاؤز کے بارے ، بتانا پسند کریں گی۔!"

"اب تو میں سب کچھ بتاؤں گی خواہ تم کوئی بھی ہو۔۔۔۔ ریسٹ ہاؤز قائم کرنے کی تجویز بدل ہی کی تھی۔ اس طرح وہ اہم سرکاری آفیسروں تک اپنی ایجنٹ لڑکیاں پہنچا سکتا تھا اور وہ ان ، اہم ترین سرکاری راز حاصل کرتیں۔ یہ کام اطمینان سے ہو رہا تھا کہ اچانک وحیدل کو شبہہ لیا کہ ایڈگر اور مارتھا ان لڑکیوں کے ذریعہ پرائیویٹ بزنس بھی کر رہے ہیں لیکن وہ ان کے ف کوئی واضح ثبوت فراہم نہ کر سکا۔۔۔۔ لہٰذا اس نے باہر سے اپنی ایک ایجنٹ بلوائی۔۔۔۔ یہی ماؤلین تھی۔ اس نے ایک سیاح کی حیثیت سے ریسٹ ہاؤز میں قیام کیا۔۔۔۔ اور وہاں کی یوں میں گھل مل کر رہنے لگی۔ اس نے انہیں بتایا کہ وہ مالی حیثیت سے کس قدر کمزور پڑ گئی ۔ لڑکیوں نے اسے رائے دی کہ وہ یہاں کے مقامی آدمیوں کو اُلو بنا کر اپنی پوزیشن مضبوط کتی ہے۔ وہ تیار ہو گئیں لیکن بزنس کی پہلی ہی رات کو کوئی اسے اڑا کر لے گیا۔ وحیدل کو وہ رپورٹ بھی نہ دے سکی۔۔۔۔ سچ بتاؤ کیا اسے اڑا دینے میں تمہارا ہی ہاتھ تھا۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔۔۔۔ گاڑی شہر کے بجائے شکوہ آباد کی طرف جا رہی تھی۔ غالباً لیڈی بہرام می اس کا احساس تھا کہ ان کا رخ شہر کی جانب نہیں ہے۔ لیکن وہ کچھ بولی نہیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ بڑبڑائی۔ "میں نے تمہارے بارے میں اسے فوراً ہی اطلاع نہیں دی تھی

کیونکہ میں تمہیں پسند کرنے لگی تھی۔ میں سمجھتی تھی کہ تم ایک معصوم آدمی ہو بھولے بھالے۔!"

"پھر بعد میں کیوں اطلاع دے دی تھی۔!" عمران نے پوچھا۔

"وہ رات یاد کرو.... جب میں تمہارے لئے ریسٹ ہاؤز کے خاکروب کی لڑکی لائی تھی یہ سمجھ کر تم اپنے طبقے کی عورتوں سے شرماتے ہو....!"

"جی مجھے اب تک شرم آرہی ہے اس واقعے پر....!"

"تم مکار ہو....!" وہ جھلا گئی۔

"آپ مجھے سینکڑوں بار احمق کہہ چکی ہیں۔ واضح رہے کہ احمقوں میں مکاری کی صلاحیت نہیں ہوتی۔!"

"تم احمق نہیں ہو.... ہرگز نہیں....!"

"تو بھلا اس رات کو مجھ سے کیا قصور ہوا تھا کہ آپ نے خفا ہو کر اس نامعقول "یک چشم" کو اطلاع دے دی تھی۔!"

"اوہ تو تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ "یک چشم" ہے۔!"

"پہلی ہی نظر میں اس کی دوسری مصنوعی آنکھ میرے ذہن میں کھٹکی تھی۔!"

"حالانکہ اس کا دعویٰ ہے کہ اسے بہت قریب سے دیکھنے پر بھی کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ دوسری آنکھ مصنوعی ہے۔!"

"ختم کیجئے یہ آنکھ کا چکر.... اب تو اس کا شعلہ بننا بھی دیکھ چکا ہوں.... آپ نے مجھے پسند کرنے کے باوجود بھی کیوں موت کے منہ میں دھکیلنا چاہا تھا....؟"

"اس رات مجھے اندازہ ہوا تھا کہ تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو.... کسی خاص مقصد کے تحت تم نے خود ہی یہ جال بچھایا تھا کہ میں تمہیں اپنے قریب آنے دوں....!"

"بہت ذہین ہیں آپ....!"

"اور پھر تم وہی ثابت ہوئے جو میں نے سمجھا تھا....!"

"یعنی....!"

"سرکاری سراغ رساں....!"

"سمجھتی رہئے جو جی چاہے.... یہ تو میں ہی جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں....!"

"کیا ہو تم....؟" اس نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

"دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑانا میری ہابی ہے لیڈی بہرام... !"

"اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے تمہیں....؟"

"مالی منفعت.... اب جلد ہی وحیدل کو بلیک میل کر سکوں گا۔!"

"اس کی گرد کو بھی نہ پا سکو گے۔ ہاں اگر میں زندہ رہ گئی تو تم مجھے ضرور بلیک میل کرو گے۔!"

گاڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی رہی۔

◆

اُسی رات کو شہر جہنم کا نمونہ بن گیا.... سر بہرام کی اقامتی عمارت میں ایسی زبردست آگ ہ نصف درجن فائر بریگیڈ بھی اس پر قابو نہ پا سکے.... دوسری طرف لیڈی بہرام کا نگار خانہ جل رہا تھا۔ کئی اور بڑی عمارتیں بھی نذر آتش ہو گئیں لیکن آتشزدگی کی وجہ کسی کی بھی سمجھ نہ آ سکی۔ کئی عمارتوں میں اجنبی لوگ درانہ گھستے چلے گئے اور ان کی تلاشیاں لے ڈالیں۔ دخل اندازی کرنے والوں کو مارا پیٹا.... کئی مار کھانے والے تو اس حال کو پہنچ گئے کہ انہیں ل داخل ہونا پڑا۔

اسی رات کو صفدر اپنے فون پر عمران کی کال ریسیو کر رہا تھا۔

"تمہاری گوشہ نشینی کا دور ختم ہو گیا....!" عمران کسی نامعلوم مقام سے کہہ رہا تھا۔ "اب تم انہ باہر نکل سکتے ہو.... ماؤلین کو کسی نے قتل کر دیا اور وہ تینوں بھی اب آزاد نہیں جو تمہاری ، کرتے رہے تھے۔!"

"ماؤلین کو کس نے قتل کر دیا....!" صفدر نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ مجھ سے زیادہ احمق ثابت ہو گے....؟ کون قتل کر سکتا ہے اسے۔!"

"اس کا کوئی دوست....؟ لیکن لیکن....!"

"صفدر ہوش میں آؤ۔ میرا خیال ہے کہ تم ان دنوں صرف اسی کے متعلق سوچتے رہے ہو!"

"وہ بھی میری ہی طرح آدم کی اولاد ہے.... کیا مجھے اس کا حق حاصل نہیں ہے کہ کسی وقت نی پوزیشن سے بالاتر ہو کر کچھ سوچ سکوں....!"

"ہم اپنے نہیں ہیں دوست.... یہ کسی وقت بھی نہ بھولا کرو....!"

خیر.... آپ کہنا کیا چاہتے ہیں....!"

"آج ساری رات تمہیں جاگنا ہے۔۔۔۔ کیونکہ میری دوسری کال اہم ہوگی۔!"

"بہت بہتر۔۔۔۔!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے پر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا تھا۔

رات سرد تھی۔۔۔۔ اس نے ہیٹر پر سے چائے کی کیتلی اتاری اور پیالی میں انڈیلنے لگا۔

چائے ختم کر لینے سے پہلے ہی فون کی گھنٹی بجی۔ ریسیور اٹھایا دوسری طرف عمران ہی کی آواز آئی۔ "اطلاع ملی ہے کہ شہر کی بعض عمارتوں میں بیک وقت آگ لگی ہے۔ مجھے ان کی لسٹ چاہئے۔۔۔۔ کچھ عمارتوں میں زبردستی گھس کر اجنبی لوگوں نے تلاشیاں لی ہیں۔۔۔۔ ان عمارات کے بارے میں اطلاعات درکار ہیں اس بات کو خاص طور پر نوٹ کرنا کہ ان عمارات کے مکینوں کا کوئی تعلق سر بہرام یا لیڈی بہرام سے تو نہیں۔!"

"بہت بہتر۔۔۔۔ لیکن آپ اپنا محل وقوع تو بتائیے۔۔۔۔!"

"شکوہ آباد۔۔۔۔ لارڈو کے کمرہ نمبر گیارہ میں مقیم ہوں۔۔۔۔ فورتھری ڈائیل کر کے فور زیرو سکس ڈائیل کرنا اور کمرہ نمبر گیارہ مانگ لینا۔۔۔۔ آپریٹر اپنا ہی آدمی ہے اس لئے کسی ہچکچاہٹ کے بغیر ہر قسم کی گفتگو کی جاسکتی ہے۔!"

"بہت بہتر۔۔۔۔!" صفدر نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر خود ہی ریسیور رکھ دیا۔ نمبر اس نے نوٹ کر لئے تھے۔

پھر بہت عجلت کے ساتھ اس نے باہر جانے کے لئے لباس تبدیل کیا تھا۔ باہر تیز ہوا شائیں شائیں کر رہی تھی۔

✡

عمران ریسیور رکھ کر لیڈی بہرام کی طرف مڑا۔۔۔۔ وہ آرام کرسی پر نیم دراز تھی اور پتہ نہیں کیوں اس وقت اس نے تاریک شیشوں کی عینک بھی لگا رکھی تھی۔

"تصدیق ہوگئی مائی لیڈی۔۔۔۔ آپ کی اقامتی عمارت اور نگار خانہ دونوں ہی نذر آتش ہوگئے اور بعض عمارتوں میں زبردستی تلاشیاں لی گئیں۔ کچھ اور عمارتیں بھی جلائی گئی ہیں۔۔۔۔ یہ لیجئے ذرا اس لسٹ پر نظر ڈال لیجئے۔۔۔۔ اس میں ان تمام عمارتوں کے مالکان کے نام موجود ہیں جنہیں کسی طرح نقصان پہنچا ہے۔!"

لیڈی بہرام نے ہاتھ بڑھا کر کاغذ کا ٹکڑا اس سے لیتے ہوئے کہا۔ "میں خود ہی اس تباہی کا عث بنی ہوں۔!"

اس نے عینک اتار کر لسٹ پر نظر ڈالتے ہوئے طویل سانس لی۔۔۔۔ چہرے پر عجیب سا محلال طاری ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اچانک اس پر کسی قسم کے مرض کا حملہ ہوا ہو۔۔۔۔ پھر تھ کانپتے تھے کاغذ فرش پر گر گیا تھا اور وہ آرام کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گئی تھی۔ آنکھیں اب ی کھلی ہوئی تھیں۔۔۔۔ لیکن بے جان سی لگتی تھیں۔

عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

کچھ دیر بعد لیڈی بہرام بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "ان میں سے سات عمارتیں تو ہماری ہی یت ہیں۔۔۔۔ اور بقیہ ہمارے بعض دوستوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس نے ہر اس عمارت کو تباہ نے یا کھنگالنے کی کوشش کی ہے جہاں میری موجودگی کے امکانات ہو سکتے تھے۔!"

"تب تو شاید مجھ سے عقل مندی ہی سرزد ہوئی ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"میں نہیں جانتی کہ اب میرا کیا حشر ہوگا لیکن اب میں اسکی ٹوٹی ہوئی ہڈیاں ہی دیکھنا چاہتی ہوں۔!"

"ممکن تھا۔۔۔۔!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "لیکن شاید آپ نہیں جانتیں کہ اب وہ کہاں مل سکے گا۔!"

"میں جانتی ہوں۔۔۔۔!" وہ کسی ناگن کی طرح پھپھکاری۔

"تب تو آپ اس کی ٹوٹی ہوئی ہڈیاں ضرور دیکھ سکیں گی۔!"

"میں جانتی ہوں کہ وہ خطرات میں گھر جانے کے بعد کہاں پناہ لیتا ہے۔!"

"تب تو اس کے بارے میں آپ بہت کچھ جانتی ہیں۔!"

"یقیناً۔۔۔۔ کیونکہ میں ابھی تک اس کا داہنا ہاتھ رہی ہوں۔۔۔۔!"

"خیر۔۔۔۔ ہاں تو وہ کہاں مل سکے گا۔۔۔۔؟"

"میں ساتھ چلوں گی۔۔۔۔!" وہ غصیلی آواز میں بولی۔

"ضرور۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔!" عمران جلدی سے بولا۔

"لیکن۔۔۔۔ تم اس سلسلے میں کوئی چال نہیں چلو گے۔!"

"چال۔۔۔۔ یہ آپ کیا فرما رہی ہیں۔۔۔۔؟"

وہ کچھ نہ بولی۔ اس کا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا اور آنکھیں گویا شعلے برسا رہی تھیں۔

عمران دوسری طرف مڑ کر چیونگم کا پیکٹ پھاڑنے لگا۔

"تم یہ نہ سمجھو کہ اب میں تم پر اعتماد کرلوں گی۔!" وہ تھوڑی دیر بعد غرائی۔ "میں اب دنیا میں کسی پر بھی اعتماد نہیں کرسکتی۔!"

"عقل مند وہی ہے لیڈی بہرام جو خود اپنی ذات پر بھی اعتماد نہ کرے۔!" عمران بولا۔

"میں اس کی ٹوٹی ہوئی ہڈیاں دیکھنا چاہتی ہوں.... لیکن تم کیا چاہتے ہو....!"

"میں پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ اسے بلیک میل کروں گا۔!"

"لیکن میں اسے مار ڈالنا چاہتی ہوں.... پھر....!"

"صاف بات ہے کہ پھر میں آپ کو بلیک میل کروں گا۔!"

"وہ تو میں جانتی ہی تھی....!"

"تو پھر ہم دونوں چلنے کی تیاری کریں۔!"

"خاموش بیٹھے رہو.... میں کافی پینا چاہتی ہوں....!"

عمران نے فون پر کافی کا آرڈر دے کر ریسیور رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا اسے علم ہے کہ آپ اس کی آخری پناہ گاہ سے واقف ہیں۔!"

"نہیں.... وہ نہیں جانتا....!"

"کیا میں یہ پوچھنے کی جرأت کرسکتا ہوں کہ آخری پناہ گاہ کا علم آپ کو کس طرح ہوا تھا۔!"

"میں خود ہی بتانا چاہتی تھی۔!" وہ پر عزم لہجے میں بولی۔ "اس میں شک نہیں کہ میں اس کے ہاتھوں بلیک میل ہوکر ہی اس کے لئے کام کرتی رہی تھی۔ لیکن اپنے معیار کے مطابق ضمیر فروشی کی مرتکب اسی بار ہوئی ہوں۔ اسے مجھ پر پہلے ہی سے شبہ تھا کیونکہ اس بار میں نے اس کے لئے کام کرنے سے قریب قریب انکار کردیا تھا۔!"

"وہ یہاں کب سے مقیم ہے....؟"

"میں نہیں جانتی....!"

"پہلے آپ اس کے لئے کام کر کے ضمیر فروشی سے کیسے بچی رہی تھیں۔!"

"پہلے وہ یہاں دوسرے ممالک کے لئے کام کرتا رہا تھا.... ان کاموں سے خود ہمارے ملک کو ی قسم کا نقصان پہنچنے کا خطرہ نہیں تھا۔!"

"اوہ تو پھر وہ یہاں سے ہمسایہ ممالک میں انتشار پھیلاتا رہا ہوگا۔!"

"ایسی ہی کوئی بات تھی میں تفصیل سے واقف نہیں۔!"

"اور اس بار آپ ضمیر فروشی کی مرتکب ہوئی ہیں۔!"

"اب یہ کھیل ختم ہونے جارہا ہے اس لئے اس کا تذکرہ ہی فضول ہے۔!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ باہر سے ویٹر نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ عمران نے روازہ کھولا وہ کافی کی ٹرے میز پر رکھ کر واپس چلا گیا.... عمران پھر لیڈی بہرام کی طرف ڑا۔ وہ کافی پاٹ اٹھا رہی تھی۔ اس نے صرف اپنے لئے کافی انڈیلی۔ عمران کو اس طرح نظر انداز رنے کا طریقہ قطعی طور پر دانستہ معلوم ہوتا تھا.... وہ اس کی طرف متوجہ بھی نہیں تھی۔!

عمران خاموش کھڑا رہا.... لیڈی بہرام نے اتنی دیر میں دو پیالیاں ختم کیں اور رومال سے ونٹ خشک کرتی ہوئی بولی۔ "تم یہاں اس کمرے میں تو رات نہیں گزار سکتے۔!"

"ہم دونوں ہی یہاں رات نہ گزار سکیں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"تم مجھے اس کی آخری پناہ گاہ تک لے چلو گی....!" عمران کا لہجہ اتنا ہی غیر معمولی تھا کہ وہ ونک کر اسے گھورنے لگی.... لیکن اب نہ اس کی آنکھوں میں سماقت کی جھلکیاں دکھائی دیں اور ۔ کہیں معصومیت ہی کا پتہ تھا۔

"کک.... کیا مطلب....!"

"لیڈی بہرام.... بہت ہوچکا.... میں تشدد نہیں کرنا چاہتا تم پر.... تم ابھی اور اسی وقت مجھے وہاں لے چلو گی۔!"

"اگر میں انکار کردوں تو....؟"

"کوئی فرق نہیں پڑے گا.... میں تو اسے کسی نہ کسی طرح ڈھونڈ ہی نکالوں گا.... لیکن تم خود ی اپنا انجام سوچ لو....!"

وہ اسے ایک ٹک دیکھے جارہی تھی یک بیک اس کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے کہا۔ "یہ میری زندگی کی آخری بازی ہے ہم میں سے ایک کو یقینی طور پر مرنا

ہو گا.... میرا مطلب ہے مجھے یا وحیدل کو....!"

"تو پھر میں کیا کروں....؟"

"میں کسی طرح بھی اسے پسند نہیں کروں گی کہ وہ زندہ کسی کے ہاتھ لگے یا میری زندگی میں ایسا ہو۔!"

"تو پھر....!"

"میں تمہیں اس کا پتہ نہیں بتا سکتی.... ساتھ لے چلوں گی۔!"

"ابھی پتہ بتا دینے سے کیا فرق پڑے گا....!"

"تم اپنے آدمیوں کو آگاہ کر دو گے.... اور وہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اسے گھیرنے کی کوشش کریں گے۔!"

"احمق نہ بنو.... وہ سارے شہر کو راکھ کا ڈھیر بنا دے گا....!"

"تمہارا طرز تخاطب.... اہانت آمیز ہے....!" وہ غصیلی آواز میں بولی۔

"اب اسے بھول جاؤ کہ تم لیڈی بہرام ہو....!"

وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی رہی کچھ بولی نہیں۔

عمران نے مختلف جیبیں ٹٹول کر چیونگم کا ایک پیکٹ نکالا.... اور اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"اس سے شوق کرو.... خیالات کو مجتمع کرنے میں مدد ملے گی۔!"

"میں کہتی ہوں خاموش رہو.... کل تک تم میرے سامنے گڑگڑاتے رہے تھے۔!"

"میں آج بھی گڑگڑا رہا ہوتا لیکن گاڑی میں پستول دکھا کر آپ ہی نے بے تکلفی پر آمادہ کیا تھا.... میرا اس میں کوئی قصور نہیں۔!"

وہ تھوڑی دیر تک اسے گھورتی رہی پھر بولی۔ "میں چیونگم جیسے گندے شوق نہیں رکھتی۔ بیٹھ جاؤ.... اور سنجیدگی سے معاملے کی بات کرو....!"

عمران کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا.... ایک پل کے لئے بھی اس نے لیڈی بہرام کے چہرے سے نظر نہیں ہٹائی تھی۔

"یہ قطعی غلط ہے کہ تم بلیک میلر ہو....!" لیڈی بہرام نے تاریک شیشوں کی عینک پھر آنکھوں پر چڑھاتے ہوئے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کہتی رہی۔ "ہمارا ملک غیر ملکی جاسوسوں کا گڑھ بن کر رہ گیا ہے تم بھی کسی دوسرے ملک کے ایجنٹ ہو.... کسی وجہ سے وحیدل کو ختم کر دینے کے درپے ہو گئے ہو.... اس سے پہلے بھی اکثر دوسرے ممالک کے جاسوسوں سے اس کی ٹکر ہوتی رہی ہے۔ لیکن ابھی تک تو وہی انہیں شکست دیتا رہا ہے.... ذہنی جنگ کے معاملے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ بس جسمانی طور پر ذرا کمزور ہے۔!"

"جسمانی طور پر کمزور ہے....!" عمران نے متحیرانہ انداز میں دہرایا۔

وہ ہنس پڑی کچھ دیر تک ہنستی رہی پھر بولی۔ "وہ عجوبہ ہے.... ہر اعتبار سے عجوبہ.... ڈیل ڈول دیکھو تو ایسا معلوم ہو گا جیسے ہاتھی سے ٹکرا جائے گا.... لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم جیسی جسامت رکھنے والا آدمی بھی اسے آسانی سے زیر کر لے گا.... اس جیسے ڈیل ڈول کے لوگ عموماً احمق ہوتے ہیں.... لیکن وہ بلا کی ذہانت رکھتا ہے۔!"

"آخر تم پتہ کیوں نہیں بتاتیں....؟"

"تم اپنے آدمیوں کو مطلع کر دو گے اور وہ ان کی بو سونگھ کر وہاں سے اس طرح غائب ہو جائے گا جیسے ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو.... نہیں میں اس کا خطرہ نہیں مول لے سکتی.... مجھے یا اسے ہر حال میں مرنا ہے۔!"

"ارے تو مر بھی چکو کسی صورت سے!" عمران نے ایسے انداز میں کہا کہ وہ بے ساختہ مسکرا پڑی۔

"کل رات....!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "کل رات کو میں تمہیں وہاں لے چلوں گی.... بس اب کمرے سے باہر جاؤ.... مجھے نیند آ رہی ہے۔!"

"میرے پاس کوئی دوسرا کمرہ نہیں ہے....!"

"تو پھر میں رات بھر یونہی بیٹھی رہوں گی۔!"

"تمہاری مرضی....!" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی.... لیڈی بہرام کرسی پر نیم دراز ہوتی ہوئی اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی۔

◆

دوسری شام وہ دونوں شہر میں تھے۔! عمران نے صفدر کو پہلے ہی فون کر دیا تھا کہ وہ ان کے لئے بنگلہ خالی کر دے.... عمران اسے سیدھا وہیں لیتا چلا گیا.... اس کام کے لئے لیڈی بہرام کی

گاڑی نہیں استعمال کی گئی تھی۔ وہ شکوہ آباد سے شہر تک ٹیکسی میں آئے تھے۔ شام صفدر کے بنگلے میں داخل ہوتے وقت لیڈی بہرام بولی۔ "تمہیں تھوڑی سی محنت کرنی پڑے گی۔!"

"ڈھیروں محنت کر سکتا ہوں لیڈی بہرام....!"

"تمہیں بھوت بننا پڑے گا....!"

"وہ تو محنت کے بغیر بھی میں خود کو بھوت ہی سمجھتا ہوں۔!"

وہ اس کی بات پر دھیان نہ دیتی ہوئی کہتی رہی۔ "کہیں سے ایک انسانی کھوپڑی مہیا کرو.... پھر ایک ایسا سیاہ لباس تیار کرو جس پر پسلی کی ہڈیوں کی شکل کی سفید پٹیاں لگی ہوئی ہوں.... لبادہ تیار کرواؤ کھوپڑی مہیا کرو.... پھر میں تمہیں بھوت بنا دوں گی.... نہیں.... میں ابھی کسی بات کی بھی وضاحت نہ کروں گی اور ہاں دیکھو تم کسی کو فون بھی نہیں کر سکتے کہیں تنہا نہیں جا سکتے جہاں جاؤ گے میں ساتھ چلوں گی۔ میک اپ کے تو ماہر ہو کسی طرح میری شکل تبدیل کر دو!"

"اس کی ضرورت نہیں.... میں تمہارے ہی سامنے اپنے ساتھیوں کو فون کروں گا کہ وہ میرے لئے ساری چیزیں مہیا کر دیں.... فون کرتے وقت تمہیں اختیار ہوگا کہ مجھے گفتگو کرنے سے روک سکو.... میں ایسی کوئی بات ان سے نہ کہوں گا جس کی بناء پر تمہاری بنائی ہوئی اسکیم کی کامیابی میں خلل پڑ سکے۔!"

لیڈی بہرام تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "اچھی بات ہے.... لیکن اگر اس کے خلاف ہوا تو یہ سمجھ لو کہ مجھے تو بہر حال مرنا ہی ہے۔!"

"اسی فکر میں تو گھلا جا رہا ہوں کہ تمہیں بہر حال مرنا ہے۔!"

ایک تلخ سی مسکراہٹ لیڈی بہرام کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی لیکن وہ کچھ بولی نہیں۔ پھر عمران نے دو گھنٹے کے اندر اندر ہی وہ چیزیں مہیا کر لی تھیں جن کے لئے لیڈی بہرام نے کہا تھا۔

"اب کیا خیال ہے....!" عمران نے اس سے پوچھا۔

"میرے اور اپنے چہرے میں تبدیلی کرو....!"

"میں اسے مناسب نہیں سمجھتا لیڈی بہرام.... آپ کو میرے ساتھ اسی طرح چلنا ہوگا۔!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔

تقریباً گیارہ بجے روانگی کی طے پائی.... صفدر کی فیاٹ کمپاؤنڈ ہی میں موجود تھی۔ لیڈی بہرام نے کہا کہ وہ خود ہی اسے ڈرائیو کرے گی۔ عمران بے چوں و چرا اسکی ہر بات پر صاد کرتا جا رہا تھا۔

سوا گیارہ بجے فیاٹ کمپاؤنڈ کے باہر نکلی.... عمران اگلی سیٹ پر تھا اور لیڈی بہرام ڈرائیو کر رہی تھی۔

"کہیں تم یہ نہ سوچ رہے ہو کہ شاید میرا دماغ چل گیا ہے....!" لیڈی بہرام ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"یہ بات میں اپنے بارے میں سوچ رہا ہوں....!" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"سوچنا بھی چاہئے....!"

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر لیڈی بہرام نے کہا۔ "جیسے ہی اس کا سامنا ہو بس لپٹ جانا.... لیکن میرے خدا.... میں تو بالکل ہی خالی ہاتھ ہوں....!"

"میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے....!" عمران بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"میں دھماکہ پیدا کرنے والی چیزیں اپنے پاس نہیں رکھتا....!"

"سنجیدگی اختیار کرو....!"

"دل چاہے تو کہیں گاڑی روک کر میری جامہ تلاشی لے لو....!"

"اگر یہ سچ ہے تو واقعی تم سے بڑا احمق آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا....!"

"یقین کرو لیڈی بہرام....!"

"میں ضرور جامہ تلاشی لوں گی۔!"

اس نے کچھ دور چلنے کے بعد ایک ویران گلی میں گاڑی روک کر سچ مچ اس کی جامہ تلاش لے ڈالی اور متحیرانہ لہجے میں بولی۔ "واقعی تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ تمہارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔!"

"میں نے ضرورت ہی نہیں سمجھی....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"ضرورت کیوں نہیں سمجھی....!"

"تم ہی نے کہا تھا کہ وہ جسمانی طور پر مجھ سے کمزور ثابت ہوگا۔!"

"نرے احمق ہو....!"

"اب تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

لیڈی بہرام نے زیر لب کچھ بڑبڑاتے ہوئے انجن دوبارہ اسٹارٹ کیا۔۔۔ اور گاڑی پھر کسی نامعلوم منزل کی طرف چل پڑی۔

"لیکن مجھے بھوت کیوں بننا پڑے گا۔۔۔!" عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"ہماری منزل شہر کا ایک قبرستان ہے۔۔۔!"

"کمال کردیا۔۔۔ ارے بھئی شہر کے کسی بھی قبرستان میں بھوتوں کا داخلہ ممنوع نہیں۔!"

"اگر تم پچھلے سال اسی شہر میں رہے ہوگے تو تم نے یہاں کے ایک قبرستان کے بھوت کے متعلق ضرور سنا ہوگا جو کئی راتوں تک وہاں نظر آتا رہا تھا۔!"

"آہا۔۔۔ وہی تو نہیں جسے دیکھ کر کچھ لوگ ایک جنازہ چھوڑ بھاگے تھے۔!"

"وہی۔۔۔ وہی۔۔۔ اس کے بعد عرصہ تک وہاں کوئی میت رات میں نہیں دفنائی گئی تھی۔ وہاں بسنے والے قلندر تک اپنی جھونپڑیاں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔!"

"مجھے یاد ہے۔۔۔!"

"وہ بھوت وحیدل کا ایک لیفٹیننٹ تھا۔۔۔ وحیدل ان دنوں اپنے ایک حریف سے نبرد آزما تھا لیکن کسی وجہ سے حریف کا پلہ بھاری پڑ گیا تھا اس لئے وحیدل کو اسی قبرستان میں پناہ لینی پڑی تھی۔۔۔ وہ وہاں ایک قلندر کے روپ میں مقیم تھا۔۔۔ یہ بات اس کے اس لیفٹیننٹ کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم تھی وہی اس تک روزانہ کی خبریں پہنچاتا تھا۔۔۔ کیونکہ ان کے ٹرانس میٹر تو قطعی بیکار ہوگئے تھے وجہ یہ تھی کہ حریف پارٹی کے پاس ان سے بہتر ٹرانس میٹر تھے اور وہ ان کی گفتگو سن لیتے تھے خواہ کوئی فری کوئنسی استعمال کی جارہی ہو۔۔۔ لہٰذا زبانی پیغام رسانی کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔!"

"تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی تھی۔۔۔!"

"وہ بے چارہ لیفٹیننٹ میرے عشق میں گرفتار تھا۔۔۔ اور رتی رتی بات مجھے بتائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔!"

"کیا وہ اب بھی یہیں موجود ہے۔۔۔!"

"ہاں۔۔۔ اور اگر وحیدل نے وہیں پناہ لی ہوگی تو وہ لیفٹیننٹ ہی اس سے رابطہ قائم رکھے گا اور پارٹی کے دوسرے ممبروں کو اس کا علم تک نہ ہوگا۔!"

"کیا وحیدل مجھے اتنا ہی خطرناک سمجھتا تھا کہ یہ تک کر گزرے۔۔۔!"

"میرا اندازہ یہی ہے۔۔۔!" لیڈی بہرام بولی۔

"تب تو پھر ہم اس قبرستان کے قریب پہنچ چکے ہیں۔۔۔!" عمران چاروں طرف اندھیرے میں گھورتا ہوا بولا۔

"یقیناً۔۔۔ اور گاڑی مجھے یہیں کہیں روک دینی چاہئے۔۔۔!" لیڈی بہرام بڑبڑائی۔

پھر شاید پندرہ منٹ بعد وہ قبرستان کی حدود میں داخل ہو رہے تھے۔ عمران بھوت بن چکا تھا۔۔۔ سیاہ لبادہ جسم پر تھا جس کے سرے پر انسانی کھوپڑی تھی۔ لبادے کے اوپری حصے میں دو چھوٹے سوراخ تھے جن کے ذریعہ عمران اپنی آنکھیں استعمال کر سکتا تھا۔

"مجھے اس طرح اپنے آگے رکھو جیسے کہیں سے پکڑ کر لائے ہو۔۔۔!" لیڈی بہرام نے آہستہ سے کہا۔ "ورنہ میری موجودگی اسے شبہے میں مبتلا کردے گی۔۔۔ اور وہ ہوشیار ہوجائے گا اور بس اس چراغ کی طرف چلتے رہو جو نظر آرہا ہے۔۔۔ غالباً وہی قلندروں کی جھونپڑی ہے۔!"

عمران چپ چاپ وہی سب کچھ کرتا رہا جس کی ہدایت مل رہی تھی۔ جھونپڑی کے قریب پہنچتے ہی اس نے کئی چیخیں سنیں اور کچھ لوگ جھونپڑی سے نکل کر دوڑتے ہوئے ادھر اُدھر اندھیرے میں گم ہوگئے صرف ایک لمبا تڑنگا آدمی جھونپڑی کے دروازے ہی پر جما کھڑا رہا۔

"کیا بات ہے۔۔۔ نمبر گیارہ۔۔۔؟" دفعتاً وہ گونجیلی آواز میں بولا۔ "کسی ہدایت کے بغیر ہی تم۔۔۔ اوہ۔۔۔ لیڈی بہرام۔۔۔!"

پھر سناٹا چھا گیا۔۔۔ وہ یک بیک خاموش ہوگیا تھا جملہ پورا کئے بغیر ہی! لیڈی بہرام عمران کے آگے کھڑی تھی۔۔۔ عمران اس سے زیادہ سے زیادہ ایک بالشت کے فاصلے پر رہا ہوگا۔ دفعتاً لیڈی بہرام نے اسے اپنی کہنی سے ٹہوکا دیا۔ عمران سمجھتا تھا اس ٹہوکے کا مطلب۔۔۔ بڑی پھرتی سے اس نے لبادہ اتار پھینکا اور لیڈی بہرام کو ایک طرف دھکیل کر وحیدل پر چھلانگ لگادی۔۔۔ لیکن۔۔۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں عقل ٹھکانے آگئی۔۔۔ وحیدل تو پہاڑ تھا۔۔۔ جہاں تھا وہیں جما رہا البتہ عمران اس سے ٹکرا کر کئی قدم دور جا گرا تھا۔۔۔ پھر اٹھ ہی رہا تھا کہ وحیدل غراتا ہوا اس پر جھپٹ پڑا۔

پہلی ٹکر میں عمران اس کی قوت کا اندازہ کرچکا تھا اس لئے خود پر چھا جانے کا موقع اسے نہیں

دے سکتا تھا۔ بڑی پھرتی سے ایک طرف کھسک گیا۔ وحیدل اپنے ہی زور پر منہ کے بل زمین پر چلا آیا۔

عمران نے اسے چھاپ لیا.... لیکن بے سود.... وحیدل کسی بگڑے ہوئے ہاتھی ہی کی طرح زمین سے اٹھا تھا اور عمران پھر دور جا گرا تھا۔

آج چوکڑی بھول رہے تھے عمران صاحب.... بڑا ناز تھا اپنی ریڈی میڈ کھوپڑی پر اور اسی برتے پر بچ خالی ہاتھ چلے آئے تھے.... اور پھر لیڈی بہرام تو اسے پہلے ہی یقین دلا چکی تھی کہ وحیدل جسمانی قوت میں اس سے کمتر ثابت ہوگا۔ اسی لئے تو ایسے مواقع پر وہ چھپتا پھرتا ہے۔ لہٰذا اب لیڈی بہرام کی چال سمجھ میں آئی.... لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔

وحیدل پھر غراتا ہوا اس کی طرف لپکا.... آسمان صاف تھا.... لہٰذا اس کھلی فضا میں تاروں کی چھاؤں ایسی تو تھی ہی کہ وہ ایک دوسرے کو فاصلے سے بھی دیکھ سکتے۔

عمران نے پھر اسے بھلاوا دیا اور اس کی گرفت میں نہ آسکا.... اب اس کے علاوہ بچاؤ کی اور کوئی صورت نہیں تھی کہ وہ اسے اسی طرح چھکا چھکا کر تھکاتا رہے.... لیڈی بہرام جہاں تھی وہیں کھڑی رہی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو.... دفعتاً وہ چونکی اور جھونپڑی کے اندر گھس گئی.... وہاں سے واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں لالٹین تھی جس کی دھندلی سی زرد روشنی کچھ دور تک پھیل کر گاڑھے اندھیرے میں مدغم ہوگئی.... لالٹین کی روشنی کے احاطے میں دوسرا بھوت! غالباً اس نے یہ حرکت اس لئے کی تھی کہ وہاں سے بھاگے ہوئے قلندر دوبارہ اس طرف نہ آسکیں۔

دفعتاً وحیدل نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "شہزاد تیرے یہی عاشق تیری تباہی کا باعث رہے ہیں.... اور اس عشق کی وجہ سے تو موت کی گود میں جا سوئے گی۔!"

"عاشق ہو گے تم....!" عمران غرا کر بولا۔ "میں تو قانون گو ہوں.... اور اگر تم نہیں چاہتے کہ نائب تحصیلداری کے امتحان میں بیٹھوں تو تمہی مجھے عشق کرنا سکھا دو....! میرے والدین نے تو نہیں سکھایا تھا۔!"

"شاباش اپ....!" وہ پھر عمران پر جھپٹتا ہوا دہاڑا.... اتنی ہی دیر میں عمران نے اسے ہانپنے پر مجبور کر دیا تھا اور اس بار عمران نے لالٹین کی دھندلی روشنی میں اس کے ہاتھ میں دبا ہوا بڑا سا خنجر

بھی دیکھا۔

اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت تھی.... ذرا سی غفلت موت کے منہ میں پہنچا سکتی تھی۔ تھکا ہوا دشمن اسے زندہ قابو میں کرنے کے بجائے مار ڈالنے پر تل گیا تھا... خطرناک لمحہ۔

خنجر سنبھالنے کے بعد والا پہلا ہی حملہ جان لیوا ثابت ہوتا اگر اتفاق سے عمران مدور چیز پر پیر پڑنے کی وجہ سے پھسل کر چاروں خانے چت نہ گرا ہوتا۔ وحیدل اسی جگہ جھومتا رہ گیا۔ اس حملے سے عمران کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ داؤں گھات کے ساتھ خنجر بازی میں بھی دستگاہ رکھتا ہے۔!

عمران پھرتی کے ساتھ اٹھ ہی رہا تھا کہ وہ چیز ہاتھ آگئی جس پر اس کا پیر پھسل گیا تھا.... اور یہ چیز اس وقت ایٹم بم سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوئی۔ یہ ایک ٹھوس اور کافی وزنی ڈنڈا تھا.... ہو سکتا ہے بھاگتے ہوئے قلندروں میں سے کسی کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہو۔

عمران اسے دونوں ہاتھوں سے جکڑے ہوئے دوسرے حملے کا منتظر رہا.... وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس بار وحیدل ڈاج دے کر حملہ کرے گا.... لہٰذا وہ دونوں پہلوؤں سے ہوشیار رہا۔

وحیدل نے دایاں بتایا ہی تھا کہ اس نے داہنی ہی جانب جھٹک کر ڈنڈے سے بھرپور وار کیا۔

وحیدل کی کراہ ایسی ہی تھی کہ دور دور تک پھیلی.... ڈنڈا گردن پر بیٹھا تھا۔ پھر عمران نے اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا.... بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ لحافوں کے ڈھیر کو ڈنڈے سے پیٹ پیٹ کر گرد جھاڑ رہا ہو.... لیکن وہ جاندار بھینسا اس کے باوجود بھی اس سے لپٹ ہی پڑا۔ خنجر اس افراتفری میں اس کے ہاتھ سے بھی نکل گیا تھا۔

وہ ایسا ہی بھاری بھرکم تھا کہ اس کی گرفت میں عمران خود کو ننھا سا بچہ محسوس کرنے لگا.... چوٹیں کھانے کے بعد اس کے جسم پر جو تشنج پیدا ہوا تھا.... عمران کو گویا پیسے ڈال رہا تھا۔ شدید سردی کے باوجود بھی عمران نے اپنے جسم پر پسینے کی چپچپاہٹ محسوس کی.... ایسا لگتا تھا جیسے خود اس کی جسمانی قوت سیال بن کر مسامات سے پھوٹ نکلی ہو.... وہ ایسا ہی دباؤ تھا کہ چاروں طرف سے اس کا جسم بھنچا جا رہا تھا.... دم گھٹنے لگا.... تب اس کے ذہن پر شدید قسم کی جھلاہٹ طاری ہوئی اور اس نے اپنی قوت مجتمع کر کے اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی.... اور شاید اسی دوران میں اس کی کسی ایسی جگہ ہاتھ پڑ گیا جہاں کی ہڈی ڈنڈے کی ضربات سے ٹوٹ گئی تھی.... وحیدل کے حلق سے گھٹی گھٹی سی کراہ بھی نکلی اور اس کی گرفت بھی ڈھیلی پڑ گئی.... لیکن اتنی

بھی نہیں کہ عمران پوری طرح رہائی پا جاتا۔

اب پوزیشن یہ تھی کہ دونوں ٹانگیں وحیدل نے جکڑ رکھی تھیں.... اور عمران کے دونوں ہاتھ زمین پر کسی ایسے سہارے کو تلاش کر رہے تھے جو آخری زور کا باعث بن سکے.... دفعتاً اس کا **ہاتھ کسی ٹھنڈی سی چیز سے لگا اور شدید ترین کرب کے عالم میں بھی اس کی باچھیں کھل** گئیں.... یہ وحیدل کے ہاتھ سے گرا ہوا خنجر تھا.... عمران اس کے دستے کو مضبوطی سے گرفت میں لیتا ہوا بایاں ہاتھ ٹیک کر پلٹ پڑا.... اور پھر ایک دو تین چار پانچ .... پتہ نہیں کتنے وار کر ڈالے.... ہر وار پر ایک چیخ فضا میں گونجتی تھی.... اور پھر سناٹا چھا گیا۔

وہ وحیدل کی لاش کے قریب کھڑا جھوم رہا تھا.... لیڈی بہرام نے لبادہ اتار پھینکا اور لالٹین لاش کے قریب اٹھا لائی.... پھر عمران نے دیکھا کہ وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں لاش کو ٹٹول رہی ہے.... دوسرے ہی لمحے میں عمران نے بھوتوں والا لباس پھر پہن لیا.... کافی شور و غل ہو چکا تھا.... اس لئے اس نے یہی مناسب سمجھا کہ آس پاس پائے جانے والوں کو کچھ دیر تک یہاں سے دور ہی رکھا جائے۔

اب لیڈی بہرام وحیدل کی قمیض پھاڑ رہی تھی۔

”یہ کیا کر رہی ہو تم....!“ اس نے اسے مخاطب کیا اور وہ اس طرح چونک پڑی جیسے وہاں اس کی موجودگی کا خیال ہی نہ رہا ہو.... وہ اسے کسی سحر زدہ کی طرح دیکھتی رہی پھر یک بیک وحیدل کی لاش پر سے خنجر اٹھا کر عمران کے قریب آ کھڑی ہوئی.... ویسے اس کا رخ لاش ہی کی طرف تھا.... عمران اس کے پیچھے تھا.... لالٹین کی دھندلی سی روشنی دونوں پر پڑ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ دو قدم آگے بڑھی اور پھر یک لخت عمران پر دیوانہ وار پلٹ پڑی.... پہلا خنجر اگر لبادے والی کھوپڑی پر نہ پڑا ہوتا تو عمران کم از کم زخمی ضرور ہو جاتا۔

”لیڈی بہرام!“ وہ لبادہ اتار پھینکنے کی کوشش کرتا ہوا پیچھے ہٹا.... لیکن لیڈی بہرام شاید ہوش ہی میں نہیں تھی.... تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے تھے۔ عمران اچھل کود کر خود کو بچاتا رہا پھر اس نے خنجر ہی کھینچ مارا.... جس کا دستہ عمران کے بازو سے لگتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔

اب وہ جھونپڑی کی طرف بھاگی جا رہی تھی.... عمران اس کے پیچھے جھپٹا.... جتنی دیر میں اس تک پہنچتا وہ جھونپڑی میں داخل ہو کر باہر بھی نکل آئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک کلہاڑی تھی

و سکتا ہے اس پر اسی وقت اسکی نظر پڑی ہو جب پہلی بار لالٹین کے لئے جھونپڑی میں گھسی تھی۔

”کیا کر رہی ہو....!“ عمران کلہاڑی کے بھرپور وار سے بچتا ہوا.... چیخا۔ وہ اپنے ہی زور میں نہ کے بل زمین پر چلی آئی۔

اور پھر ایک دلخراش چیخ کے ساتھ تڑپنا شروع کر دیا.... عمران لالٹین کی طرف جھپٹا کلہاڑی پھل لیڈی بہرام کی پیشانی میں پیوست تھا۔

◆

تیسرے دن عمران اور صفدر ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں کافی پی رہے تھے۔ !عمران صفدر سے اوہ پوری ٹیم میں اور کسی کو بھی کسی کیس کے پورے حالات سے باخبر نہیں رکھتا تھا۔ اس وقت ی اس نے وہی روداد چھیڑ رکھی تھی۔

کافی کا گھونٹ لے کر بولا۔ ”لیڈی بہرام کے نگار خانے میں وہ بت دیکھ کر ہی مجھے کسی بہت ے خطرے کا احساس ہوا تھا۔ ساتھ ہی وہ فائل بھی یاد آیا جس کے لئے میں نے فیاض سے کہا ا۔ مجھے پچھلی جنگ عظیم کا ایک گمشدہ فرانسیسی جاسوس لاوال یاد آ گیا تھا.... یک چشم جس کی سری مصنوعی آنکھ مصنوعی نہیں لگتی تھی۔ دنیا کی تقریباً ڈیڑھ درجن زبانیں اہل زبان کی طرح ل سکتا تھا۔ چونکہ فائل میں نے رواروی میں دیکھا تھا جس کی بناء پر اس کے بارے میں تفصیل نہیں رہی تھی۔ بہر حال جب ان لوگوں سے یہ مسئلہ طے نہ ہو سکا تو تمہارے ایکس ٹو سے کہنا ا.... اس نے محکماتی کارروائی کے ذریعے وہ فائل منگوا لیا۔ بہر حال.... کسی طرح طے ہوا یہ ئلہ.... مجھے افسوس ہے کہ وہ زندہ ہاتھ نہ آ سکا۔“

”لیکن.... لیڈی بہرام کا رویہ میری سمجھ میں نہیں آ سکا....!“ صفدر بولا۔

”بڑی ذہین تھی صفدر صاحب.... شاید آج سے پانچ سال پہلے لاوال نے اسے بلیک میل کے اپنے لئے کام کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ خود سر عورت تھی۔ کسی کی بھی برتری کی قائل نہیں ا۔ لیکن اس کا وہ راز اسے لاوال کے سامنے جھکا دینے کا باعث بن گیا جو کسی طرح لاوال کے ھ لگ گیا تھا۔ وہ شروع ہی سے کوشاں رہی تھی کہ کسی طرح اس سے پیچھا چھڑا لے.... مجھ ے ٹکرانے کے بعد جب وہ میرے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر سکی تو لاوال کو مطلع کر دیا اور مجھے ایسے انداز میں لاوال کے پاس بھجوایا کہ مجھے کسی قسم کی سازش کا شبہ بھی نہ ہو سکا۔ لاوال کا

ایک آدمی میرے بارے میں چھان بین کرنے کے لئے اس چائے خانے میں پہلے ہی سے موجود تھا۔ بہر حال اس نے میرے بارے میں جو معلومات بہم پہنچائیں وہ یہ تھیں کہ میں اشہ پولیس کے لئے کام کرتا رہا ہوں۔ لہٰذا مجھے راستے سے ہٹا دینے کے لئے لیڈی بہرام نے اپنی خوف زدگی اور لاوال یا وحیدل سے بیزاری کا ڈھونگ رچایا تھا۔ یقین کرو میں اس وقت تک اندازہ نہیں کر سکا تھا کہ وہ کوئی چال رہی ہے جب تک کہ گاڑی احمد پور والی سڑک پر نہیں مڑ گئی تھی۔ اور وہ بےچاری یہ سمجھتی رہی تھی کہ مجھے الو بنا کر وحیدل کے جال میں پھانسنے لے جا رہی ہے۔ آنکھیں تو اس وقت کھلی تھیں اس کی جب تعاقب کرنے والوں میں سے ایک نے اس کے بال پکڑ کر گاڑی سے نیچے کھینچ لیا تھا۔ وحیدل دراصل میرے ساتھ ہی ساتھ اس سے بھی چھٹکارا پانا چاہتا تھا۔" عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا.... صفدر بولا۔ "لیکن اس نے لاوال کی قوت کے بارے میں آپ کو غلط فہمی میں کیوں مبتلا کیا تھا....!"

"سامنے کی بات ہے....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "وہ چاہتی تھی کہ ہم دونوں میں سے ایک ہی زندہ رہے گا اور اسے دھوکے میں رکھ کر وہ خود ہی مار ڈالے گی۔ اپنے راز کی حفاظت وہ اس طرح کر سکتی تھی .... لاوال کے پاس یہاں کی کئی نمایاں شخصیتوں کے رازوں کے متعلق دستاویزی ثبوت تھے جنہیں وہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ختم ہو جانے کے بعد وہ اس کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر ان دستاویزوں ہی کو تلاش کر رہی تھی۔ اور پھر میری موجودگی کا دھیان آتے ہی مجھ پر حملہ کر بیٹھی تھی۔

"کیا راز تھا....؟"

"مجھے افسوس ہے صفدر.... یہ میں نہ بتا سکوں گا.... سر بہرام بہر حال ایک شریف آدمی ہے.... میں نہیں چاہتا کہ وہ مزید بدنامیوں کا شکار ہو۔!"

"وہ کتنی دیر زندہ رہی تھی....!"

"صرف تین گھنٹے.... لیکن پھر ہوش نہیں آیا تھا اُسے....!"

"لاشوں کا کیا بنا....؟"

"ایکس ٹو کی تحویل میں ہیں.... میرا خیال ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو سکے گی کہ کس پر کیا گزری.... لیڈی بہرام پہلے ہی سے بدنام تھی۔ سر بہرام یہ سوچ کر خاموش ہو رہے گا کہ

ٹھکانے لگی۔ البتہ مزدوروں کے لیڈر وحیدل کے بارے میں پولیس چھان بین کرے گی۔!"

"وہ مزدوروں کا لیڈر تھا....؟"

"نہیں.... لیڈر تو نہ کہنا چاہئے.... چودھری سمجھ لو.... گودی کے مزدوروں کا.... مل اب وہ براہ راست ہمارے ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا ورنہ پچھلے سال تک پورٹ کے مطابق یہاں رہ کر دوسرے ممالک کو نقصان پہنچاتا رہا تھا۔

"ایکس ٹو نے کم از کم آپ کو تو بتایا ہی ہوگا کہ اسکی طرف توجہ کیسے مبذول ہوئی تھی اس کی۔!"

"لیڈی بہرام توجہ کا باعث بنی تھی.... غیر ملکی لڑکیوں کو ذمہ دار آدمیوں سے متعارف تھی۔ ایکس ٹو کا خیال تھا کہ وہ لڑکیاں راز جوئی کرتی ہیں۔!"

"اور.... وہ....!" صفدر نے کچھ کہنا چاہا لیکن ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔

"میں سمجھتا ہوں....!" عمران گھمبیر لہجے میں بولا۔ "تم ماؤلین کے لئے اب بھی دکھی ہو۔!"

"نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں....!" صفدر نے کہا اور سگریٹ سلگانے لگا۔

﴿تمام شد﴾

ابنِ صفی